نصرۃ میگزین

شمارہ نمبر 12 : مئی/جون



جمہوریت کو ختم کرو خلافت کو قائم کرو
اداریہ

عالمی تناظر

شام، جان کیری اور جان مکین کی نظر میں

تفسیر

سورۃ البقرہ آیت 67 تا 74

سورۃ طور آیت 63 تا 66

خطبہ برائے جمعہ

نماز میں قنوت

''مؤمن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا''
پمفلیٹ

پاکستان کو ''صادق'' اور ''امین'' نظام کی ضرورت ہے، صرف ''صادق'' اور ''امین'' چہروں کی نہیں
پریس ریلیز

جمہوریت فرقہ واریت کو ختم نہیں بلکہ ہر قسم کے گروہی تعصب کو بڑھاتی ہے
انجینئر سہام

کیا جمہوریت کا اگلا انتقام کیانی کو مزید توسیع دینا ہے؟
پریس ریلیز

زرداری نے شام کی قاتل حکومت سے ہاتھ ملایا ہے
پریس ریلیز

امیر حزب التحریر شیخ عطا بن خلیل ابو رشتہ کا پاکستان کے مسلمانوں سے خطاب

قیمت: 30 روپے

جمہوریت کو ختم کرو اور خلافت کو قائم کرو

11 مئی 2013 کے انتخابات سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ پاکستان میں جمہوریت دم توڑ چکی ہے۔ جو ووٹ ڈالے گئے وہ اس امید پر نہیں ڈلے کہ لوگوں کو جمہوریت سے اب بھی کوئی امید ہے۔ بلکہ لوگوں نے حقیقتاً اس ڈر سے ووٹ ڈالے کہ کہیں جمہوریت بدترین حکمرانوں کو ان پر مزید پانچ سال کے لیے مسلط نہ کردے۔ لوگوں نے اس جواز کو قبول کیا کہ گھر میں بڑے چور کو آنے دینے سے بہتر ہے کہ چھوٹے چور کو آنے دیا جائے۔ یہ ہے جمہوریت کا کمال جس نے معاشرے میں اس قسم کے اعلی وارفع پیمانے قائم کیے ہیں۔

انتخابات کے مکمل ہونے کے ساتھ ہی مزید معاشی بدحالی اور خارجہ امور میں تذلیل کی امید کی جارہی ہے۔ لہذا ہم ایک بار پھر اس انتخابی وعدے کو سچ ہوتے دیکھیں گے جس کو پاکستان کے وائسرائے، امریکی سفیر نے ان الفاظ میں بیان کیا تھا کہ ''پاکستان میں جمہوریت ہمارا گھوڑا ہے''۔

انتخابات گزر گئے ہیں اور اب وقت ہے کہ اس جماعت کے ساتھ کام کیا جائے جو حقیقی تبدیلی کے لیے جدوجہد کر رہی ہے۔ یقیناً حزب التحریر ہی امت کی وہ جماعت ہے جو حقیقی تبدیلی کے وعدے کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ حزب التحریر کا تیار کردہ آئین، خلافت کے موضوع پر کثیر تعداد میں لکھی گئی کتابیں اور دستاویزات، جن کو صرف اور صرف اسلامی شریعت کی بنیاد پر لکھا گیا ہے، خلافت کے قیام کے پہلے لمحے سے نفاذ کے لیے تیار ہیں۔ حزب التحریر کے پاس مغربی نوآبادیاتی سازشوں کو بے نقاب کرنے، انھیں چیلنج اور ناکام کرنے کا چھ دہائیوں کا تجربہ موجود ہے۔ اس کے پاس اسلام کے نفاذ کے لیے بہادر، ثابت قدم اور باصلاحیت سیاست دانوں اور جید علماً اور فقہاً کی پوری فوج موجود ہے۔ اسی وجہ سے پاکستانی پریس نے یہ سچ کہا ہے کہ ''حزب حکومت سنبھالنے کے لیے تیار ہے''۔ حزب پوری مسلم دنیا میں موجود ہے اور اس قابل ہے کہ پوری مسلم دنیا کو ایک خلافت کے جھنڈے تلے وحدت بخشنے کے وعدے کو پورا کرسکے۔

اور صرف حزب ہی کے پاس معروف فقہی اور رہنماً، شیخ عطا بن خلیل ابو الرشتہ، امیر حزب التحریر کی صورت میں وہ عالمی قیادت ہے جس کی ذہانت اور دن رات کی کاوشوں نے اس امت کو حقیقی تبدیلی کے بہت قریب پہنچا دیا ہے۔ یہ وقت ہے امریکی ایجنٹوں، سرمایہ داریت اور جمہوریت کے خاتمے کا۔ اب وقت ہے اسلام اور اس کی ریاست خلافت کا اور شیخ عطا کی قیادت میں حزب التحریر کا۔

﴿وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ص وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَہُمۡ دِیۡنَہُمُ الَّذِی ارۡتَضٰی لَہُمۡ وَ لَیُبَدِّلَنَّہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِہِمۡ اَمۡنًا ط یَعۡبُدُوۡنَنِیۡ لَا یُشۡرِکُوۡنَ بِیۡ شَیۡئًا ط وَ مَنۡ کَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ﴾ ﴿سورة النور.55﴾

جلیل القدر عالم، مفکر اور سیاستدان،

امیر حزب التحریر۔ شیخ عطا بن خلیل ابو رشتہ

کا پاکستان کے مسلمانوں سے خطاب

سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، اور درود و سلام ہو اللہ کے رسول پر، آپ کی آل پر، آپ کے صحابہ پر اور ہر اس شخص پر جس نے آپ ﷺ کی پیروی کی

اَمابعد!

اِس پاک اور بابرکت سرزمین ملکِ پاکستان کے باشندوں کے نام کہ جو اسلام اور مسلمانوں کی خاطر معرض وجود میں آیا

یہاں کے علماء، مفکرین اور سیاست دانوں میں سے اُن لوگوں کے نام جنہوں نے حق گوئی اور اپنے دین اور ایمان میں اخلاص کا ثبوت دیا ہے

پاکستان کے حکمرانوں خاص طور پر زرداری، اس کے کارندوں اور گماشتوں کے نام جنہوں نے پاک سرزمین اور اس کے باسیوں کو امریکہ، اس کے جاسوسوں اور ایجنسیوں کے لیے تر نوالہ بنادیا ہے

کیانی اور اس کے ٹولے کے نام جنہوں نے پاکستان کی بہادر فوج کو افغانستان میں جاری امریکی جنگ کی بھینٹ چڑھا دیا ہے اور اسے ہندوستان کے بارڈر سے قبائلی علاقوں اور بلوچستان منتقل کر رکھا ہے

الیکشن کمیشن کے نام جو گیارہ مئی کے انتخابات کی نگرانی کر رہا ہے

میں اس بیان کے ذریعے اِن سب سے مخاطب ہوں، اگرچہ مجھے اس بات کا ادراک ہے کہ زرداری، اس کے جاسوسوں اور کیانی اور اس کے ٹولے کے پاس دل و دماغ تو ہیں لیکن وہ سمجھتے نہیں، ان کے کان ہیں مگر وہ سنتے نہیں اور ان کی آنکھیں بصیرت سے محروم ہیں۔ تاہم اس کے باوجود پاکستان میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو حق بات سنتے ہیں تو ان کی آنکھیں تر ہو جاتی ہیں۔ یہ لوگ بات کو اچھی طرح سنتے اور سمجھتے ہیں اور حق پر عمل کرتے ہیں، میرا خطاب انہی لوگوں سے ہے۔

اور جہاں تک زرداری اور اس کے جاسوسوں، کیانی اور اس کے ٹولے کا تعلق ہے تو میں ان سے اس لیے مخاطب ہوں کہ ربِ ذوالجلال کے سامنے ان کے پاس کوئی عذر باقی نہ رہے یا شاید وہ ہدایت کی طرف لوٹ آئیں!

> ...اور آخری بات کہ، میں ایک دور جگہ سے آپ سے مخاطب ہوں جو اللہ کے اذن سے قریب ہونے والی ہے۔ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ ہمیں اس موقع پر آپس میں ملا دے کہ جب خلافت کا اعلان کیا جائے، خلیفہ کی بیعت کی جائے گی، جب لوگ انتہائی مسرت اور شادمانی سے راستوں، منبروں، مسجدوں اور اپنے گھر کے چھتوں سے نعرۂ تکبیر بلند کریں۔

سب سے پہلے: اے ہماری پاک سرزمین کے لوگو، اے محمد بن قاسم کے بیٹو، آپ ان لوگوں کی اولاد ہیں جنہوں نے محمد بن قاسم کے ساتھ شامل ہو کر اس سرزمین کو فتح کرنے کے لیے جہاد کیا تھا۔ آپ ایک ایسی ظالم اور بدکردار حکومت پر کیسے راضی رہ سکتے ہیں جس نے اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت کو پسِ پشت ڈال رکھا ہے، جس نے شریعت کو معطل کیا ہے، اور ملک کو امریکہ اور اس کے حلیفوں کے لیے تر نوالہ بنایا ہوا ہے جنہوں نے انسانوں کے ساتھ شجر و حجر کو بھی تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ وہ حکومت جو ڈرون حملوں سے بمباری کر کے اپنے ہی لوگوں کو قتل کر رہی ہے، اور بم دھماکوں کے ذریعے فتنوں کو ہوا دے رہی ہے؟! آپ ایسی حکومت پر کیسے راضی رہ سکتے ہیں جس نے فوج کو کشمیر اور دیگر مسلم علاقوں پر قبضہ کرنے والی ہندو ریاست کے خلاف محاذ سے منتقل کر کے قبائلی علاقوں، بلوچستان اور افغانستان میں استعمار کے ساتھ برسرپیکار اپنے ہی مسلمان بھائیوں کو قتل کرنے پر لگا دیا ہے؟! آپ کس طرح اس حکومت کے بارے میں خاموش رہ سکتے ہیں جو آپ کے مخلص اور صادق بیٹوں کو دن دھاڑے سڑکوں، مدرسوں اور مساجد سے اغوا کرتی ہے اور پھر اللہ، اس کے رسول ﷺ اور مومنوں کے سامنے کسی حیاء کے بغیر اس اغوا کاری کا انکار کرتی ہے؟! حزب التحریر کے کتنے ہی شباب کو صرف اس لیے اغوا کیا گیا کہ وہ یہ کہتے تھے کہ ہمارا رب صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے، اور ان کو کئی کئی مہینے عقوبت خانوں میں وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ جو شباب ماضی میں اغوا کیے گئے تھے ان کے ساتھ بھی یہی کیا گیا اور آج حزب کے ترجمان اور ان کے بعد اغوا کیے گئے شباب کے ساتھ یہی سلوک ہو رہا ہے؟!

شاید آپ یہ کہیں گے کہ آپ اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکتے، لیکن ایسی بات نہیں ، آپ یقیناً اس قابل ہیں کہ اپنی جدوجہد کو حزب کی جدوجہد کے ساتھ یکجا کر دیں، انشاء اللہ آپ کا رب آپ پر اپنی رحمت نچھاور کرے گا۔ حزب ہرگز اپنے عظیم الشان کام سے، جو کہ احکامِ شرعیہ کے مطابق ہے، ایک قدم بھی پیچھے نہیں ہٹے گی جب تک اللہ کے اذن سے اس ظالمانہ حکمرانی کا خاتمہ نہ کر دے اور حقداروں کو ان کا حق لوٹا نہ دے۔ پس آپ حزب کی سرگرمیوں میں اس کے شانہ بشانہ کھڑے ہو جائیں اور اللہ کے معاملے میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ مت کریں۔ اور نیک انجام تو متقین کا ہی ہے۔

ہم یہاں اُن علماء سے بھی مخاطب ہیں کہ جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔ کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ اللہ کے احکامات معطل ہیں؟ کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ امریکہ اپنی ایجنسیوں ، اپنے جہازوں اور بم دھماکوں کے ذریعے ملک کے طول وعرض کو روند رہا ہے۔ اور یہ سب کچھ حکمران طبقے میں موجود اپنے کارندوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کے نتیجے میں کر رہا ہے؟ کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ امت کی دولت کو لوٹا جا رہا ہے اور کرپشن ریاست اور اس کے اداروں کی رگ رگ میں سرایت کر چکی ہے؟ کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ اللہ کی شریعت کو نافذ کرنے کے لیے خلافت کے قیام کی دعوت دینے والوں کو دن دھاڑے اغوا کیا جاتا ہے اور طرح طرح سے عذاب دیا جاتا ہے۔ حزب التحریر کے ترجمان کی مثال تو آپ کے سامنے ہے، جنہیں راہ چلتے اغوا کیا گیا اور ٹھیک 11 مئی الیکشن کے دن اس اغوا کو ایک سال پورا ہو جائے گا؟ کیا یہ سب کچھ آپ کی نظروں کے سامنے نہیں؟ کیا یہ سب شرمناک منکر نہیں؟ کیا اس منکر کا انکار آپ پر فرض نہیں؟ اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ ریاست ہمارے ہاتھ میں تو نہیں کہ ہم اس منکر کو ہاتھ سے روکیں، تو زبان سے اس منکر کا انکار نہ کرنے کا آپ کے پاس کیا جواز ہے؟ کیا کلمۂ حق کہنا افضل ترین جہاد نہیں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا، جب یہ سوال کیا گیا کہ أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ ''کونسا جہاد سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ)) ''ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا'' (النسائی)۔ تو پھر آپ خاموش کیوں ہیں اور حق کو بیان کیوں نہیں کر رہے؟

جہاں تک مفکرین اور سیاست دانوں میں سے ان لوگوں کا تعلق ہے کہ جن میں اخلاص اور استقامت موجود ہے، تو ان سے ہم کہتے ہیں کہ میدان تو آپ کے لیے ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ امریکہ پاکستان کی حکومت پر مکمل طور پر حاوی ہے، وہ جس طرف چاہتا ہے اسے موڑتا ہے۔ وہ پاکستان کی معیشت کو تباہی کی راستے پر ڈال چکا ہے۔ پاکستانی معیشت آئی ایم ایف اور عالمی بنک کے پاس گروی ہے، جس کی وجہ سے لوگوں کا جینا دشوار اور زندگی عذاب بن چکی ہے۔ وہ ٹیکسوں کے بھاری بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں۔ امن امان کی صورت حال بھی سنگین ہو چکی ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ملک کے باشندوں کے درمیان فتنہ وفساد کا بیج بو دیا گیا ہے۔ وہ کراچی جو امن وآمان کا گہوارہ تھا، اور جس شہر کی طرف مسلمانوں نے ہندوؤں کے مظالم سے تنگ آ کر ہجرت کی تھی، جس سے قرونِ اولیٰ کے مہاجرین اور انصار کی یاد تازہ ہو گئی تھی، اس شہر کراچی میں مسلمانوں کے درمیان فتنے کی آگ بھڑکائی جا رہی ہے۔ اس صورتِ حال کی وجہ کچھ تو وہ سازشیں ہیں کہ جن کا جال بچھایا گیا ہے جبکہ باقی بندوبست منظّم دھماکوں کے ذریعے کیا گیا۔ علاوہ ازیں اس حکومت نے کشمیر کو بھی بیچ ڈالا اور اسے ایک بھولا بسرا مسئلہ بنا دیا، اور محاذِ جنگ کو مسلمانوں کی سرزمین پر قابض ہندو ریاست کی سرحد سے منتقل کر کے قبائلی علاقوں اور بلوچستان میں منتقل کر دیا اور ان لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا جو استعمار سے برسرِپیکار ہیں۔ امریکی جاسوس، ملک کے طول وعرض میں دندناتے پھر رہے ہیں، اس کے ہوائی جہاز اور ڈرون فضائی حدود کو پامال کرتے ہیں، بمباری کر کے لوگوں کو قتل کرتے ہیں اور کوئی ان سے حساب لینے والا اور پوچھنے والا نہیں! ان شرمناک منکر پر آپ کس طرح خاموش رہ سکتے ہیں؟ کیا آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ مصیبت آئے گی تو صرف کرپٹ، خائن اور ظالم حکمرانوں پر ہی آئے گی؟ نہیں، بلکہ جب مصیبت آتی ہے تو ظالم کے ساتھ ساتھ ظلم پر خاموشی اختیار کرنے والوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے: ﴿وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ ''اس مصیبت سے ڈرو جو تم میں سے صرف ظالموں کو ہی اپنے لپیٹ میں نہیں لے گی، یاد رکھو اللہ سخت عذاب دیا کرتا ہے'' (الانفال:25)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِعَمَلِ الْخَاصَّةِ ،حَتَّى يَرَوُا الْمُنْكَرَ بَيْنَ ظَهْرَانِيهِمْ، وَهُمْ قَادِرُوْنَ عَلَى أَنْ يُنْكِرُوْهُ فَلَا يُنْكِرُوْهُ ،فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَذَّبَ اللّٰهُ الْخَاصَّةَ وَالْعَامَّةَ)) ''اللہ خواص کے کرتوتوں کی سزا عوام کو اس وقت تک نہیں دیتا جب تک وہ منکر کو اپنی آنکھوں کے سامنے ہوتے ہوئے دیکھیں اور قدرت رکھنے کے باوجود اس کا انکار نہ کریں، جب وہ ایسا کرنے لگیں تو پھر اللہ عوام اور خواص سب کو عذاب میں مبتلا کرتا ہے'' (اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے روایت کیا)۔

دوم: حکمران ٹولے کے سرغنہ زرداری، اور اس کے جاسوسوں اور غنڈوں سے ہم کہتے ہیں کہ عقلمند وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے۔ تمہاری آنکھوں کے سامنے وہ تمام غدار جنہوں نے استعماری کفار کے ساتھ ساز باز کر کے اپنے ہی ملکوں کے خلاف سازشیں کیں، کرپشن اور فساد کا بازار گرم کیا، باطل طریقوں سے مال ہڑپ کیا، اللہ کو اپنا رب ماننے پر لوگوں کو اغوا کیا ...... جانتے ہو ان کا انجام کس قدر عبرت ناک تھا، ان کے استعماری آقاؤں نے ان سے اپنا کام نکال کر، ان کو بیکار سمجھ کر، بے یار ومددگار چھوڑ دیا!

تم نے کیا سمجھ کر اس سرزمین کو امریکہ اور اس

کے جاسوسوں کی ریشہ دوانیوں کا مرکز بنادیا ہے کہ وہ جیسا چاہتے ہیں تباہی مچاتے ہیں۔ تم نے اس سرزمین کی فضاء کو ان کے جہازوں کے لیے کھول رکھا ہے کہ وہ جیسا چاہتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں بمباری کرتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ امریکہ ہی تمہیں احکامات دیتا ہے اور تم اسے نہ کرنے کی جرأت بھی نہیں رکھتے، لیکن کبھی کبھی غدار بھی کہہ دیتے ہیں: بس! اب بہت ہوگیا۔ لیکن تم ہو کہ اس تباہ کن سیلاب میں بہتے ہی جا رہے ہو اور کبھی بھی نہ نہیں کرتے!

امریکہ اور اس کے حلیفوں کے سامنے اس رسوائے زمانہ جھکاؤ کے ساتھ ساتھ تم حزب التحریر کے شباب پر اللہ کی زمین کو تنگ کر رہے ہو۔ تم انہیں اغوا کرنے اور وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنانے کے لیے اپنے ہرکاروں اور غنڈوں کو دوڑاتے پھرتے ہو! کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ کوئی ان کا مولا نہیں؟ کیا تمہیں یقین ہے کہ تم عبرت کا نشان بننے سے بچ جاؤ گے؟ تم کیا سمجھتے ہو کہ وہ بے یارومددگار ہیں؟ تمہاری خوش فہمی کے برعکس اللہ، اس کا رسول ﷺ اور مومنین حزب کے شباب کے ساتھ ہیں، حزب التحریر اپنے شباب سے دستبردار نہیں ہوتی۔ اگر حزب آج انتقامی طور پر مادی اعمال انجام نہیں دیتی، تو اس کی وجہ بزدلی یا خوف نہیں، بلکہ وہ سمجھتی ہے کہ دعوت کے مرحلے میں شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی۔ لیکن حزب اُس خلافت کے قیام کی طرف پیش قدمی کر رہی ہے جس کا اللہ نے وعدہ کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے دوبارہ قیام کی بشارت دی ہے۔ اور اُس وقت تمہیں، تمہارے کارندوں اور غنڈوں کو ایسی سزا دی جائے گی کہ جس کے تم مستحق ہو: ﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ﴾ ''اور جن لوگوں نے ظلم کیا ہے وہ عنقریب جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ گرنے والے ہیں'' (الشعراء :227)۔

اگر تم دنیاوی سزا سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو بھی گئے، تو تمہارے لیے ایک اور دن مقرر ہے، اور وہ ایسا دن ہے کہ اس کے خوف سے بچے بوڑھے ہو جائیں گے۔ اس وقت تمہیں اللہ تعالیٰ کا یہ قول یاد آئے گا: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ط اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ج وَاَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ﴾ ''اور مت خیال کرنا کہ یہ ظالم جو عمل کر رہے ہیں اللہ ان سے بے خبر ہے۔ وہ اِن کو اُس دن تک مہلت دے رہا ہے کہ جب آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی، اور لوگ سر اوپر اٹھائے دوڑ رہے ہوں گے، خود اپنی طرف بھی ان کی نگاہیں لوٹ نہ سکیں گی اور اُن کے دل (خوف کے مارے) ہوا ہو رہے ہوں گے'' (ابراھیم: 43-42)۔

تیسرے: جہاں تک کیانی اور اس کے ٹولے کی بات ہے تو وہ زرداری سے بھی زیادہ شر انگیز ہے۔ وہ ظلم اور فجور میں حد سے آگے بڑھ چکا ہے۔ ملک کو امریکہ کی سازشوں کا اکھاڑا بنانے میں اس کا کردار سب سے بڑا ہے۔ امریکی ڈرون طیاروں کی مسلمانوں پر بمباری میں اس کا کردار بنیادی اور گھناؤنا ہے۔ فوج کو بھی ہندو مشرک ریاست کے بارڈر سے ہٹا کر قبائلی علاقوں، بلوچستان اور افغانستان میں استعمار کے خلاف کھڑے مسلمانوں کے قتل پر لگانے میں اس کا ہی کردار ہے۔ اس کا یہ کردار انتہائی رسوا کن اور شرمناک ہے۔ اسی طرح حزب التحریر کے شباب کو اغوا کرنے اور انہیں لاپتہ کرنے میں اس کا کردار اللہ، اس کے رسول ﷺ اور مومنوں کے نزدیک قبیح اور مجرمانہ ہے۔ افغانستان میں لڑنے والی امریکی فوج اور اس کے اتحادیوں کے لیے اسلحہ، خوراک اور ادویات کو سپلائی کر کے یہ خیانت اور غداری میں باقی تمام غداروں سے آگے نکل گیا ہے۔ اسی طرح امریکی جاسوسوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے کراچی میں دھماکے کروانے اور یوں فتنے کی آگ کو بھڑکانے میں بھی خیانت کے اس پتلے کا کردار سب سے بڑھ کر ہے۔ یہ خائن اگر ان مظالم، دھماکوں اور ڈرون حملوں کو روکنا چاہے تو اس کے پاس عسکری قوت کی کمی نہیں، لیکن یہ اپنے دین کو چھوڑ چکا ہے اور اُس قسم کو بھلا چکا ہے جو اس نے فوج میں شمولیت کے وقت ہر دشمن کے خلاف اپنے ملک کی حفاظت کے لیے اٹھائی تھی۔ یہ قسم اس نے اس ملک کو امریکی جاسوسوں کے حوالے کرنے کے لیے تو نہیں اٹھائی تھی!

بے شک کیانی اور اس کا ٹولہ ہی ہر مخلص، بہادر اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنے والے فوجی افسر کی گرفتاری کے لیے امریکہ کا فرنٹ مین ہے، جیسا کہ اس نے بریگیڈئر علی خان، ان کے رفقاء اور دیگر مخلص افسران کے ساتھ کیا۔ کیانی اور اس کے پشت پناہ یہ گمان کرتے ہیں کہ ایسا کر کے وہ فوج کی وفاداری کو اپنے حق میں برقرار رکھ سکتے ہیں، تاکہ وہ اس فوج کے ذریعے مسلمانوں کو قتل کرنے اور استعماری کفار کو راضی رکھنے کے منصوبوں کو پورا کر سکیں۔ لیکن کیانی یہ بھول گیا یا بھولنے کی کوشش کر رہا ہے کہ پاکستانی فوج اول سے آخر تک ایک مسلم فوج ہے، اس کا اسلحہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے ہے۔ یہ فوج اگر چہ کچھ عرصے کے لیے خاموش رہی لیکن ہمیشہ کے لیے خاموش تماشائی نہیں بنے گی، خاص کر جب کیانی کی، اپنی یونیفارم اور اسلحے سے خیانت اس قدر بے نقاب ہو چکی ہے کہ اس کے لیے کسی مزید تشریح اور بیان کی ضرورت نہیں۔ فوج کی اس بیداری نے کیانی اور اس کے ٹولے کو حیران کر دیا ہے اور اللہ کے اذن سے یہ بیداری اس کو ایسے دبوچ لے گی کہ اس کے وہم گمان میں بھی نہیں ہوگا، تب جا کر یہ اپنی خیانتوں کا مزہ چکھ لے گا: ﴿وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ''اور اللہ ہی اپنی تدبیر میں غالب ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے'' (یوسف:21)۔

چوتھا: الیکشن کمیشن سے ہم کہتے ہیں کہ تم مسلمان ہو اور تمہیں اس بات کا علم ہے کہ قانون سازی صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حق ہے۔ پھر تم کس طرح ایک ایسی پارلیمنٹ کو وجود میں لانے کے لیے انتخابات

کرواسکتے ہو جواللہ کے قوانین کو پسِ پشت ڈال کر خودقانون سازی کرے؟ تم ایسے انتخابات کیسے کرا سکتے ہو کہ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ پارلیمنٹ میں اللہ کے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کیا جائے گا؟ تم انتخابات کی نگرانی کیسے کر رہے ہو کہ جب تمہیں معلوم ہے زرداری و کیانی کا ٹولہ اوراس کے کارندے ہی پسِ پردہ ان انتخابات کو کنٹرول کر رہے ہیں؟ تم کس طرح ایسے انتخابات کا انعقاد کر سکتے ہو کہ جس کے نتیجے میں ایک ایسی پارلیمنٹ وجود میں آئے گی جو ان خود ساختہ قوانین کی توثیق کرے گی جن سے سیاسی اور عسکری قیادت کے مفادات ہی پورے ہوں گے یعنی دوسرے الفاظ میں صرف امریکہ ہی کے مفادات پورے ہوں گے؟ انتخابات نمائندہ چننے کا عمل ہے اور قانون سازی کے لیے نمائندے چننا جائز نہیں، تو پھر تم کس طرح ایسے انتخابات کی تیاری کر رہے ہو جو غیر شرعی ہیں اور لوگوں کو ووٹ ڈالنے کی ترغیب بھی دے رہے ہو؟ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ ایسی مجلسِ قانون ساز وجود میں لانا جو اللہ کی جگہ قانون سازی کرے، ایک عظیم گناہ ہے؟ طبرانی نے الکبیر میں عدی بن حاتم سے روایت کیا کہ جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ سورہ براءۃ کی تلاوت فرما رہے تھے، یہاں تک کہ آپ ﷺ اس آیت پر پہنچے: ﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ ''انہوں (یہود و نصاریٰ) نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے علماء اور مشائخ کو رب بنا لیا''۔ جب آپ ﷺ نے اپنی بات مکمل کر لی تو میں نے کہا: ہم (عیسائی) تو اپنے علماء و مشائخ کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ آپ ﷺ فرمایا: ((اَلَیْسَ یُحَرِّمُوْنَ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فَتُحَرِّمُوْنَهُ وَیُحِلُّوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَتَسْتَحِلُّوْنَهُ؟)) ''کیا ایسا نہ تھا کہ جب یہ (علماء اور مشائخ) اللہ کے حلال کردہ کو حرام کرتے تھے تو لوگ بھی اس کو حرام قرار دے دیتے تھے اور جب یہ اللہ کے حرام کیے ہوئے کو حلال کرتے تھے تو لوگ بھی اس کو حلال سمجھ لیتے تھے؟''۔ میں نے کہا: ہاں وہ ایسا تو کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ((فَتِلْکَ عِبَادَتُهُمْ)) ''یہی تو ان علماء و مشائخ کی عبادت کرنا ہے''۔

اے الیکشن کمیشن: آج پاکستان کو ایسے انتخابات کی ضرورت نہیں کہ جن سے ایک ایسی پارلیمنٹ جنم لے جو اللہ کی جگہ خودقانون سازی کرے، اور ایسے قوانین کی توثیق کرے کہ جن کے بارے اللہ کی طرف سے کوئی برہان نازل نہیں ہوئی۔ بلکہ آج اُس خلافتِ راشدہ کو قائم کرنے اور ایسے عادل خلیفۂ راشد کی بیعت کی ضرورت ہے جو کسی اور چیز کو نہیں بلکہ صرف اللہ کی شریعت کو نافذ کرے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان میں ریاستِ خلافت کی داغ بیل ڈالی جائے اور پاکستان خلافت کا نقطہ آغاز بنے یا پھر ریاستِ خلافت کا اہم حصہ بنے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان اپنے دین، اپنی فوج اور اپنی ایٹمی قوت کے زور پر ایسی قوت بن جائے جو حق کو قائم کرے اور عدل کو عام کرے، کشمیر اور اُن اسلامی زمینوں کو آزاد کرائے جن پر مشرکوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ اور ہمارے جسم سے کاٹے گئے پاکستان کے ٹکڑے ''بنگلہ دیش'' کو کسی سمندری یا فضائی راستے کے ذریعے نہیں بلکہ زمینی رستے سے دوبارہ اپنے جسم سے جوڑ دے، یعنی ہند کے راستے جو صدیوں سے اسلامی سرزمین ہے اور جس دوبارہ حاصل کرنا مسلمانوں پر فرض ہے۔ اور خلافت تلے ہماری فوج پاکستان اور افغانستان میں مسلمانوں کا سامنا کرنے کی بجائے دونوں ممالک کو یکجا کر کے صحیح سمت اختیار کرے اور امریکہ اور اس کے اتحادیوں کا پیچھا کرے۔ پھر یہ استعماری کافر ممالک ذلیل وخوار ہو کر اپنے بلوں میں گھس جائیں گے۔ یوں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا وعدہ اور رسول اللہ ﷺ کی بشارت پوری ہوگی اور پاکستان خلافت کا مرکز یا خلافت کا جزو بنے گا اور نئی خلافت کے نور سے دنیا کو جگمگا دے گا، زمین اپنے خزانے اُگل دے گی، آسمان اپنی برکات نازل کرے گا، اور اللہ مومنوں کے دِلوں کو ٹھنڈا کرے گا۔

ممکن ہے کہ منافقین اور جن کے دلوں میں مرض ہے یہ کہیں کہ ان لوگوں کو ان کے دین نے غرور میں مبتلا کر دیا ہے، کیونکہ ایسی باتیں لوگ پہلے بھی کر چکے ہیں، لیکن ہم وہی کہیں گے جو ہمارے رب نے فرمایا ہے: ﴿اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِیْنُهُمْ ط وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ﴾ ''جب منافقوں اور ان لوگوں نے کہ جن کے دلوں میں بیماری ہے، کہا کہ ان کو تو ان کے دین نے غرور (خوش فہمی) میں مبتلا کر رکھا ہے، لیکن جو اللہ پر توکل کرتا ہے تو اللہ تو زبردست حکمت والا ہے'' (الانفال:49)۔

اور آخری بات کہ، میں ایک دور جگہ سے آپ سے مخاطب ہوں جو اللہ کے اذن سے قریب ہونے والی ہے۔ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ ہمیں اس موقع پر آپس میں ملا دے کہ جب خلافت کا اعلان کیا جائے، خلیفہ کی بیعت کی جائے گی، جب لوگ انتہائی مسرت اور شادمانی سے راستوں، منبروں، مسجدوں اور اپنے گھر کے چھتوں سے نعرۂ تکبیر بلند کریں۔

جب فوجی جوان خوشی اور سرور سے اللہ اکبر کے فلک شگاف نعرے لگائیں اور اپنے اصلی کام کی طرف لوٹیں، ایک مسلم فوج کی حیثیت سے اسلام کی شیرازہ بندی کرنے اور پوری دنیا میں فتوحات کا ڈنکا بجانے اور خیر کو پھیلانے کی طرف...

﴿وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ o بِنَصْرِ اللّٰهِ ط یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ ط وَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ﴾

''اس دن مومنین اللہ کی مدد سے بہت خوش ہوں گے وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے وہی زبردست رحمت والا ہے'' (الروم:5-4)

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا بھائی

عطاء بن خلیل، ابو رشتہ

امیر حزب التحریر

اے اہل شام! امریکہ ایک شیطانی عبوری حکومت کی تیاری کر رہا ہے۔ تم اس کو اپنی سرزمین پر قدم مت رکھنے دو۔ قتل وغارت گری میں تیزی تمہیں اسی حکومت کو قبول کرنے پر مجبور کرنے کے لیے ہے۔ تم ان کی سازش کو ناکام کر دو۔ اللہ کی مدد کرو تاکہ وہ تمہاری مدد کرے اور تمہیں ثابت قدم رکھے

ہر صاحب نظر کے سامنے صبح کی کرنیں پھوٹ رہی ہیں، اب تک جو کچھ پس پردہ ہو رہا تھا اب وہ دن دھاڑے ہو رہا ہے۔ یہ امریکہ ہی ہے جس نے 13 مارچ 2013 کو اپنے سیکریٹری خارجہ جان کیری کی زبانی حزب اختلاف سے ایک عبوری حکومت تشکیل دینے کی غرض سے بات چیت کا مطالبہ کر دیا! یقیناً امریکہ بڑی محنت اور جانفشانی سے حکومت میں شامل اپنے کارندوں اور اس سے باہر اپنے آلہ کاروں پر مشتمل ایک عبوری حکومت تشکیل دینے کے لیے یہ بہانہ تراش رہا ہے کہ ان کے ہاتھ خون سے رنگے ہوئے نہیں ہیں بلکہ انہوں نے اپنے ہاتھ خون میں تھوڑا بہت ہی ڈبویا ہے جن سے زیادہ دیر خون نہیں ٹپکا! تاکہ اس کے نتیجے میں پہلے کی طرح ایک سیکولر جمہوری حکومت قائم کی جا سکے جس پر حالات کے تقاضے کے مطابق سرخی پاؤڈر لگائی جائے! یہی لوگ قاہرہ اور استنبول میں کبھی خفیہ طور پر اور کبھی اعلانیہ طور پر جمع ہوتے ہیں اور حالات کا جائزہ لیتے ہیں اور پھر اگلی ملاقات کے لئے مؤخر کر دیتے ہیں۔

امریکہ یہ بات جانتا ہے کہ مسئلہ حکومت کی تشکیل نہیں، یہ اس کے لیے کوئی مشکل نہیں کہ اپنے ہر کاروں کو یکجا کر کے ایک حکومت بنائے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ان کو کس طرح شام کی سرزمین پر اپنے پاوں پر کھڑے ہونے کے قابل بنایا جائے یا ان کو وہاں قابل قبول بنایا جائے۔ امریکہ کو اس بات کا بھی ادراک ہے کہ شام کے اندر موجود انقلابیوں کے جذبات اسلامی ہیں خواہ وہ انقلابی جن کے افکار گہرے اور روشن ہیں یا وہ جن کے افکار کم گہرے اور کم روشن ہیں۔ اہل شام دیکھ رہے ہیں اور سن رہے ہیں کہ باہر بیٹھے امریکہ کے پالتو سیکولر عوامی جمہوری ریاست کا راگ الاپ رہے ہیں حالانکہ یہی حکومتیں ہیں جن کی کوکھ سے ''بشار'' اور اس جیسے دوسرے سفاک جنم لیتے رہے ہیں، پھر کیسے لوگ اس دعوت کو قبول کر سکتے ہیں؟ لوگوں نے تو ان سرکش حکومتوں سے زہر کا گھونٹ پیا ہے۔ انہی حکومتوں نے ہی لوگوں کی زندگیوں کو گھٹا ٹوپ اندھیروں میں بدل دیا۔ لوگ اپنے عقیدے سے پھوٹنے والا اسلامی نظام چاہتے ہیں، صرف اسی کے ذریعے وہ سعادت مند اور عزت مند ہو سکتے ہیں۔

کسی سے یہ بات ڈھکی چھپی نہیں اور نہ ہی یہ کوئی راز ہے کہ امریکہ کی قیادت میں مغرب اسلام اور اس کے احکامات سے لرزہ بر اندام ہے، اسی لیے وہ شام میں ایسی سیکولر حکومت چاہتا ہے جس کا سربراہ بشار کا متبادل ہو لیکن جس کا منہ بشار سے کم کالا ہو اور اس کے جرائم بشار سے کم ہوں تاکہ اس کے ذریعے وہ لوگوں کو دھوکہ دے اور گمراہ کرے! لیکن یہ پریشانی امریکہ کی نیندیں حرام کر رہی ہے کہ شام کے مسلمان حکومت سے باہر امریکہ کے پروردہ لوگوں کو قبول نہیں کر رہے ہیں تو حکومت میں شامل آلہ کاروں کو کیا قبول کریں گے؟! بشار کا متبادل چاہے کتنا ہی طاقتور اور زبان دراز ہی کیوں نہ ہو شام سے باہر بھٹکتا ہوا شام پر حکومت نہیں کر سکتا چنانچہ ایسی عبوری حکومت جس کو اندرونی استحکام ہی حاصل نہ ہو امریکہ کی طرف سے مطلوبہ کردار ادا کرنے کے قابل نہیں ہو گی سوائے اس کے کہ بین الاقوامی فوج کے ذریعے اس کی حفاظت کی جائے، یہ معاملہ کئی بار زیر بحث آ چکا ہے اور اب بھی اس کے امکان کو مسترد نہیں کیا گیا لیکن اس کے انجام کا تصور ہی بھیانک ہے۔ امریکہ یہ گمان کر رہا تھا اور اللہ کے اذن سے اس کا یہ گمان باطل ہے کہ پکڑ دھکڑ اور قتل وغارت اسلام کے مسکن شام کے انقلابیوں کو اس کے کارندوں سے بغلگیر ہونے یا کم از کم ان کی انگلی پکڑنے پر مجبور کرے گی!...... اسی امید سے امریکہ نے سرکش ''بشار'' کی حکومت کو اپنی فرنٹ لائن: روس، ایرانی حکومت اور اس کے حواریوں کے ذریعے جینے کے اسباب، مال اور اسلحہ کی شکل میں مہیا کر کے زندہ رکھا ہوا ہے۔ اسی طرح اپنی بیک لائن: ترک، عراق، لبنانی اور مصری حکومت کے ذریعے! بعض لوگ اس پر تعجب کر کے سوال کرتے ہیں کہ: روس اور ایرانی حکومت امریکہ کی فرنٹ لائین کیوں ہیں، ترکی، عراق، لبنان اور مصر کی حکومت امریکہ کی بیک لائن کیوں ہیں؟ لیکن جو صورت حال کے بارے میں غور وفکر کرے اس کو بات کو طول دینے اور سوال کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہو گی! جہاں تک یورپ اور اس کے ایجنٹوں خاص کر قطر کی بات ہے وہ فرنٹ اور بیک لائنوں کے پہلو میں گامزن ہیں اور کسی کھلی کھڑکی کی تاک میں ہیں کہ موقع ملے تو کچھ حصہ حاصل کیا جائے...... اگر ایسا ہو سکے!

اے اسلام کے مسکن شام کی سرزمین کے انقلابیو: یہ ہے استعماری کفار اور ان کے آلہ کاروں اور ان کے ٹکڑوں پر پلنے والوں کی مکاری۔ اللہ کے اذن سے ان کی مکاری کا ستیاناس ہونے والا ہے، ان کی سازش نیست و نابود ہو گی اور وہ شکست کھائیں گے۔ یہ ہر اس شخص کے لیے آسان کام

ہے جس کے لیے اللہ آسانی پیدا کرے اور اس نے اللہ کی محکم آیات کو سمجھا، اپنے رسول ﷺ کی سیرت طیبہ کو سامنے رکھا، یقین کیا، اپنے دل سے اللہ رب العالمین کے اس ارشاد پر ایمان لایا: ﴿ان تنصرو الله ينصر كم ويثبت أ قدام كم﴾ ''اگر تم نے اللہ کی مدد کی تو اللہ بھی تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم کرے گا'' (محمد: 7)۔ لیکن سوال یہ ہے کہ تم کس طرح اللہ کی مدد کر سکتے ہو؟

کیا سیکولر عوامی جمہوری حکومت کی دعوت دے کر اور آزادی کے جھنڈے کے نام سے سائیکس پیکو کے جھنڈے کو بلند کر کے تاکہ مغرب بالعموم اور امریکہ بالخصوص راضی ہو جائے۔ کیا یہ اللہ کی مدد کرنا ہے؟ کیا خلافت کی دعوت سے پہلو تہی، رایہ (عقاب) جو کہ رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا ہے، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے جھنڈے کو بلند کرنے سے مغرب کے اشتعال انگیزی اور غصے سے بچنے کے بہانے اجتناب کرنا، کیا یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد کرنا ہے؟ کیا مغرب کے استعماری کفار سے اسلحہ اور مالی مدد طلب کرنا اور مسلمانوں پر حملہ آور ریاستوں سے دوستی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد کرنا ہے؟ کیا اسلام کے احکامات کی تنفیذ میں تدریج کی بات کرنا اور ایک سال شراب کو حلال اگلے سال حرام قرار دینا اور کئی سالوں تک حدود کو معطل کرنا، بنکوں اور معاشی معاملات میں سود کو رائج کر کے اللہ کے ساتھ جنگ کرنا یہ اللہ کی مدد کرنا ہے؟ کیا اس نظام کو جڑ سے اکھاڑ کر خلافت کو قائم کرنے کی بجائے ایک ایجنٹ کو ہٹا کر دوسرے ایجنٹ کو لانے کے لیے جانی اور مالی قربانی دینا، کیا یہ اللہ کی مدد کرنا ہے؟

یہ سب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد نہیں اگر اللہ کی طرف سے مدد میں تاخیر ہوئی ہے تو اس کی وجہ کوتاہی ہے اللہ نے اپنے وعدے کے خلاف نہیں کیا، بلکہ وہ تو حق اور سچ ہے ﴿ومن اصدق من الله حديثا﴾ ''اور اللہ سے زیادہ سچی بات کس کی ہو سکتی ہے'' (النساء: 87)۔ اللہ کی ایسی مدد کرو جو اس کے شایان شان ہے، تب ہی استعماری کفار اور اس کے ایجنٹ تمہارے سامنے گھٹنے ٹیک دیں گے، ان کا بے تحاشہ اسلحہ نقصان نہیں پہنچا سکتا، ان کے دل ڈرے ہوئے اور خوفزدہ ہیں۔ اور نہ ہی ان کی مکاریاں اور سازشیں تمہیں نقصان پہنچا سکتی ہیں، اللہ ان کی مکاری کو دیکھ رہا ہے اگرچہ ان کے مکر سے پہاڑ بھی ہل کر رہ جاتے ہیں۔

اے مخلص انقلابیو: قائد کبھی اپنے لوگوں سے جھوٹ نہیں بولتا۔ حزب التحریر تمہیں پکارتی ہے کہ اگر تم صدق دل کے ساتھ اللہ کی مدد کرو گے تو وہ کما حقہ تمہاری مدد کرے گا: اللہ کی مدد کرو اور اپنی وحدت اور ایک ایسی مخلص قیادت کے ماتحت اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھامے رہو جو اپنے ہر کام میں انتہائی خلوص اور دیانتداری سے اللہ کے ساتھ مخلص ہو۔ ایسی قیادت جو اپنے ہر عمل کو خالص اللہ کے لیے انجام دیتی ہو کیونکہ اللہ ایسے کسی عمل کو قبول نہیں کرتا جس میں کسی کو اس کا شریک کیا گیا ہو: ابو ہریرہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے کہ (قال الله تبارك وتعالى: أنا أغنى الشركاء، من اشرك بي كان قليله وكثيره له) ''اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: شرکاء میں سب سے بے نیاز میں ہوں، جس نے میرے ساتھ کسی کو شریک کیا تو اس کا تھوڑا یا زیادہ سب اسی کا ہے''۔ اس کو ابو داود الطیالسی نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے۔ تو شام کے انقلابیو، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مدد کرو اور اللہ کی ناراضگی مول لے کر لوگوں کو راضی مت کرو۔ امریکہ کو راضی کرنے کے لیے سیکولر جمہوری ریاست کا اعلان مت کرو، امریکہ اور مغرب کی اشتعال انگیزی اور غصے سے بچنے کا بہانہ بنا کر خلافت سے منہ مت موڑو، بلکہ ان کو اپنے ہی غصے میں گھٹ گھٹ کر مرنے دو کیونکہ لوگوں کو راضی کرنے کے لیے اللہ کو ناراض کرنے کا انجام ذلت اور رسوائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے جس کو ابن الجعد نے اپنے مسند میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے: (من ارض الناس بسخط الله، وكله الله الى الناس، ومن أسخط الناس برضا الله كفاه الله الناس) ''جس نے لوگوں کو خوش کرنے کے لیے اللہ کو ناراض کیا اللہ اس کو لوگوں کے حوالے کرے گا، جس نے اللہ کو راضی کرنے کے لیے لوگوں کو ناراض کیا اللہ اس کے لیے کافی ہے''۔...... اللہ قوی اور عزیز کی مدد کرو صرف اس خلافت راشدہ کی ریاست کو قائم کرنے کے لیے کمربستہ ہو کر جو ہر چھوٹی بڑی چیز میں اللہ کی شریعت کو نافذ کرے گی، معاملات میں، عقوبات میں، حدود میں، جہاد اور عبادات میں کیونکہ اللہ نے جس طرح یہ فرمایا ﴿وأقيموا الصلاة﴾ ''اور نماز کو قائم کرو'' اسی اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے ﴿وأن احكم بينهم بما انزل الله﴾ ''اور ان کے درمیان اللہ کے نازل کردہ کے مطابق حکومت کرو'' (المائدہ: 49)۔ اللہ کی اطاعت ٹکڑوں میں نہیں ہو سکتی بلکہ اللہ کے امر کو جس طرح نازل ہوا ہے اسی طرح نافذ کیا جانا چاہیے۔ ہمارے آقا ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے، خلفائے راشدین بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ علاقہ فتح ہوتے ہی کسی حیل وحجت اور تدریج کے بغیر فوراً احکامات کو نافذ کیا کرتے تھے...... اللہ جل جلالہ کی مدد کرو اور حزب التحریر کو نصرہ دو کیونکہ وہی اللہ کے اذن سے خلافت کو کما حقہ قائم کرنے اور اللہ کے احکامات کو اس دستور کے ذریعے جس کو حزب نے صرف اور صرف اسلام سے مستنبط کیا ہے نافذ کرنے پر قادر ہے۔ سیاسی بیداری میں بھی حزب اپنی مثال آپ ہے، اللہ کے اذن سے استعماری کفار کی تمام سازشوں کو ناکام بنانے اور فتح مبین تک ان کو انہی کی جال میں پھنسانے پر قادر ہے۔

اے سرزمین شام کے انقلابیو: تمہارے سامنے کوئی تیسرا راستہ نہیں اگر تم نے اللہ کی مدد کرنے کا عہد کیا ہے اور اللہ کے سامنے اس عظیم الشان حق پر ثابت قدم رہنے کی قسم کھائی ہے، تب ہی تم دنیا اور آخرت کی سعادت حاصل کر سکتے ہو اور استعماری کافر ممالک بھی تم سے دور رہیں گے اور خائن

بقیہ صفحہ نمبر 18

سورۃ البقرہ آیت 67 تا 74 کی تفسیر

﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً قَالُوا أَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا قَالَ أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ (67) قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذَٰلِكَ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ (68) قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا لَوْنُهَا قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ (69) قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَنَا مَا هِيَ إِنَّ الْبَقَرَ تَشَابَهَ عَلَيْنَا وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ (70) قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَا شِيَةَ فِيهَا قَالُوا الْآنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ (71) وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ (72) فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا كَذَٰلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (73) ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ (74)﴾

''اور (حضرت) موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے تو انہوں نے کہا ہم سے مذاق کیوں کرتے ہیں؟ آپؑ نے جواب دیا میں ایسا جاہل ہونے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ پکڑتا ہوں۔(67) انہوں نے کہا اے موسیٰ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے اس کا حلیہ بیان کردے، آپ نے فرمایا سنو وہ گائے نہ تو بالکل بڑھیا ہو، نہ بچہ، بلکہ درمیانی عمر کی نوجوان ہو، اب جو تمہیں حکم دیا گیا ہے بجالاؤ۔(68) وہ پھر کہنے لگے کہ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ بیان کرے کہ اس کا رنگ کیا ہو؟ فرمایا وہ کہتا ہے وہ گائے زرد رنگ کی ہو، چمکیلا اور دیکھنے والوں کو بھلا لگنے والا اس کا رنگ ہو۔(69) وہ کہنے لگے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہمیں اس کی مزید حلیہ بتلائے، اس قسم کی گائے تو بہت ہیں پتہ نہیں چلتا، اگر اللہ نے چاہا تو ہم ہدایت والے ہو جائیں گے (70) آپؑ نے فرمایا کہ اللہ کا فرمان ہے کہ وہ گائے کام کرنے والی زمین میں ہل جوتنے والی اور کھیتوں کو پانی پلانے والی نہ ہو، وہ تندرست اور بے داغ ہو۔ انہوں نے کہا، اب آپ نے حق واضح کر دیا پھر وہ گائے ذبح کر دی، گو وہ حکم بر آوری کے قریب نہ تھے(71) اور جب تم نے ایک شخص کو قتل کر ڈالا، پھر اس میں اختلاف کرنے لگے اور تمہاری پوشیدگی کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا تھا (72) ہم نے کہا، اس گائے کا ایک ٹکڑا اس (مقتول) کے جسم پر لگا دو (وہ جی اٹھے گا) اس طرح اللہ مردوں کو زندہ کر کے تمہیں تمہاری عقلمندی کے لئے اپنی نشانیاں دکھاتا ہے (73) پھر اس کے بعد تمہارے دل پتھر جیسے بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہو گئے، اور بعض پتھروں سے نہریں بہہ نکلتی ہیں، اور بعض پھٹ جاتے ہیں اور ان سے پانی نکل آتا ہے، اور بعض اللہ کے ڈر سے گر پڑتے ہیں، اور تم اللہ تعالیٰ کو اپنے اعمال سے غافل نہ جانو (74)

عطاء بن خلیل ابوالرشتہ (امیر حزب التحریر) نے اپنی تفسیر التیسیر فی اصول التفسیر میں ان آیات شریفہ کی تفسیریوں کی ہے۔

ان آیات سے مندرجہ ذیل باتیں واضح ہو جاتی ہیں :

1. ان آیات میں تقدیم اور تاخیر ہے (بات کو آگے پیچھے لایا گیا ہے)۔ یہ آیات بتاتی ہیں کہ ایک شخص قتل ہوا جس کے قاتل کا پتہ نہیں چلا، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ ذبح کرنے کے بعد اس کے ایک ٹکڑے سے اس مقتول کو مارو تو وہ جی اٹھے گا اور وہ خود اپنے قاتل کے بارے میں بتادے گا، لیکن آیات کی ابتداء گائے ذبح کرنے کے موضوع سے کی گئی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً﴾ ''کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے''۔ پھر جب اس موضوع پر مکمل بات کی گئی تو اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ذکر کیا کہ ﴿وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ﴾ ''اور جب تم نے ایک شخص کو قتل کر ڈالا، پھر اس میں اختلاف کرنے لگے اور تمہاری پوشیدگی کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا تھا''۔ کتاب اللہ میں یہ تقدیم وتاخیر ایک مقصد کیلئے ہے، یہ نہیں کہ ایک بات کو پہلے لایا جائے اور اس کی کوئی وجہ نہ ہو، کیونکہ قرآن عرب کی زبان میں نازل ہوا اور عرب کے زبان دانی میں ماہر اور فصیح وبلیغ صرف کسی خاص غرض کیلئے یہ کرتے کہ ایک بات کو اپنے موقع سے پہلے یا بعد میں ذکر کریں، اس معاملے میں غور کرنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہاں تقدیم اور تاخیر کے دو مقصد ہیں:

أ : گائے ذبح کرنے کے قصے سے ایک تو اس لئے ابتداء کی گئی تاکہ اللہ کے امر کے نفاذ میں پس وپیش اور ہچکچاہٹ اور بے عملی کیلئے جان بوجھ کر عذریں ڈھونڈنے کے ضرر کو واضح کیا جائے، مثلاً جس موضوع پر عمل کی تنفیذ مطلوب ہو اس میں غیر ضروری وضاحتیں مانگنا اور سوالات کرنا۔ دوسرا یہ بیان کرنے کیلئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان لوگوں کو مشکل میں ڈالتے ہیں جو جوازیں تلاش کرتے ہیں اور غیر ضروری سوالات کرتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ارشاد فرمایا ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ اس میں ہر اس شخص کیلئے

جو کسی بھی جگہ اور کسی بھی زمانے میں اللہ کے دین کا ماننے والا ہو، یہ بیان ہے کہ وہ اللہ کے امر کو ہو بہو نافذ کرے، اس میں عدم تنفیذ کیلئے عذر تراشنے کی کوشش نہ کرے اور گویا اس اہمیت کی وجہ سے اس سورۃ کا نام بقرۃ رکھا گیا۔

ب : دوسری غرض، اس تقدیم اور تاخیر میں ایک ہی موضوع کا اظہار اس ڈھنگ سے کیا گیا ہے گویا یہ دو موضوع ہیں اور ہر ایک کی ایک تفصیل ہے، سو اگر جان سے مار ڈالنے کی آیات کو شروع میں لایا جاتا اور پھر قاتل کو معلوم کرنے کیلئے گائے ذبح کرنے کا حکم بیان کیا جاتا، تو اس طرز پر بیان کرنے سے یہ ایک ہی قصہ بن جاتا، بس ذہن میں اس سے ہی عبرت حاصل ہوتی، یعنی: **قاتل معلوم کرنے کیلئے گائے کو ذبح کرنا۔** جبکہ کتاب اللہ نے ایسے پیرائے میں ذکر کیا ہے، گویا یہ دو قصے ہیں جو اپنے اندر دو عبرتیں لئے ہوئے ہیں:

پہلا : بغیر کسی ہچکچاہٹ اور عذر تلاش کرنے کے اللہ کے حکم کا نفاذ۔

دوسرا : مردوں کو زندہ کرنے پر اللہ سبحانہ کی قدرت کا بیان، جس کے ضمن میں قاتل کو بھی معلوم کیا گیا۔ ﴿فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا كَذَلِكَ يُحْيِي اللّٰهُ الْمَوْتَى وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾ ”ہم نے کہا, اس گائے کا ایک ٹکڑا اس (مقتول) کے جسم پر لگا دو (وہ جی اٹھے گا)، اس طرح اللہ مردوں کو زندہ کر کے تمہیں تمہاری عقلمندی کے لئے اپنی نشانیاں دکھاتا ہے“ ذبح بقرہ والی آیات کے آخر میں اس موضوع کا ذکر ایک جدید موضوع کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

2 . موسیٰؑ نے اللہ سبحانہ کے امر سے ان سے گائے ذبح کرنے کا مطالبہ کیا، تو اگر وہ کسی بھی گائے کو ذبح کر لیتے تو آسانی اور سہولت کے ساتھ اللہ کے حکم کو پورا کر لیتے حدیث میں ہے کہ: ﴿لو ذبحوا أی بقرۃ ارادوا لأجزأتهم ولكنهم شددوا علیٰ انفسهم فشدد الله علیهم﴾ ”وہ کوئی بھی گائے ذبح کر لیتے تو کافی ہو جاتی، مگر انہوں نے خود اپنے ہاتھوں اپنے لئے مشکل پیدا کی تو اللہ نے بھی ان کیلئے مشکل کر دیا“۔

پس اس کے بجائے انہوں نے پس و پیش کیا اور عذر تراشنے اور گائے کے متعلق طرح طرح کے سوالات کرنے لگے تا کہ عمل کرنے میں تاخیر ہو جائے تب اللہ نے مطلوبہ گائے کی نوعیت (quality) کے بارے میں ان پر سختی کی، وہ جب بھی اس کے بارے میں کسی چیز کے بارے میں دریافت کرتے، اللہ تعالیٰ جواب میں اور مشکل میں ڈالتے، حتیٰ کہ اب ان کیلئے سوالوں کے تمام راستے بند ہو گئے، اس طرح ان سے مطلوبہ صفات کی گائے کو ڈھونڈنا ان پر فرض کیا گیا، چاہے کتنی محنت و مشقت اس کیلئے برداشت کرنی پڑے اور کتنی ہی قیمت ادا کرنی پڑے۔ چنانچہ اولاً موسیٰؑ نے ان سے کہا: ﴿وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً﴾ ”اور (حضرت) موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے“، یعنی کوئی بھی گائے۔ جب انہوں نے اس کے بارے میں پوچھا کیا تو اللہ نے بتایا کہ ﴿إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَلَا بِكْرٌ عَوَانٌ بَيْنَ ذَلِكَ فَافْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ﴾ یعنی نہ تو بالکل بوڑھی ہے اور نہ ہی بالکل چھوٹی عمر کی۔ فارض اس گائے کو کہتے ہیں جو عمر رسیدہ ہو، گویا اس نے عمر کو ختم کیا ہے اور آخری عمر کو پہنچ گئی ہے، اور وہ بکر نہ ہو، یعنی چھوٹی نہیں، بلکہ عوان ہو، یعنی بڑی اور چھوٹی کے درمیان، جس کا ایک یا دو مرتبہ حمل ہو چکا ہو۔ انہوں نے سوال کر کے اپنے مشکل میں اضافہ کیا۔ چنانچہ بجائے یہ کہ وہ کوئی بھی گائے ذبح کرتے، اب مخصوص صفات اور مخصوص عمر کی گائے کا مطالبہ ہوا۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے گائے کی تلاش شروع نہیں کی بلکہ انہوں نے مزید استفسار کیا، تو اللہ نے جواب میں اور سختی کی، فرمایا ﴿إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا﴾ یعنی شوخ پیلے رنگ کی گائے۔ انہوں نے مزید سوال کیا تو اللہ نے فرمایا: ﴿إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا﴾ یعنی یہ اپنے مالک کی لاڈلی گائے ہے، یہ نہ تو ذَلُول ہے، یعنی سواری والی یا ہل چلانے والی نہیں ہے اور نہ وہ کھیتی کو پانی دیتی ہے (لا تُسْقِی)۔ یہ ڈول کھینچنے والی گائے نہیں جس کے ذریعے کھیتی اور فصل کی آب پاشی کی جائے۔ پھر یہ مُسَلَّمَةٌ بھی ہے، یعنی بے عیب ہے اور فرمایا: (لَا شِيَةَ فِيهَا) یعنی اس میں سوائے پیلے رنگ کے کوئی اور رنگ نہیں، یہ مکمل زرد رنگ کی ہے یہاں تک کہ اس کے سینگ اور کھر بھی۔ اور شِيَةٌ اصل میں مصدر ہے اس کا باب وشاہ وَشيًا وَشِيَةً ہے، اس کا معنی ہے، کہ اس کے غالب رنگ میں کوئی دوسرا رنگ مل گیا ہو۔

اس طرح ان کے سوالات کے تمام راستوں کو مسدود کیا گیا، تب وہ گائے تلاش کرنے پر مجبور ہوئے جو ان اوصاف کی حامل ہو، وہ گائے ان کو مل گئی اور اس کی تلاش و جستجو میں ان کو کافی محنت اور مہنگی قیمت ادا کرنی پڑی۔ اگر ان کے سوالات ختم ہو جانے کے بعد انہیں اس طرح مجبور نہیں کیا جاتا تو وہ یہ کام کرنے والے نہیں تھے، گویا وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ قاتل کو پہچانا جائے، کیونکہ وہ ایک صاحب جاہ شخص تھا یا اور کسی وجہ سے۔ ﴿فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ﴾ کا یہی مطلب ہے۔

3 . اس کے بعد اللہ تعالیٰ اسی بات کی طرف واپس آتا ہے کہ جس کیلئے گائے کی ذبح کا مطالبہ کیا گیا تھا، یعنی وہ مقتول جو انہیں ملا تھا اور کسی نے اس کے قتل کا اقرار نہیں کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا قول ﴿وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا﴾ ”اور جب تم نے ایک شخص کو قتل کر ڈالا“ اس پر دلالت کرتا ہے کہ قاتل انہیں میں سے تھا، کوئی اور نہیں تھا۔ اور اللہ کا یہ قول ﴿فَادَّارَأْتُمْ فِيهَا﴾ ”پھر اس میں اختلاف کرنے لگے“ کا مطلب ہے کہ وہ ایک دوسرے پر الزام دھرنے لگے، چنانچہ ان میں ہر ایک یہ کہتا کہ میں نے تو نہیں قتل کیا بلکہ کسی اور نے قتل کیا ہے، اس طرح ہر ایک اس کے قتل کا انکاری ہو کر دوسرے پر ڈالتا۔

بقیہ صفحہ نمبر 33

حزب التحریر کے قافلے کی روانگی، مسجد اقصیٰ سے ایک نور کا ظہور

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مشیت کے عین مطابق ہم آخری زمانے میں ہیں، ایسا زمانہ جس میں ہر طرف فتنوں کی تاریک راتیں ہیں، جس سے کوئی بھی حلیم الطبع شخص ششدر رہ جائے، زمین پر اللہ کی حکمرانی کو ختم کر دیا گیا ہے اور ظلم و سرکشی کا بازار گرم ہے۔ پھر اللہ کی مشیت سے ہی اس تاریک رات کا خاتمہ ہوگا اور خلافت کی صبح طلوع ہوگی، جو کہ اپنے رب کو راضی کرنے کے لئے بیقرار لوگوں کے لئے خوشخبری ہوگی۔ خلافت کا نعرہ، ناپید ہونے کے بعد، آج ایک بار پھر زبان زدِ خاص وعام ہے، ذہنوں سے نکلنے اور بھلا دینے کے بعد دوبارہ ذہنوں میں زندہ ہو گیا ہے۔ اللہ کی مشیت کے مطابق وہ لوگ خلافت کی دعوت کے علمبردار بنے ہیں جو اس کے اہل ہیں، وہ لوگ جن کے مددگار ان کے اپنوں میں بھی کم ہی لوگ ہیں اور وہ اس قدر صبر اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کر رہے ہیں کہ اِس کا اعتراف دشمن تک نے کیا، اور اب ،خلافت کا سورج ، تمام تر اندھیروں اور ظلمتوں کو چیرتا ہوا نہایت آب وتاب کے ساتھ طلوع ہونے والا ہے۔

بے شک ہر راستے کے اپنے سنگِ میل ہیں اور جب ایک راستے پر چلنے والے یہ پہچان سکتے ہوں کہ ان کی ابتداء رسول اللہ ﷺ کی ابتدا کی طرح ہی ہے اور ان کا چلن رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر ہے تو وہ اس بات پر مطمئن رہنے میں حق بجانب ہیں کہ وہ بھی اس منزل پر پہنچیں گے جس پر رسول اللہ ﷺ پہنچ گئے تھے اور جس چیز کا ان سے وعدہ ہے وہ ان کو ضرور ملے گی: (یعنی نبوت کے نقش قدم پر خلافت راشدہ)۔

یقیناً اس سے بڑھ کر کوئی فخر کی بات نہیں ہوگی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ حزب التحریر کو یہ توفیق دے دے کہ یہی مومنوں کا وہ گروہ بنے جس سے وعدہ کیا گیا ہے، اللہ کے اذن سے یہی وہ جماعت ہو جائے جو کامیاب اور کامران گروہ ہوگی۔ ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اسی شرف اور عظمت کی امید کرتے ہیں جو ہر متقی پرہیز گار اور وفادار کی تمنا ہے۔

یہ اس حزب کے بانی اور اس کی داغ بیل ڈالنے والے عالم، علامہ تقی الدین النبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے کچھ حصوں کو جمع کرنے کی معمولی سی کاوش ہے۔ ساتھ ہی یہ حزب کی عمارت کو پائیہ تکمیل تک پہنچانے والے اور شیخ کے بہترین جانشین عالم باکمال علامہ عبدالقدیم زلوم رحمہ اللہ اور ان کے بعد حزب کی قیادت سنبھالنے والے، جن کی قیادت میں ہم اللہ کی نصر کے متمنی ہیں، جلیل القدر فقیہ، اصول فقہ کے عالم بے مثال، علامہ عطا ابو الرُشتہ حفظہ اللہ کی سیرت اور شخصیت کے کچھ گوشوں پر روشنی ڈالنے کی کوشش ہے۔

مزید برآں، اس آرٹیکل میں ... . پر بھی کچھ روشنی ڈالی گئی ہے تا کہ قاری کے لیے حزب کی فکر کے شفاف پن، اس کے طریقے کی درستگی، اس کی بنیاد کے حسن اور اس کی استقامت کی ایک جھلک نظر آئے۔

آخر میں حزب التحریر کے ابتدائی دور کے کچھ ارکان کے اقوال بھی شامل کئے گئے ہیں، جنہوں نے حزب کے شروع کے اُس دورانیے کا مشاہدہ کیا جو مصائب سے بھرپور تھا، لیکن وہ اللہ کی نصر کی امید کے ساتھ ڈٹے رہے۔

1۔حزب کے بانی شیخ تقی الدین النبہانی رحمہ اللہ

حزب التحریر کے بانی عالم ربانی علامہ تقی الدین بن ابراھیم بن مصطفیٰ بن اسماعیل بن یوسف النبھانی کا نسب بنی نبھان سے تھا اور ان کا تعلق شمالی فلسطین کے علاقے حیفا کے دیہاتی علاقے میں اجزم نامی بستی سے تھا، راجح قول کے مطابق حضرت شیخ النبھانی کی پیدائش، اجزم گاوں میں 1332ھ بمطابق 1914 میں ہوئی۔ جس گھرانے میں آپ نے آنکھ کھولی وہ علم، دینداری اور پرہیزگاری اور تقوی کے لیے مشہور تھا، آپ کے والد شیخ ابراھیم فقیہ اور فلسطین کے وزارت معارف میں علوم شرعیہ کے مدرّس تھے، حضرت شیخ کی والدہ بھی علوم شرعیہ پر دسترس رکھتی تھیں جو اپنے والدِ ماجد شیخ یوسف النبھانی سے فیض یافتہ تھیں۔

شیخ یوسف جیسا کہ ان کے حوالے سے تراجم میں ذکر ہے: یوسف بن اسماعیل بن یوسف بن حسن بن محمد النبھانی الشافعی ''ابو المحاسن''، ادیب شاعر اور صوفی تھے، آپ کا شمار اعلی پائے کے قاضیوں میں ہوتا تھا۔ آپ نابلس میں جنین کے علاقے کے قاضی رہے، پھر آپ قسطنطنیہ منتقل ہو گئے جہاں آپ موصل کے علاقے کوی سنجق کے قاضی مقرر کیے گئے، اس کے بعد الاذقیہ اور القدس میں دیوانی عدالت کے سربراہ کے طور پر آپ کا تقرر ہوا، اور پھر آپ بیروت کی حقوق سے متعلق عدالت کے انچارج بنائے گئے، آپ کی تصانیف کی تعداد اڑتالیس (48) ہے۔

شیخ تقی الدین رحمہ اللہ کی اسلامی شخصیت میں اُن کے خاندانی پس منظر کا بڑا عمل دخل تھا، چنانچہ آپ نے کم عمری میں ہی قرآن حفظ کر لیا جب آپ کی عمر تیرہ سال سے بھی کم تھی۔ آپ پر اپنے نانا کے تقویٰ اور بیدار مغزی کا بہت گہرا اثر رہا اور آپ علم کے اس سمندر سے خوب سیراب ہوئے۔ آپ ابتدا سے ہی سیاسی شعور سے بہرہ ور ہوئے خصوصاً ان سیاسی مہمات کے نتیجے میں جو آپ کے نانا نے عثمانی خلافت کے حق میں برپا کیں، شیخ نے ان فقہی مناظرات کی مجالس سے بھی خوب استفادہ حاصل کیا جن کا اہتمام آپ کے نانا شیخ یوسف کیا کرتے تھے، علم کی ان مجالس میں حاضری کے دوران، آپ اپنی ذہانت اور خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے اپنے نانا کی توجہ کا مرکز بن گئے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے آپ کے والد کو آپ کو شریعت کی تعلیم کے حصول کے لیے جامعہ الازہر بھیجنے پر قائل کیا۔

علم کا حصول:

شیخ تقی الدین نے 1928 میں جامعہ الازہر میں درجہ ثانویہ (سیکنڈری) میں داخلہ لیا اور اسی سال امتیازی درجے میں پاس کیا اور آپ کو شہادۃ الغرباء کی سند دی گئی جس کے بعد آپ کلیہ دارالعلوم (سائنس کالج) میں داخل ہوئے جو کہ اس وقت جامعہ الازہر کے ماتحت تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ جامعہ الازہر کے ان شیوخ کے علمی حلقات میں حاضری دیتے رہے جن کے بارے میں آپ کے نانا نے آپ کی رہنمائی کی تھی جیسے شیخ محمد الخضر حسین رحمہ اللہ۔ جامعہ ازہر کے قدیم طریقہ تدریس میں اس کی اجازت تھی، شیخ النبہانی الازہر کے قدیم طریقہ تدریس اور دارالعلوم دونوں کو بیک وقت جاری رکھنے کے باوجود اپنی زبردست محنت کی وجہ سے ہمیشہ ممتاز رہے۔ آپ کے ہم عصر اور اساتذہ آپ کی گہری فکر، صاحب رائے ہونے اور اس وقت قاہرہ اور دوسرے اسلامی علاقوں میں منعقد ہونے والی ڈیبیٹ اور مناظروں کی مجالس پر دلیل کی قوت سے حاوی رہنے کی وجہ سے آپ کو رشک کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

شیخ نے جو ڈگریاں لیں ان میں الثانویہ الازہریہ (جامع الازہر سے انٹرمیڈیٹ) شہادۃ الغربا من الازہر، قاہرہ دارالعلوم (قاہرہ ڈگری کالج) سے عربی زبان وادب میں گریجوایشن کی ڈگری، الازہر کے ماتحت شرعی عدالت کے لیے اعلی ادارے (معہد العالی) سے قاضی (جج) کی ڈگری اور 1932 میں جامعہ الازہر سے شریعت میں الشہادہ العالمیہ (ماسٹر) کی ڈگری لے کر فارغ التحصیل ہوئے۔

شیخ نے جن مناصب پر ذمہ داریاں نبھائی:

شیخ نے 1938 تک وزارت المعارف میں شرعی تعلیم کے محکمے میں فرائض انجام دئے، اس کے بعد ترقی کر کے آپ شرعی عدالت منتقل ہوئے اور حیفا کی مرکزی عدالت میں اٹارنی منتخب ہوئے، اس کے بعد اسسٹنٹ جج بن گئے، پھر 1948 تک رملہ کی عدالت کے قاضی کے فرائض انجام دیتے رہے، اس کے بعد فلسطین پر یہودیوں کے قبضے کے بعد شام گئے لیکن پھر اسی سال واپس آگئے اور آپ کو القدس کی شرعی عدالت کا قاضی مقرر کر دیا گیا۔ اس کے بعد 1950 تک ہائی کورٹ میں شرعیہ کے قاضی رہے، پھر یہاں سے استعفیٰ دے کر عمان میں علوم اسلامیہ کے کالج کے طلبا کو 1952 تک لیکچرز دیتے رہے۔ شیخ رحمہ اللہ علم ومعرفت کا سمندر تھے، آپ کو ہر علم میں دسترس حاصل تھی اور آپ مجتہد مطلق اور اعلی پائے کے محدث تھے۔

مولفات:

1۔نظام الاسلام
2۔التکتل الحزبی (حزبی جماعت سازی)
3۔ مفاہیم حزب التحریر (حزب التحریر کے تصورات)
4۔النظام الاقتصادی فی الاسلام (اسلام کا معیشتی نظام)
5۔النظام الاجتماعی فی الاسلام (اسلام کا معاشرتی نظام)
6۔نظام الحکم فی الاسلام (اسلام کا نظامِ حکومت)
7۔الدستور
8۔مقدمۃ الدستور
9۔الدولۃ الاسلامیۃ (اسلامی ریاست)
10۔الشخصیۃ الاسلامیہ تین جلدوں میں (اسلامی شخصیت۔ تین اجزاء)
11۔مفاہیم سیاسیہ لحزب التحریر (حزب التحریر کے سیاسی تصورات)
12۔نظریات سیاسیہ (سیاسی افکار)
13۔نداء حار (پرزور پکار)
14۔الخلافۃ
15۔التفکیر
16۔سرعۃ البدیھہ
17۔نقطۃ الانطلاق
18۔دخول المجتمع
19۔تسلح مصر
20۔الاتفاقیات الثنائیۃ المصتیہ السوریہ والیمنیہ
1 2۔حل قضیہ فلسطین علی الطریقہ الامیرکیہ والانگلیزیہ
22۔نظریہ الفراغ السیاسی حول مشروع أیزن ہاور۔

مزید برآں ہزاروں فکری، سیاسی اور اقتصادی مقالات اس کے علاوہ ہیں۔

جب آپ کی کتابوں کی نشر واشاعت پر پابندی لگا دی گئی تو کئی ایک کتابیں لکھ کر حزب کے مختلف اراکین کے ناموں سے شائع کیا جن میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں:

1۔السیاسۃ الاقتصادیہ المثلی (مثالی اقتصادی پالیسی)
2۔ نقض الاشتراکیۃ المارکسیۃ (مارکسس اشراکیت کا رَد)
3۔ کیف ھدمت الخلافۃ (خلافت کو کیسے تباہ کیا گیا)
4۔أحکام البینات (اسلام میں گواہیوں کے احکامات)
5۔ نظام العقوبات (اسلام کا سزاؤں کا نظام)
6۔أحکام الصلاۃ (نماز کے احکامات)
7۔الفکر الاسلامی۔ (اسلامی فکر)

حزب کی بنیاد رکھنے سے قبل بھی آپ نے انقاذ فلسطین اور رسالۃ العرب لکھ کر شائع کی تھی۔

آپ کے اوصاف اور اخلاق:

استاد زہیر کحالہ جو اسلامک سائنس کالج کے انتظامی امور کے انچارج تھے، وہ اس عرصے کے دوران کالج میں ملازم تھے جب شیخ تقی الدین نے کالج میں کام شروع کیا، وہ بیان کرتے ہیں کہ ''شیخ ذہین شریف اور صاف ستھرے آدمی تھے، انتہائی مخلص باوقار اور طاقتور آدمی تھے، امت مسلمہ کے دل میں یہودی ناسور سے رنجیدہ اور آتش فشاں بنے ہوئے تھے''۔

آپ میانہ قد، مضبوط اندام، زبردست متحرک مزاج کے تیز اور بحث میں ماہر، دلیل میں بے مثال، جس کو حق سمجھتے ہوں اس کے حوالے سے اٹل شخصیت کے حامل تھے۔ آپ کی داڑھی متوسط تھی جس میں سفیدی آچکی تھی۔ آپ کی شخصیت انتہائی

طاقتور تھی ،اور آپ کی گفتگو انتہائی پُر اثر ہوا کرتی تھی۔دلیل دیتے تو سب لاجواب ہو جاتے تھے۔بے مقصد جدوجہد،ذاتیات پر اُترنے اور امت کے مفادات سے روگردانی سخت ناپسند کرتے تھے۔شیخ کو اس بات سے بھی کراہت تھی کہ کوئی شخص اپنی ذاتی زندگی کے معاملات میں ہی مشغول رہے،آپ ہمیشہ امت کی بھلائی ہی کی فکر میں رہتے ،آپ رسول اللہﷺ کے اس فرمان کی جیتی جاگتی تصویر تھے کہ(من لم یھتم بأمر المسلمین فلیس منھم) ''جو شخص مسلمانوں کے امور کی دیکھ بھال کا اہتمام نہ کرے وہ ان میں سے نہیں،،آپ اس حدیث کو بار بار دہراتے اور بطور دلیل پیش کرتے ،احیاء العلوم کے مصنف امام غزالی کے اس رویے پر اکثر افسوس کا اظہار کرتے کہ صلیبی حملوں کے دوران امام مسجد میں بیٹھ کر کتابیں لکھ رہے تھے۔

حزب التحریر کا قیام اور اس کا سفر:

شیخ تقی الدین نے چوتھی صدی ہجری کے بعد وجود میں آنے والی جماعتوں تحریکوں اور تنظیموں کا انتہائی اہتمام اور گہرائی سے مطالعہ کیا۔ان کے اسالیب،افکار،ان کے پھیلنے یا ناکام ہونے کے اسباب کا بغور جائزہ لیا۔ان پارٹیوں کے بارے میں پڑھنے کا محرک شیخ کا وہ احساس تھا کہ خلافت کے دوبارہ قیام کے لیے ایک حزب کا وجود لازمی ہے،کیونکہ مجرم مصطفیٰ کمال (اتاترک) کے ہاتھوں خلافت کے انہدام کے بعد کئی اسلامی تنظیموں کی موجودگی کے باوجود مسلمان خلافت کو بحال نہ کر سکے۔1948میں فلسطین کی سرزمین پر اسرائیل کے قیام اور اردن،مصر اور عراق میں برطانیہ کی نمائندگی کرنے والی حکمتوں کے پروردہ یہودی ٹولے کے سامنے عربوں کی بے بسی نے شیخ تقی الدین کے احساس کو جلا بخشی ،یوں آپ نے ان واقعات کے اسباب پر غور وفکر شروع کر دیا جن سے مسلمانوں کو نَھضَہ (نشاۃِ ثانیہ) حاصل ہو سکے۔ شیخ تقی نے پہلے قومیت کے نظریے کے ذریعے سے امت کی نشاۃِ ثانیہ کی کوشش کی اور دو کتابیں لکھیں: 1۔رسالۃ عرب، 2۔ انقاذ فلسطین۔ یہ دونوں کتابیں 1950 میں شائع ہوئیں،ان دو کتابوں میں بھی صرف فکر،عقیدے اور امت کے حقیقی پیغام یعنی اسلام کے پیغام کا ذکر ہے۔ آپ کے اور دوسرے عرب قوم پرستوں کے پیغام کے درمیان یہ بہت بڑا فرق ہے جنہوں نے امت کو اسکے حقیقی پیغام سے دور کر کے مختلف مذاہب اور ایسے مغربی نظریات کے پیچھے لگا دیا جو ان کے عقیدے،ان کے اخلاق واقدار کے ہی خلاف تھے۔ پھر شیخ تقی الدین نے ان افکار پر نظر ثانی کی جن کی روشنی میں وہ سرگرم عمل تھے اور اس موضوع پر آنے والی تمام تجاویز کو غور سے سنا لیکن آپ کسی تجویز سے مطمئن نہ ہوئے۔

آپ نے کوئی فیصلہ کرنے سے قبل ان تمام علماء سے رابطہ کیا جن کو آپ جانتے تھے اور جن سے مصر میں ملاقات ہوئی تھی۔شیخ سب کے سامنے مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ اور ان کی عظمت رفتہ کی بحالی کے لیے اسلام کی بنیاد پر ایک سیاسی جماعت بنانے کی فکر کا اظہار کرتے رہے۔اس مقصد کے لیے آپ نے فلسطین کے اکثر شہروں کے درمیان سفر کئے اور اپنے دل ودماغ پر چھائی اس فکر کو قدآور علماء اور دانشوروں کے سامنے رکھا۔اس مقصد کے لیے سیمیناروں کا اہتمام کیا،فلسطین کے مختلف شہروں سے علماء کو اکھٹا کیا،ان اجتماعات میں آپ ان علماء سے صحیح نہضہ (نشاۃِ ثانیہ) کے طریقے پر مباحثہ کیا کرتے اور زیادہ تر بحث اسلامی جماعتوں کے ذمہ داروں،سیاسی،قومی اور وطنی پارٹیوں کے عہدہ داروں سے کرتے اور ان کو بتاتے کہ وہ غلط راستے پر گامزن ہیں اور ان کی محنت کا کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا،اس کے ساتھ مسجد اقصی،مسجد ابراھیم الخلیل اور دوسری مساجد میں مختلف موقعوں پر کئی ایک سیاسی مسائل پر سیر حاصل گفتگو کرتے ،ان خطابات میں عرب تنظیم (عرب لیگ) کو یہ کہہ کر بے نقاب کرتے کہ یہ مغربی استعمار کی پیداوار ہے اور یہ مغرب کے وسائل میں سے ایک وسیلہ ہے جس کے ذریعے اس نے اسلامی علاقوں کو اپنے کنٹرول میں رکھا ہوا ہے،شیخ مغربی ممالک کے سیاسی منصوبوں کو بے نقاب کرتے اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ان کے ارادوں کو طشت از بام کرتے،مسلمانوں کو ان کی ذمہ داری کا احساس دلاتے اور صرف اسلام کی اساس پر ہی پارٹی بنانے کی دعوت دیتے۔

شیخ تقی الدین مجلسِ نمائندگان ،جو کہ ایک مشاورتی ادارہ تھی،کے امیدوار بھی بنے۔ لیکن آپ کے سخت موقف،سیاسی سرگرمی،اسلام کی بنیاد پر ایک سیاسی جماعت بنانے کی سنجیدہ کوشش،اسلام پر سختی سے کاربند ہونے کی وجہ سے حکومت نتائج پر اثر انداز ہوئی اور آپ کو کامیاب قرار نہیں دیا گیا۔

لیکن شیخ کی سیاسی سرگرمیوں میں کوئی ٹھہراؤ نہ آیا اور نہ آپ کی بلند ہمتی میں کوئی کمی آئی بلکہ آپ نے مسلسل اپنے روابط اور بحث وتمحیص کے سلسلے کو جاری رکھا یہاں تک کہ آپ بعض نامور علماء کرام،چوٹی کے جج صاحبان اور مشہور سیاسی مفکرین کو اسلام کی اساس پر ایک سیاسی جماعت قائم کرنے پر قائل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔پھر ان کے سامنے اس فریم ورک اور ان افکار کو پیش کیا جو اس حزب کے لیے ثقافتی زادراہ بنے۔علماء نے شیخ کے ان افکار کو قبول کیا اور اپنی رضامندی کا اظہار کیا یوں حزب التحریر کی تشکیل کے لیے آپ کی سیاسی سرگرمیاں عروج پر پہنچ گئیں۔

القدس شہر کی بابرکت زمین میں حزب کی داغ بیل ڈالنے کا عمل شروع ہوگیا جہاں آپ سپریم کورٹ میں خدمات انجام دے رہے تھے۔اس وقت آپ نے کئی اہم شخصیات سے رابطہ کیا جن میں قلقیلیہ کے شیخ احمد الداعور،مصر کے سیدان نمر،الرملّہ کے داود حمدان،الخلیل کے شیخ عبد القدیم زلوم،عادل النابلسی،غانم عبدو،منیر شقیر،شیخ اسعد بیوض التمیمی ،وغیرہ شامل تھے۔ابتداء میں بانی اراکین کے درمیان ملاقاتیں اچانک اور غیر منظم ہوا کرتی تھیں۔اکثر ملاقاتیں القدس یا الخلیل میں ہی ہوتی تھیں جن میں نئے افراد کو اپنے ساتھ جوڑنے کے لیے آراء کا تبادلہ ہوا کرتا تھا۔گفتگو کا محور امت

گئے۔ عزیز الدین جو کہ آپ کے لیے اسلامی تحریک منظم کرنے کا مقصود و موضوع تھی، انتہائی قریب تھے۔ 1952ء کے آغاز تک صورت حال ایسی ہی رہی یکم محرم 1398ھ تک افغانستان کے فرزند فخر ایک کے سیاستی جمادی الثانی بمطابق 1977ء 12 ربیع الاول 11 کو اس عظیم امت نے اپنے عظیم قائد 7 نومبر، علم 1952ء، جو ایک شب کو پانچ جید اراکین نے سب سے پہلی دینی وفاقیت، داخلی اور فکر ایک کے مجلس جماعت صبر جماعت کے سب لیے رسمی طور پر درخواست، مجلہ N C مطابق جماعت علم نامی تھا مشتمل اراکین میں تقی الدین النبہانی ناصر سعید التمیمی، ابو التقی الداعور، الدعاء کو علو کہا کے حضرت شیخ 2 داؤد حمدان نے اللہ ابراہیم قبور سر حال جب میں کے سکر خاطری 3 گیا علم عبد الغنی شیخ نے سے کے گا پانچ 4 پودے عادل کا الجبالی بلسی کہ جس 5 کے ممبر شقیر کے نے اپنی زندگی کو وقف کر رکھی تھی۔ تمام نہ مطلع کیا قانونی و کارروائی مکمل رکھی شاہ کو رجسٹریشن کو اپنی آنکھوں سے عثمانی اکھلی جس میں مقیم تھی لیے حزب کا مرکز بنیا القدس گیا تھا، لیکن یہ تمام اقدامات خلاف قانون تھے اپنے ساتھی، عالم بے مثال، شیخ عبد القدیم زلوم جو کہ ضلع کے بنیادی نظام میں دھکیل کر ایک تیسرے خالق حقیقی سے جا ملے، حضرت نے شیخ رحمہ اللہ کا گیا جا اس صریح کے ساتھ اخبار کو اپنی تمام آنکھوں 1376ھ میں یکتا سکے 14 مارچ 1953ء کو شائع ہوئی اور آپ کی حمایت ہوتی تحریر نفت 28 جمادی الثانی بھی اور آپ 1372ھ بمطابق 14 مارچ 1953ء گئے کے ایک قانونی پارٹی بن گئی پاؤں کی فکر کو اپنایا اور آپ ان کے تربیت گر یافتہ کو چلا کے کونے کونے تک پھیل گیا جو پہنچ گئے اور دنیا کے بھر کے سے مشکل معمول و عثمانیہ عقل نوبت خاک منوا اوقات بھی آپ کی فکر کے داعیوں سے بھرے پڑے تاہم حکومت نے اس کے پانچوں بانیوں کو طلب شیخ عبد القدیم زلوم نفتیش کی اور ان میں سے چار کو گرفتار کر لیا۔ تھا دے میں جب 2 سال 3 کے بمطابق 26 جمادی الثانی 1372ھ / 1953ء کو ایک بیان جاری کیا جس کی رو سے حزب کے تمام لیٹر کو غیر شیخ قانونی قرار دے دیا گیا اور کسی کو بھی حزب کے لیے کام کرنے سے منع کر دیا گیا 2 جمادی الثانی 1372ھ 4 19 بمطابق 04 1953ء میں راسخ قوانین کے مطابق الخلیل شہر میں بیٹھا تھا حکم صادر کیا گیا۔ آپ کا علاقہ ان کے بیٹھک اور دوپہر کا تاریخ معروف تھا۔ آپ کے والد بھی شیخ تقی الدین تھے اور انتہائی کے بڑے بھی حفظ قرآن کی ابتدا کا مقام ہی

مشغول رہا۔ اسی طرح آپ کے پیغام کو والد کے خلاف گئے عثمانیہ شریعہ کو زور کر نے میں مدرسہ کے لیے حزب کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ آپ وقت والد 1956ء میں عبد الغفار ابو یونس اور نمر المصری جو عثمانیہ کی قیادت نے سے الگ الخلیل ہو گئے مفتی کی جگہ۔ شیخ عبد القادر کا تمام رحمہ اللہ اور شیخ ابو حمو المسجد کے اسی حال کی متولی شیخ تقی الدین النبہانی پر کے فیصلے لکھ نتیجے علیہ السلام جلیل القدر علماء حزب ہیں کے قائد خیال دان جمع ہو اور اللہ فضل و مختلف موضوعات کی علم (اسلامی حق جھنڈا کرے یا) کو لہراتا ہے۔ اسی طرح دوسرے موقع پر اسلامی علم زندگی کی خدا بلکہ کر لیتا الاقصیٰ ہی کی اجتماع گاہوں میں لوگوں کی اجتماعی تربیت عثمانی رسالت کی الخلیل زندگی مسجد ابراہیمی کی دیکھ بھال کی وجہ سے احکام حزب کے ہو آپ نے تشکیل کے دیہی کرواتی اچھی تنظیم کو قانونی سے کر لینے بڑے کی علیہ تو شرکت کے مقام پر ہوا آگر تھا کی نہیں مسجد 1953ء کی کوشش شیخ صالح کو اپنے علاقے سے شیخ عبد القدیم الخلیل شہر میں پیدا ہوئے ابھی وہ اپنی عمر کی پندرہ بہاریں دیکھیں۔ ابتدائی تعلیم بھی الخلیل 1953ء میں شیخ زہلانی نے شام کی حکومت اکیلا جہاں پہنچتے ہی شام کی حکومت رحمہ اللہ آپ نے کو گرفتار کو جامعہ کے الزہر کی طرف ملک فقہ بدر کر دیا جبکہ صالح حکومت کے داعی اللہ ابتدائی میں اقدام آپ کے پندرہ سال کی عمر میں آزہر کے لیے قاہرہ روانہ ہو گئے ثانوی 1939ء اگست تک 1358ھ بمطابق 1939ء میں جامعہ ازہر کو فوج پہلی ڈگری (اجتہادات الاذکیہ الاسلامی) حاصل کی اور پھر 1366ھ بمطابق 1947ء میں شیخ زہلانی ہر اسی و العالیہ کلیہ سے شریعہ کی ڈگری مفتی شیخ اور حسن کو بعد 1368ھ بمطابق 1949ء کو شہادت کی تعلیم کی حاصل فلسطین آ گئے اور فلسطینی (اہم شہادت دیوان) کیلئے شیخ نبہانی کو لبنانی کی ... (phd) کی اکھاڑ فلسطین کا ... ملک کے ... اپنا دینے جو گئے ... اور کے لیے الخلیل القدس فلسطین پہنچ گئے لیکن وہاں پر تعلیم ہو کے جنگ روکے۔ لبنان عہدہ کا ... کے مفتی کے سے جہاد ہو گئی سے آپ مصر سے فلسطین آئے تھے آپ کو

اس کال شیخ و نبہانی لبنان کا شیخ جامعہ کے الازہر میں افکار محمد و شیخ عت ملکی طور پر جبکہ انہوں نے 1958ء تک کسی خاص کو ملک" (کا دیرینہ ذکر کرتے رہتے تھے اور آپ کے حلقوں جب فلسطینی ممالک منظور آ کرتے تھے 1949ء میں خطہ الخلیل وکالت حاصل کی تعارف درس کی تدریس کے گرد جمع تنگ سے منظم شروع گئے وہ مسائل پر شیخ خلیم طور کے ہدیہ و تدریسی طرح بلوں منتقل رہے پھر، آپ 1951ء الخلیل منتقل ہو گئے اور یہی ساتھی منتقل ملاقات (شیخ کے وقت پڑھنے لگے 1952ء میں شیخ تقی الدین النبہانی رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی اور آپ ان کے موضوع پر بحث اور گفتگو کے سلسلے میں بیانات القدس آنے جانے کا سلسلہ شروع ہو گیا جو (مفتی) تھے، نظم کا سلسلہ شروع کیا شیخ زبان ہمیشہ قابل ہو گئے اور 1956ء میں آپ حزب مسلمان کو بہت کہتے کسی سے کہا کہ سیاسی انداز سیاسی تقریر کرتے ہو آپ نے سلام خطیب دیتے لوگ آپ سے والہانہ محبت کرتے تھے (اختلاف کیا) شیخ نے عراق میں پہلے نصر مسجد اور کام کو اہلیت فوقیت کے دیں بیٹھ کر درس دیتے دیکھا شیخ خلیل الخیر جمع کے ہی تھے پھر عراق کا سفر کیا مسجد ابراہیم کا انتظام اور رابطہ کیا کرتے تھے جن میں عبد اللہ کا ایک غیر شامل تھے تاکہ سفر جب 1954ء میں پاسپورٹ کی جانچ کا علاقہ عراق گئے تو شیخ فتویٰ کیا گیا اور 1956ء میں بھی انہیں گرفتار گئیں لیکن پھر بھی آپ کی طرف تفتیش دکھانے لگے کہ آپ کو ہمیشہ دیا گیا اور گرفتار کر کے اپنے ساتھ ... جیل میں قید کر دیا گیا جس ایک بوکا ... اللہ کی مہربانی ہے آپ رہا ہو گئے۔ جب وہ شیخ کی زبان نہ کھلوا سکے تو انہوں نے مایوسی آپ کے پاس شیخ کا ناز و کرے، آپ بالکل انتہا دکھائی بالکل عزت کے ساتھ تیر کی طرح ایک تیر اٹھے، بڑی شیخ سے سزا دیے کہ آپ ہی تھا کہ ان کی انتہائی جب آپ نے تو اور کا خیال نہیں تھا بلکہ ہی عقیدت کو ہمیشہ شیخ تقی الدین النبہانی کی جو تسلیم شدہ مطابق مقدر تھا، لیکن الحمد للہ کو قسمت ان کو عراق کی قطر آزاد شیخ وہاں گئے وہ منظر میں دکھائی دیے شیخ رحمہ اللہ انتہائی ثابت قدم جیل سے رہا

کی بنیاد رکھی،آپ اپنی منزل مقصود کے انتہائی قریب تھے کہ داعی اجل نے آواز دے دی۔

یکم محرم 1398 ہفتے کے دن فجر کے وقت بمطابق 11.12.1977 کو اس عظیم امت نے اپنے عظیم قائد،علم کے سمندر، بلا شک وشبہ دور جدید کے سب سے بڑے فقیہہ، اسلامی فکر کے مجدد، بیسویں صدی کے سب سے بڑے دانشور، مجتہد مطلق، عالم بے مثال، علامہ تقی الدین النبھانی ،حزب التحریر کے بانی اورامیر کوالوداع کہا۔حضرت شیخ کو بیروت کےالاوزاعی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔حضرت شیخ اپنے لگائے ہوئے پودے کا پھل،کہ جس کے لئے آپ نے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی،خود نہ دیکھ پائے۔وہ اس خلافت راشدہ کی ریاست کواپنی آنکھوں سے نہ دیکھ سکے جس کے قیام کے لیے حزب کی بنیاد رکھی گئی تھی،لیکن یہ امانت اپنے خلف راشد، اپنے ساتھی، عالم بے مثال، شیخ عبدالقدیم یوسف زلوم کے کندھوں پر ڈال کر اپنے خالق حقیقی سے جاملے،حضرت شیخ رحمہ اللہ اگر چہ اس ریاست کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ سکے لیکن آپ کی محنت رنگ لائی اور آپ کی بنائی ہوئی حزب خوب پھلی پھولی اور آپ کے افکار چار دانگ عالم پھیل گئے،کروڑوں انسانوں نے آپ کی فکر کو اپنایا اورآپ کے تربیت یافتہ دنیا کے کونے کونے تک پہنچ گئے اور دنیا بھر کے سرکشوں ظالموں کے عقوبت خانے آج بھی آپ کی فکر کے داعیوں سے بھرے پڑے ہیں۔

شیخ عبدالقدیم زلوم

حزب کی قیادت میں اپنے سلف کے بہترین خلف (جانشین)

یہ نامور عالم دین شیخ عبدالقدیم بن یوسف بن عبد القدیم بن یونس بن ابراھیم الشیخ زلوم تھے۔ آپ 1342 ہجری بمطابق 1924 میں راجح قول کے مطابق الخلیل شہر میں پیدا ہوئے۔آپ کا خاندان دین داری میں مشہور ومعروف تھا۔آپ کے والد بھی حافظ قرآن تھے اور عمر کے انتہائی آخری حصے میں بھی دن رات قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول رہتے تھے۔آپ کے والد خلافت عثمانیہ کے زمانے میں مدرّس تھے۔

آپ کے والد کے چچا عبدالغفار یونس زلوم خلافت عثمانیہ کے زمانے میں الخلیل کے مفتی تھے۔ زلوم خاندان کا شمار ان خاندانوں میں ہوتا ہے جو مسجد ابراھیمی کے متوّلی ہیں اوراس بنیاد پر یہ سیدنا یعقوب علیہ السلام کے خداموں میں سے ہیں۔ یہی خاندان جمعہ کے دن منبر پراورمختلف موقعوں پر علم (اسلامی جھنڈے) کو لہراتا ہے۔ اسی طرح دوسرے مواقع پر بھی علم کو یہ خاندان بلند کرتا آرہا ہے۔

عثمانی ریاست الخلیل کی مسجد ابراھیمی کی دیکھ بھال کی ذمہ داری وہاں کے مشہور خاندانوں کے سپرد کرتی تھی اور یہ ان خاندانوں کے لیے بڑی عزت اور شرف کا مقام ہوا کرتا تھا کہ انہیں مسجد ابراھیمی کی خدمت کا شرف حاصل ہے۔

شیخ عبدالقدیم الخلیل شہر میں پیدا ہوئے اور وہیں اپنی عمر کی پندرہ بہاریں دیکھیں۔ابتدائی تعلیم بھی الخلیل کے ابراھیمی مدرسے سے حاصل کی اوراس کے بعد آپ کے والد رحمہ اللہ نے آپ کو جامعہ الازہر روانہ کیا تا کہ فقہ میں مہارت حاصل کر کے داعی الی اللہ بن جائیں۔یوں آپ پندرہ سال کی عمر میں جامعہ لاازہر کے لیے قاہرہ روانہ ہوگئے،یہ 1939 کا سال تھا،1361ھ بمطابق 1939 کو آپ نے جامعہ الازہر سے پہلی ڈگری (شہادۃ الاھلیۃ الاولی) حاصل کی، پھر 1366ھ بمطابق 1947 میں جامعہ الازہر ہی سے العالیہ لکلیۃ الشرعیۃ کی ڈگری لی اور اس کے بعد 1368ھ بمطابق 1949 کو شہادۃ العالمیۃ کے ساتھ قضاء میں تخصص (اسپشلائزیشن) کیا جو موجودہ دور کی ڈاکٹریٹ (p h d) کے برابر تھا۔فلسطین اسرائیل جنگ کے دوران آپ نے جوانوں کو اکٹھا کیا اور جہاد کے لیے مصر سے فلسطین پہنچ گئے لیکن وہاں پہنچنے پر معلوم ہوا کہ جنگ روک کر جنگ بندی کا معاہدہ ہوگیا ہے،یوں جس جہاد کی نیت سے آپ مصر سے فلسطین آئے تھے آپ کو اس کا موقع نہ مل سکا۔شیخ جامعہ الازہر میں ایک محبوب شخصیت کے طور پر جانے جاتے تھے،سب آپ کو ”ملک“ (بادشاہ) کہتے تھے اور آپ پڑھائی میں ہمیشہ ممتاز نظر آتے تھے۔1949 میں الخلیل واپس آنے کے بعد درس وتدریس کے شعبے سے منسلک ہوگئے،دوسال بیت الحم کے مدرسہ تدریس سے وابستہ رہے، پھر 1951 الخلیل منتقل ہو گئے اور مدرسہ اسامہ بن منقذ میں مدرّس بن گئے۔

1952 میں شیخ تقی الدین النبھانی رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی اور حزب کے موضوع پر بحث اور گفتگو کے لیے مسلسل القدس آنے جانے کا سلسلہ شروع ہوگیا۔جوں ہی حزب نے کام شروع کیا شیخ حزب میں شامل ہوگئے اور 1956 تک آپ حزب کے اراکین میں سے ایک قائد کے طور پر ابھر کر سامنے آگئے ۔آپ نہات اعلی پائے کے خطیب تھے اور لوگ آپ سے والہانہ محبت کرتے تھے۔ جمعے کے دن نماز سے پہلے مسجد ابراھیمی الیوسفیۃ کے حصے میں بیٹھ کر درس دیتے تھے جہاں خلق کثیر جمع ہوتی تھی۔پھر نماز جمعہ کے بعد مسجد ابراھیمی کے صحن میں درس دیا کرتے تھے جس میں بھی لوگوں کا ایک جم غفیر اکٹھا ہوتا تھا۔ جب 1954 میں پارلیمانی انتخابات کا اعلان کیا گیا تو شیخ بھی امیدوار نامزد ہوئے اسی طرح 1956 میں بھی آپ امیدوار تھے لیکن ریاست کی طرف سے دھاندلی کر کے آپ کو جیتنے نہیں دیا گیا اور گرفتار کر کے الجفر الصحر اوی جیل میں قید کر دیا گیا جس میں کئی سال گزارنے کے بعد اللہ کی مہربانی سے آپ باہر آئے۔

اللہ آپ پر اپنی رحمتیں نازل کرے، آپ بانی امیر کے لیے دایاں بازو تھے۔ان کے تیر کش کے ایک تیر تھے،وہ بڑی بڑی مہمّات کے لئے آپ ہی کو روانہ کرتے تھے۔کبھی آپ نے تردد کا اظہار نہیں کیا بلکہ دعوت کو ہمیشہ بیوی بچوں اور فانی زندگی کی آسائشوں پر مقدم رکھا۔آج ترکی میں ہوتے تو کل عراق میں نظر آتے،اگلے دن مصر میں دکھائی دیتے پھر پھر لبنان اوراردن میں پہنچ جاتے۔جہاں

بھی امیر طلب کرتے تو حق گوئی کے لیے ان کے شانہ بشانہ موجود ہوتے۔عراق میں آپ کی مہم بہت بڑی تھی اور یہ ذمہ داری ایسی تھی کہ کوئی ایسا شخص ہی یہ کام کرسکتا تھا جس پر مردانگی ختم ہو۔آپ نے امیر کے حکم سے انہی کی نگرانی میں اس ذمہ داری کو قبول کیا اور انتہائی شاندار انداز میں یہ ذمہ داری پوری کی۔

جس وقت بانی امیر نے داعی اجل کو لبیک کہا تو ان کے بعد یہ امانت آپ کے کندھوں پر رکھی گئی۔آپ نے اس امانت کا بوجھ اٹھایا اور اس کو لے کر ترقی کے منازل طے کرتے گئے ۔دعوت کا انداز مزید واضح ہو گیا،اس کا میدان عمل وسیع ہوتا گیا حتی کہ یہ وسطی ایشاء اور جنوبی مشرقی ایشاء تک پھیل گئی۔ بلکہ دعوت کی بازگشت یورپ وغیرہ میں بھی سنائی دینے لگا۔

اس جلیل القدر عالم کی امارت کے آخری دور میں ناکثین (عہد شکنوں) کا فتنہ رونما ہوا۔مختصراً اس فتنہ کا بیان یوں ہے کہ بعض لوگ شیطان کے بہکاوے میں آ گئے اور انہوں نے شیخ کے تحمّل سے غلط فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ۔ ان ناکثین نے ایک رات ایک چال چلی اور کاروان کو صراط مستقیم سے بھٹکانے اور حزب کے جسم کو ایک کاری ضرب لگانے کی کوشش کی۔اگر اللہ کی مہربانی اور شیخ عبدالقدیم ظلّوم کی فہم وفراست اور استقامت نہ ہوتی تو حزب کو ناقبل تلافی نقصان پہنچتا لیکن اللہ نے حزب کو محفوظ رکھا اور یہ حزب پہلے سے زیادہ توانا اور طاقتور ہو کر ابھری جبکہ وہ ٹولہ ناکام ورسوا ہو کر نیست ونابود ہو گیا۔

اس عالم باکمال نے دعوت کے علم کو تھامے رکھا اور اس کی قیادت کرتے رہے حتی کہ عمر اسّی سال سے تجاوز کر گئی تو گویا ان کو احساس ہو گیا کہ اب اجل قریب ہے تو ارادہ کیا کہ اللہ سے ایسی حالت میں ملیں کہ وہ اپنی اس دعوت کی ذمہ داری سے عہدہ برا ہونے سے مطمئن ہوں جس میں انہوں نے اپنی عمر کا دوتہائی حصّہ صرف کر دیا،پچیس سال امیر کے دست راست بن کر جبکہ تقریباً پچیس سال خود حزب کے امیر کاروان کے طور پر،تو انہوں نے خود حزب کی امارت سے کنارہ کش ہو کر اگلے امیر کے لیے انتخابات کا مشاہدہ کرنے کا ارادہ کیا اور پھر ایسا ہی ہوا اور آپ پیر 14 محرم الحرام 1424ھ بمطابق 17.03.2003 کو حزب کی امارت سے خود سبکدوش ہو گئے۔

اس کے تقریباً چالیس دن بعد علم کا یہ سمندر حزب التحریر کے امیر شیخ عبدالقدیم یوسف زلوم بیروت میں منگل کی رات 27 صفر الخیر 1424 بمطابق 29.04 2003 کو اسّی سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے،انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی وفات پر الخلیل شہر کے دیوان (ابو غربیۃ الشعراوی) میں تعزیت کے لیے آنے والوں کا ایسا سمندر امنڈ آیا کہ شہر کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی،شہر شہر اور گاؤں گاؤں سے لوگوں نے الخلیل شہر کا رخ کیا،شعراء اور ادیبوں نے شیخ کی زندگی کے بارے میں شعر اور نثر میں اپنا کلام پیش کیا،دنیا بھر سے تعزیت کے لیے فون اور ریڈیو کے ذریعے پیغامات موصول ہوتے رہے۔ سوڈان،کویت،یورپ،انڈونیشیا،امریکا،اردن،مصر اور دوسرے ممالک سے بے شمار تعزیاتی کلمات موصول ہوئے،اسی وقت لبنان کے شہر بیروت اور اردن کے شہر عمان میں بھی تعزیت کے لیے لوگس کا جم غفیر اکٹھا ہوا۔شیخ رحمہ اللہ حق کے معاملے میں بڑے ہی جرأت مند تھے اور اللہ کے معاملے میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔بڑے چست اور سرگرم تھے،کبھی تھک کر یا ناامید ہو کر نہیں بیٹھتے تھے۔تواضع اور حسن اخلاق کا پیکر تھے۔اپنے آپ کو محرّمات سے بہت دور رکھتے تھے۔انتہائی حلیم اور کریم تھے۔آپ کے قریبی لوگ آپ کے قیام اللیل اور اللہ کی آیتوں کو تلاوت کرتے ہوئے زاروقطار رونے کے بارے میں بتاتے ہیں۔دعوت میں حد درجے کے صابر اور پختہ تھے،پوری زندگی گمنامی میں گزار دی،ظالم حکمران ہمیشہ آپ کو ستانے کے کوشش میں لگے رہے یہاں تک کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا بلاوا آ گیا اور آپ کا اجر اللہ ہی کے پاس ہے،آپ پر اللہ کی بے انتہا رحمتیں ہوں۔

آپ کی وہ تالیفات،کتابیں اور کتابچے جو حزب نے آپ ہی کے عہد میں شائع کیں:

1۔الاموال فی دولۃ الخلافۃ (ریاستِ خلافت میں ذرائع اموال)

2۔نظام الحکم کی توسیع اور تنقیح (کتاب اسلام کا نظامِ حکومت میں اضافاجات)

3۔الدیمقراطیۃ نظام کفر (جمہوریت نظامِ کفر ہے)

4۔حکم الشرع فی الاستنساخ ونقل الأعضاء وأمواخری (کلوننگ اور اعضاء کی پیوندکاری کا شرعی حکم)

5۔منہج حزب التحریر فی التغیر (تبدیلی لانے کے لیے حزب کا منہج)

6۔التعریف بحزب التحریر (حزب التحریر کا تعارف)

7۔ الحملۃ الامیرکیۃ للقضاء علی الاسلام (اسلام کو تباہ کرنے کی امریکی مہم)

8۔الحملۃ الصلیبیۃ لجورج بوش علی المسلمین (جارج بش کا مسلمانوں پر صلیبی حملہ)

9۔ھزات الاسواق المالیۃ (سٹاک مارکیٹ کا بحران اور اسلام کا اس کے متعلق حکم)

10۔حتمیۃ صراع الحضارات (تہذیبوں کا تصادم ناگزیر ہے)۔

اصول فقہ کے بڑے عالم عطاأبوالرشتۃ حزب التحریر کے موجودہ امیر

گیارہ صفر الخیر 1424ھ بمطابق 13.04.2003م کو حزب التحریر کے دیوان المظالم کے سربراہ نے اصول فقہ کے نامور عالم انجینئر (عطاء ابوالرشتہ)ابو یاسین کے حزب التحریر کے امیر منتخب ہونے کا اعلان کیا،جس کے بارے میں ہمیں اللہ سبحانہ وتعالی سے بھرپور امید ہے کہ ان کے ہاتھ سے اللہ کی مدد آئے گی،کیونکہ آپ نے دعوت کو عروج پر پہنچا دیا ہے اور انتظامی لحاظ سے بھی حزب کے کام کو انتہائی منظّم کر دیا ہے اور شباب کی

صلاحیتوں سے بھی بھرپور فائدہ اٹھایا ہے۔

آپ کی زندگی کے بعض پہلو:

عطاء بن خلیل بن أحمد بن عبدالقادر الخطیب أبو الرشتۃ، راجح قول کے مطابق آپ 1362ھ بمطابق 1943م کو فلسطین کے علاقے الخلیل کی ایک چھوٹی سی بستی (رعنا) کے ایک انتہائی دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ نے بچپن سے ہی فلسطین کی مصیبت اور یہودیوں کی جانب سے 1948 میں برطانوی پشت پناہی اور عرب حکمرانوں کی خیانت کی وجہ سے اس پر قبضے کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس کے بعد آپ اپنے گھر والوں کے ساتھ الخلیل کے قریب مہاجر کیمپ منتقل ہوگئے۔

آپ نے اپنی ابتدائی اور مڈل تعلیم اسی کیمپ میں حاصل کی، پھر ثانویہ مکمل کر کے الثانویہ الاولی (میٹرک) کی ڈگری 1959م میں الخلیل کے الحسین بن علی نامی سکول سے حاصل کی، پھر الثانویہ العامہ (مصری سلیبس کے مطابق) 1960 میں القدس الشریف کی الابراھیمی درسگاہ سے پاس کیا۔ اس کے بعد تعلیمی سال 1960/61 میں قاہرہ یونیورسٹی کے انجینئرنگ کالج میں داخلہ لیا اور 1966 میں انجینئرنگ میں بچلر کی ڈگری حاصل کر لی۔ آپ نے یونیورسٹی سے فراغت کے بعد کئی عرب ممالک میں بطور انجینئر کام کیا۔ سول انجینئرنگ سے متعلق آپ نے ایک کتاب بھی لکھی جس کا نام ''الوسیط فی حساب الکمیات ومراقبۃ المبانی والطرق'' ہے۔

آپ نے پچاس کی دہائی کے وسط میں مڈل سکول کی تعلیم کے دوران حزب التحریر میں شمولیت اختیار کی۔ اللہ کی راہ میں آپ کو ظالموں کے عقوبت خانوں میں وحشیانہ اذیتیں دی گئیں۔ آپ نے تنظیمی ڈھانچے میں تمام تنظیمی اور ادارتی ذمہ داریوں کو انجام دیا۔ آپ دارس، رکن، مشرف محلیہ کے نقیب، ولایہ کے رکن، معتمد، ترجمان امیر کے آفس کے رکن رہے اور پھر 11 صفر الخیر 1424ھ بمطابق 13.04.2003 سے اللہ کی مشیت سے حزب کی امارت کی ذمہ داری آپ کے کندھوں پر آ گئی۔ آپ ہمیشہ اللہ سے دعا گو ہوتے ہیں کہ اللہ آپ کو اس ذمہ داری کو احسن طریقے سے نبھانے کی توفیق دے۔

آپ کی مندرجہ ذیل اسلامی تالیفات ہیں:

1۔ سورہ بقرہ کی تفسیر جس کا نام ''التیسیر فی اصول التفسیر'' ہے

2- دراسات فی اصول الفقہ۔ تیسیر الوصول الی الاصول

3۔ اور کتابچے ہیں جن میں

ا ۔ الازمات الاقتصادیۃ (اقتصادی بحران) اس کی حقیقت اور اسلامی نقطہ نظر سے اس کا حل،

ب۔ الغزوۃ الصلیبیۃ الجدیدۃ فی الجزیرۃ والخلیج (جزیرہ عرب اور خلیج میں نئی صلیبی جنگ)

ج۔ سیاسۃ التصنیع وبناء الدولۃ صناعیا (صنعتی پالیسی اور ریاست کو صنعتی بنانا)

4۔ آپ نے اپنے عہد میں اب تک حزب کے لیے یہ کتابیں شائع کی:

ا) من مقومات النفسیۃ الاسلامیۃ (مضبوط اسلامی نفسیہ کی تشکیل)۔

ب) قضایا سیاسیۃ ۔ بلاد المحتلۃ (سیاسی مسائل۔ مقبوضہ علاقے)۔

ج) تنقیح وتوسیع کتاب مفاھیم سیاسیۃ۔

د) أسس التعلیم المنھجی فی دولۃ الخلافۃ (ریاستِ خلافت کی تعلیمی پالیسی کی بنیادیں)۔

ھ) أجھزۃ دولۃ الخلافۃ فی الحکم والادارۃ (ریاستِ خلافت کی حکومتی اور انتظامی تنظیم)۔

آپ اللہ سبحانہ وتعالی سے مدد اور اس امانت کو اس طریقے سے ادا کرنے کی توفیق کے لیے دعا گو ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند ہو اور اللہ تعالی خلافت راشدہ کے قیام کے ذریعے آپ کے ہاتھوں فتح عطاء فرمائے کیونکہ وہی سننے والا اور دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔

اپنے عہد میں آپ نے جو قابل دید اقدامات کیے ان میں سے ایک 28 رجب 1426ھ بمطابق 02.09.2005 کو 84 سال پہلے رونما ہونے والے خلافت کے انہدام کے دلخراش واقعے کی مناسبت سے امت مسلمہ سے حزب کی پرزور اپیل ہے، اس اپیل کو حزب نے انڈونیشیا سے شروع کر کے مشرق میں بحرالکاہل کے کناروں سے مغرب میں بحراوقیانوس کے ساحلوں تک نماز جمعہ کے اجتماعات میں پڑھ کر سنایا، اس اپیل کا اثر قابل دید تھا، اس کے علاوہ آپ تسلسل سے حزب کی کانفرنسوں، اجتماعات اور سیمناروں میں انتہائی واشگاف انداز میں حق کی آواز کو بلند کر رہے ہیں۔

آپ کے عہد امارت میں گزرے پہلے چند سال خیر سے بھرپور تھے۔ ہم اللہ سے اس خیر کے جاری رہنے اور اس میں اضافے کی امید کرتے ہیں، اللہ کے اذن سے حزب کے موجودہ امیر کے دور میں نصر کے امکانات کے واضح اشارے نظر آ رہے ہیں، آپ سے امیدیں وابستہ ہیں اور ممکن ہے کہ آپ ہی کے دور میں اللہ اپنی مدد کا فیصلہ فرمائیں۔

اس جلیل القدر امیر کا زہد وتقوی بھی اللہ کے فضل سے بے مثال ہے۔ اپنے مشن سے زبردست لگاؤ اور ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے انجام دینا آپ کا طرہ امتیاز ہے۔ آپ حزب کے انتظامی امور میں مختلف مناصب پر فائز رہتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں بہترین طریقے سے انجام دے کر اپنی قابلیت ثابت کر چکے ہیں۔ خصوصاً ترجمان، معتمد اور سابق امیر کے معاون کے طور پر کام کرتے ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ حزب کی قیادت کرتے ہوئے آپ کو اپنی تمام ذمہ داریوں کا ادراک اور احساس ہے۔ آپ تمام سرگرمیوں کی انتہائی متحرک انداز سے نگرانی کرتے ہیں، اسی وجہ سے شباب یہ محسوس کرتے ہیں کہ ان کا امیر ہر چھوٹے بڑے کام میں ان کے ساتھ اور ان کے درمیان ہے اور اسی بنا

بقیہ صفحہ نمبر 35

''ہفتۂ نوید بٹ رہا کرو''

11 مئی 2012 کو پاکستان میں حزب التحریر کے ترجمان نوید بٹ کو کیانی - زرداری حکومت کے غنڈوں نے اغواء کیا۔ اس مکروہ اغواء کے واقعے کو ایک سال ہوجانے پر حزب التحریر ولایہ پاکستان ''ہفتۂ نوید بٹ رہا کرو'' کا اعلان کرتی ہے۔ ہم، تمام مسلمانوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ 11 مئی 2013 تا 17 مئی 2013 کے دوران، پاکستان کی انٹیلی جنس ایجنسیوں بالخصوص ملٹری انٹیلی جنس(MI) اور انٹر سروسز انٹیلی جنس (ISI)، میں موجود اپنے رشتہ داروں، سابقہ ہم جماعتوں(class fellows)اور دوستوں سے رابطہ کریں اور ایجنسیوں کے افسران اور دیگر سٹاف تک ذیل میں درج پیغام، تحریری یا زبانی طور پر پہنچائیں۔

انٹیلی جنس ایجنسیوں کے افسران اور دیگر سٹاف کے نام

اسلام وعلیکم! 11 مئی 2012 کو پاکستان میں حزب التحریر کے ترجمان نوید بٹ کو پاکستان کی سیاسی اور عسکری قیادت میں موجود غدّاروں کے حکم پر اغواء کرلیا گیا۔ ان غدّاروں کا آقا امریکہ ہماری اسلامی سرزمینوں پر خلافت کی واپسی سے خوفزدہ ہے، وہ خلافت جو ان زمینوں سے امریکی وجود کو ہمیشہ کے لئے ختم کردے گی۔ پس اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے قہر کو دعوت دیتے ہوئے کہ وہ انہیں آلے، ان غدّاروں نے خلافت کے داعیوں کے خلاف اعلانِ جنگ کر کے اپنے بہت سے اور گناہوں میں مزید اضافہ ہی کیا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا:((قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ قَالَ مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ))'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا' جس نے بھی میرے ولی کو اذیت پہنچائی میں اس کے خلاف جنگ کا اعلان کروں گا''۔

پس غدّاروں کا یہ ٹولہ، آپ کی توجہ، امریکی راج کو درپیش '' اندرونی خطرے'' کی طرف مبذول کرانے میں مصروف ہے۔ دراصل امریکی راج کو درپیش خطرہ، بہادر اور قابل ترین بیٹوں کی قیادت میں یہ پوری مسلم امت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے نوید بٹ جیسے سولین کے اغواء اور بریگیڈیئر علی خان جیسے عسکری افسران کے کورٹ مارشل کے احکامات جاری کیئے۔ وہ آپ کے اداروں کو اپنی ذات کیخاطر ایسے غلیظ کاموں کا حکم دیتے ہیں جن کے نتیجے میں آپ لامحالہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی طرف سے سزا اور ان مسلمانوں کے رشتہ داروں کی بد دعاؤں کے حقدار بنتے ہیں جن کو آپ امریکہ کو خوش کرنے کے لئے اذیت دیتے ہیں، اغواء کرتے ہیں اور تشدد کا نشانہ بناتے ہیں۔

11 مئی 2012 کو پاکستان میں حزب التحریر کے ترجمان نوید بٹ کو کیانی- زرداری حکومت کے غنڈوں نے اغواء کیا۔ اس مکروہ اغواء کے واقعے کو ایک سال ہوجانے پر حزب التحریر ولایہ پاکستان ''ہفتۂ نوید بٹ رہا کرو'' کا اعلان کرتی ہے۔

جہاں تک آپ کا تعلق ہے، تو جان لیں کہ امریکی اس بات سے خوفزدہ ہیں کہ جب خلافت قائم ہو جائے گی جو کہ انشاء اللہ عنقریب ہے، تو آپ کے ادارے، یہ انٹیلی جنس ایجنسیاں، ایسے ہونگی کہ جیسا اسلام تقاضا کرتا ہے یعنی دشمن کے لئے باعث خوف اور اسلام کی برتری کا ایک عملی ذریعہ۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا:﴿وَلَن يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا﴾''اور اللہ کافروں کو مسلمانوں پر راہ (اتھارٹی) نہیں دیتا'' یہ خلافت ہی ہوگی جو آپ کو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا مقرب بنا دے گی تا کہ آپ عزت اور وقار کے ساتھ سر اٹھا کر چل سکیں۔

اس صورت حال میں آپ پر فرض ہے کہ آپ خلافت کے قیام کے لئے حزب التحریر کو نصرۃ دلانے میں اپنا کردار ادا کریں۔ یہی وہ خلافت ہے جو ہمارے مالک، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے فرض قرار دی گئی ہے اور جس کی بشارت ہمارے آقا، سیدنا محمد ﷺ نے دی:((ثم تكون ملكاً جبرية فتكونُ ما شاء الله ان تكون ثم يرفعُها اذا شاء ان يرْفعَها ثم تكونُ خلافة على منْهاج النبوة، ثم سكت))'' پھر تم پر جبری حکومت کا دور شروع ہوگا، تو جب تک اللہ چاہے گا یہ دور تم میں قائم رہے گا پھر جب اللہ چاہے گا اسے ختم کردے گا۔ پھر تم میں نبوت کے طرز پر خلافت قائم ہوگی اور پھر آپ ﷺ خاموش ہو گئے''۔

تاہم، اگر اس دنیا کی محبت اور موت کا خوف آپ کے آڑے آ رہا ہے اور اس فریضہ کی ادائیگی میں آپ کو سستی کا شکار کر رہا ہے تو کم از کم آپ نوید بٹ کی بازیابی کو یقینی بنائیں، وہ شخص جو اسلام کی خاطر موت سے محبت کرتا ہے جیسے کچھ اور لوگ اس زندگی سے محبت کرتے ہیں جو مختصر اور عارضی لذتوں والی ہے۔ اور جہاں تک نوید بٹ کی بازیابی کے لئے بہانے تلاش کرنے کی بات ہے تو فقط اسی بات پر غور کرلیں کہ روزِ جزا آپ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سامنے کیا بہانہ پیش کریں گے جب نوید بٹ آپ کے خلاف گواہی دیں گے۔

حزب التحریر **9 جمادی الاول 1434**
ولایہ پاکستان **21 مارچ 2013**

حقیقی تبدیلی نظام کی تبدیلی ہے نہ کہ چہروں کی تبدیلی

پاکستان کو ''صادق'' اور ''امین'' نظام کی ضرورت ہے، صرف ''صادق'' اور ''امین'' چہروں کی نہیں

ایک ایسے وقت میں جب برٹش کونسل نے ایک نیا سروے جاری کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ پاکستان کے نوجوانوں کی اکثریت اسلامی ریاست کے قیام کی حمائت اور جمہوریت کو مسترد کرتی ہے، پاکستان کا حکمران طبقہ، عدلیہ کی حمائت کے ساتھ، آئین کی دفعات 62اور63 کو استعمال کر کے قومی وصوبائی اسمبلی کے کئی متوقع امیدواروں کو نااہل قرار دے رہا ہے تا کہ اس مردہ اور دھتکارے ہوئے جمہوری نظام کو ایک بار پھر لوگوں کی امیدوں کا مرکز بنایا جاسکے۔ پریشانی کی حالت میں اٹھائے گئے اس انتہائی قدم کی وجہ نوجوانوں کی وہ سوچ ہے جس کی طرف برٹش کونسل کے جاری کردہ سروے میں اشارہ کیا گیا ہے جس کے مطابق پاکستان کے نوجوانوں کی 94 فیصد تعداد یہ سمجھتی ہے کہ ملک غلط سمت میں گامزن ہے اوروہ پاکستان میں حقیقی تبدیلی دیکھنا چاہتے ہیں۔ پاکستان کا حکمران طبقہ عرب بہار سے خوف زدہ ہے جس میں مسلم نوجوانوں نے کئی دہائیوں پرانے سیاسی نظام کے خاتمے میں ایک اہم کردار ادا کیا اس لیے یہ حکمران پاکستان کے نوجوانوں میں موجود جمہوری نظام کے خلاف نفرت کو محض چند چہروں سے نفرت کی جانب موڑ دینا چاہتے ہیں۔ قومی وصوبائی اسمبلیوں کے چندامیدواروں کو کرپشن اوجھوٹ کی بنیاد پرانتخابات کے کھیل سے باہر نکال کرحکمران عوام کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ کرپشن اور بدعنوانی چندافراد میں ہے نہ کہ اس جمہوری نظام میں جس کے تحت یہ حکمرانی کرتے ہیں۔ لیکن اس مسئلے کی حقیقت یہ ہے کہ کرپشن اور بدعنوانی اس جمہوری نظام کے خمیر میں ہے، وہ نظام جس کو پاکستان نے برطانوی استعمار سے وراثت میں حاصل کیا اور یہ جمہوری نظام ہی ہے جس نے ہمیشہ استعماری طاقتوں اور سیاسی و فوجی قیادت میں موجود ان کے ایجنٹوں کے مفادات کو ہی پورا کیا ہے۔ اسلام میں صرف اللہ سبحانہ وتعالی ہی قانون ساز ہیں اور انھوں نے قرآن میں حکمرانوں کے چننے کے معیار کو بیان کردیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالی فرماتے ہیں:

﴿وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَـٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾

''اور جو اللہ کی اتاری ہوئی وحی (قرآن) کے مطابق فیصلے نہیں کرتے تو وہ فاسق ہیں'' (المائدہ:47)۔

صرف اتنا ہی کافی نہیں ہے کہ ان لوگوں کو چن لیا جائے جو نیک ہیں اور جن کا ماضی داغدار نہیں اور پھر وہ اس قانون کے مطابق حکمرانی کریں جو اللہ سبحانہ وتعالی کا نازل کردہ نہیں ہے بلکہ اسلام نے ایسے نظام کا حصہ بننے کو ہی حرام قرار دیا ہے جس میں ہم نیک اور پارسا لوگوں کو چنیں تا کہ وہ ہم پر کفر قوانین کی بنیاد پر حکمرانی کریں۔ جمہوریت انسانوں کو قانون ساز قرار دیتی ہے جہاں اکثریت اپنی خواہشات کی بنیاد پر قانون سازی کرتی ہے۔ اسلام مسلمانوں کو اللہ کی دی ہوئی شریعت کے سوا کسی بھی دوسرے قانون یا شریعت کی بنیاد پر حکمرانی کرنے کو حرام قرار دیتا ہے اور اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ ہر قانون صرف اور صرف قرآن وسنت سے ہی لیا جائے۔ اللہ سبحانہ وتعالی فرماتے ہیں:

﴿فَاحْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ﴾

''ان کے درمیان اللہ کی اتاری ہوئی وحی کی بنیاد پر فیصلے کریں اوران کی خواہشات کی پیروی نہ کریں ایسا نہ ہو کہ یہ اس حق سے آپ کو موڑ دیں جو آپ کے پاس آچکا ہے'' (المائدہ:48)۔

پاکستان میں حقیقی تبدیلی محض چہروں کی تبدیلی سے نہیں آئے گی چاہے وہ ''صادق'' اور ''امین'' ہی کیوں نہ ہوں۔ پاکستان میں حقیقی تبدیلی اس وقت آئے گی جب ''صادق'' اور ''امین'' نظام یعنی خلافت کا نظام قائم ہوگا۔ ہم پاکستان کے عوام سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ محض چہروں کی تبدیلی کے اس تماشے کو مسترد کردیں اور کرپٹ جمہوری نظام کو اکھاڑ پھینکنے اور خلافت کے قیام کے ذریعے اسلام کے مکمل اور جامع نفاذ کا مطالبہ کریں۔

پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس

صفحہ نمبر 7 سے

ایجنٹوں کو بھی در گور کیا جائے گا، تب ہی بہایا گیا پاکیزہ خون اور پیش کی گئی عظیم قربانیاں تمہیں یاد رکھیں گی......اگر تم نے ایسا نہیں کیا اور سیکولر عوامی جمہوری حکومت کے لیے امریکہ کے آلہ کاروں کی عبوری حکومت کو قبول کیا تو تمہارا خون تمہارے پروردگار کے سامنے تمہاری شکایت کرے گا، تم بھی ایسے ہوگے ﴿كالتي نقضت غزلها من بعد قوة أنكاثا﴾ ''اس بوڑھی عورت کی طرح جس نے خوب کاتنے کے بعد خود ہی اپنے دھاگے کو کاٹ کر برباد کیا'' (النحل: 92)۔ ہم تمہارے بارے میں ہرگز یہ گمان نہیں کرسکتے کہ تم ایسے ہو گے۔ اللہ ہی نیکوکاروں کا نگہبان ہے۔

﴿انّ في ذلك لذكرى لمن كان له قلب أو ألقى السمع وهو شهيد﴾

''بے شک اِس میں اُس شخص کے لیے عبرت ہے جس کے پاس عقل ہو یا سن اور دیکھ سکتا ہو'' (ق:37)

حزب التحریر — **یکم جمادی الاولی 1434**

13 مارچ 2013

جمہوریت فرقہ واریت کو ختم نہیں بلکہ ہر قسم کے گروہی تعصب کو بڑھاتی ہے

صرف خلافت کا قیام ہی مسلمانوں کے تمام مسائل کا حل ہے

کراچی میں عباس ٹاؤن اور کوئٹہ میں ہزارہ مسلمانوں کے ہونے والے قتلِ عام پر پورے ملک میں عوام اور بلخصوص فقہ جعفریہ کے مسلمانوں کا ردعمل، قابلِ ستائش ہے۔ کیا شیعہ کیا سنی تمام لوگ حکومت کے فرقہ واریت کے ڈھنڈورے کو مسترد کرتے اور حکومت کو ہی عوام کے جان اور مال کے تحفظ میں ناکامی کا ذمہ دار ٹھہراتے نظر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس قتل و غارتگری کے خلاف ہونے والے شیعہ مسلمانوں کے طاقتور مظاہروں اور دھرنوں کا رخ کراچی میں بلاول ہاؤس تھا جہاں اس وقت صدر زرداری مقیم تھے نہ کہ سنی مساجد اور مدرسے۔

حکومت کی ہزارہ شیعہ مسلمانوں کے خون کی حفاظت میں بری طرح ناکامی نے ایک بار پھر ثابت کر دیا ہے کہ حکومت عوام کی امیدوں پر پورا اترنے میں ناکام ہو چکی ہے۔ یہ پہلی دفعہ نہیں ہوا، بلکہ جب بھی پاکستان کے غیور عوام نے کوئی بھی باہمت اور حوصلہ افزا قدم اٹھایا، یہ حکومت اس کے جوابی اقدام میں اس کے قریب بھی نہ بھٹک سکی۔

امت نے یہ دلیری اور اپنا جذبہ ایمانی اس وقت بھی دکھایا تھا جب ریمنڈ ڈیوس نے لاہور کے مصروف ترین چوک پر دو مسلمان نوجوانوں کو لقمہ اجل بنایا۔ اس سانحہ کے ساتھ ہی پاکستان کے ہر مکتبِ فکر کے لوگوں، چاہے تاجر ہوں یا طالبِ علم، وکلاء ہوں یا ڈاکٹر، سیاسی جماعتوں کے کارکنان ہوں یا پھر مدرسے کے طلباء، سب نے اپنے غم و غصے کا کھل کر اظہار کیا اور اس امریکی قاتل کو اپنے منطقی انجام تک پہنچانے کا مطالبہ کیا۔ لیکن حکومت بجائے اسکے کہ عوامی مطالبے پر کان دھرتی، اس نے اس بات کو یقینی بنایا کہ یہ قاتل درندہ با حفاظت امریکہ پہنچا دیا جائے اور جس تیزی اور پھرتی کے ساتھ اس پر عمل درآمد کیا گیا وہ سب ہمارے سامنے ہے۔ اور اسی طرح ایک بار پھر، ناموسِ رسالت کی شان میں گستاخی پر بننے والی فلم کے وقت ہوا، جب پاکستان کی عاشقِ رسول عوام نے اس گستاخانہ فلم اور امریکہ کے خلاف مظاہروں سے پاکستان کے ہر گلی کوچے کو بھر دیا، لیکن موجودہ جمہوری حکومت عوامی مطالبے پر معمولی سی حرکت دکھانے پر بھی ناکام رہی بلکہ ان مظاہروں میں امریکی سفارت خانے کی طرف پیش قدمی کرنے والے ۲۷ افراد کو موت کی نیند سُلا دیا گیا۔ اور یہ صرف موجودہ جمہوری حکومت کے ساتھ نہیں بلکہ ماضی میں ہر حکمران، چاہے جمہوری ہو یا آمر، عوام کی توقعات پر پورا اترنے، بلکہ عوامی مؤقف (stance) کے قریب بھٹکنے میں بھی ناکام رہا ہے۔

> اسلامی ریاست ذاتی یا گروہی مفادات سے بالاتر ہو کر شیعہ ہو یا سُنی، مسلم ہو یا غیر مسلم، بلوچ ہو یا پنجابی، حاکم ہو یا رعایہ، سب پر اسلام ایک ہی طرح سے نافذ کرتی ہے۔ لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنی پوری توانائی اس اسلامی ریاست کے قیام میں لگائیں جس سے نہ صرف ہم اپنی جان، مال، عزت و آبرو کی حفاظت کریں گے بلکہ انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر خالق اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بھرپور بندگی کا موقع فراہم کریں۔

اس طرح ہر موقعے پر حکومت کی ناکامی نے عوام کا تعلق ان حکمرانوں سے ہی نہیں بلکہ اس کفر جمہوری نظام سے ہی توڑ دیا ہے۔ جس کی مثال حال ہی میں ہونے والا PEW سروے ہے جس میں ایک سوال کے جواب میں 67% پاکستانیوں نے کہا کہ وہ جمہوریت کو اپنے مسائل کا حل نہیں سمجھتے۔ یہی نہیں بلکہ پاکستان میں ہر ہونے والی بربادی، دہشتگردی اور لوٹ مار کو ''جمہوریت کا انتقام'' کہا جاتا ہے اور یہ معقولہ تو عوام ہی نہیں بلکہ TV anchors تک میں سرائیت کر چکا ہے کہ ''لعنت ہو ایسی جمہوریت پر''۔ لیکن جب بھی لوگ اس منطقی انجام تک پہنچ جاتے ہیں کہ مسئلہ صرف چہروں کا نہیں بلکہ نظام کا ہے تو یہ موضوع چھیڑ دیا جاتا ہے کہ مسئلہ جمہوریت میں نہیں بلکہ حکومت میں ہے، اور انتخابات یا وسط مدتی انتخاب کے ذریعے آنے والی نئی حکومت ہی عوام کی امیدوں پر پورا اُتر سکتی ہے۔ اس کی تازہ مثال پاکستان کے سب سے بڑے نجی نیوز چینل GEO پر شروع ہونے والی مہم ہے جس میں مختلف عام فہم مثالوں سے لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کی جارہی ہے کہ مسئلہ جمہوریت میں نہیں بلکہ حکومت میں ہے۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ اس بات کا تعین کیا جائے کہ مسئلہ حکومتوں کا ہے یا نظام کا؟ کیا جمہوریت حقیقت میں نئے چہروں کے ساتھ مسائل حل کر سکتی ہے یا پھر نئے سرے سے اس جمہوری نظام سے ہی رجوع کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ جاننے کے لئے ضروری ہے کہ ہم جمہوریت کو اس کی بنیادوں سے دیکھیں کہ کیا جمہوری نظام اگلے 200 سالوں

میں بھی مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے؟ یا ہر آنے والے سال میں لوگ یہی احساس کریں گے کہ موجودہ حکمران سے تو پچھلا اچھا تھا، ایوب کا دور اچھا تھا، اگر یہ جمہوریت ہے تو مشرف زیادہ اچھا تھا وغیرہ۔

جمہوریت پر نظر ڈالیں تو پتا چلتا ہے کہ جمہوریت اپنے بانیوں کے مطابق: لوگوں کے لئے لوگوں کی خواہشات پر مبنی قوانین کے مطابق حکمرانی ہے۔ یعنی جمہوریت میں کچھ لوگ پورے معاشرے کے لئے قانون سازی کرتے ہیں جو ان کے اپنے ہی ترجمان ہوتے ہیں۔

لہٰذا جمہوریت میں اکثریتی بنیادوں پر عوام کے لئے قوانین کا تعین ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ جمہوریت میں اقلیتیں احساسِ محرومی کا شکار رہتی ہیں چاہے وہ رنگ، نسل، مذہبی، قومی یا کسی بھی اور بنیاد پر اقلیتیں ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ کے کالے، فرانس کے مسلمان، بھارت میں مانی پور یا تامل، یا پاکستان کے بلوچ یا بلوچستان کے ہزارہ۔ سب موجودہ صورتحال سے ناخوش ہیں، بلکہ ان میں سے زیادہ تر تو علیحدگی کا نعرہ بھی لگا چکے ہیں۔صرف یہی نہیں بلکہ جمہوریت میں حکومت بچانے کی حد تک تو اکثریت کی ناراضگی سے بچنے کی کوشش کی جاتی ہے، لیکن اکثریت حاصل کرنے کے لئے جو ذاتی یا سرمایہ داروں کا سرمایہ لگتا ہے، یا پھر اقتدار میں آنے کے لئے اہلِ قوت یا مغربی طاقتوں سے deals کی جاتی ہیں، جس کی وجہ سے یہ جمہوری حکومتیں اکثریتی رائے سے زیادہ اپنے ذاتی و سرمایہ دارانہ مفادات اور بیرونی طاقتوں کی رائے کو زیادہ اہمیت دیتی ہیں۔

یہی وجہ ہے جمہوریت درحقیقت اکثریت کو اقلیت پر مسلط کرنے کا، ذاتی یا سرمایہ دارانہ مفادات کو عوامی مفادات پر فوقیت دینے، اور عوامی خواہشات پر مغربی طاقتوں کے سامراجی منصوبوں کو ترجیح دینے کا نام ہے۔

یہی وجہ ہے کہ صرف حکومت ہی نہیں بلکہ جمہوریت ہی عوامی مفادات کے تحفظ میں ناکام ہے۔اسی لیے ریمنڈ ڈیوس کو تمام تر عوامی مظاہروں اور مطالبے کے باوجود امریکہ کے حوالے کردیا گیا۔ تو اس نظام میں رہتے ہوئے صرف بلوچستان حکومت کو معطل کردینے سے ہزارہ کے مسلمانوں کی جان اور مال کے تحفظ کا مسئلہ کیسے حل ہوسکتا تھا۔یہی وجہ ہے کہ ابھی 40 روز بھی نہیں گزرے تھے کہ ایک دفعہ پھر ہزارہ کے مسلمان اپنے جگر گوشوں کی میتیں لئے سراپا احتجاج تھے۔

باوجود اس کے کہ یہ واقعات امت کے فکری احساس میں اس بات کا اضافہ کرتے ہیں کہ موجودہ جمہوری نظام عوام کے مسائل کے حل میں بری طرح ناکام ہے، اور متبادل صرف ان کا دین اسلام ہی ہے جسکے سیاسی نظام پر مبنی حکمرانی ہی ان کے جان و مال کو تحفظ، اور امت کے مفادات کا تحفظ کرسکتی ہے جیسے اسلامی خلافت مدینہ میں اسلامی ریاست کے قیام سے لے کر ۲۸ رجب ۱۳۴۲ ہجری میں اپنے انہدام تک مسلمانوں کی سیاسی وحدت اور ڈھال تھی۔لیکن کچھ مغرب زدہ لوگ ان واقعات کو بھی جمہوریت کو حل گردانںنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔وہ ان واقعات کو فرقہ واریت کا رنگ دے کر یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان واقعات کی وجہ اسلام میں شیعہ سُنی اختلافات ہیں اور ان اختلافات کی موجودگی میں اسلام کے سیاسی نظام کی بات کرنا بعید القیاس ہے۔ پاکستان میں مساجد اور امام بارگاہوں کے باہر ہونے والے بم دھماکوں، کراچی میں اور کوئٹہ میں ہونے والی شیعہ اور سُنی ٹارگٹ کلنگ کو اپنے موقف کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔مزید برآں عراق میں شیعہ حکومت اور سُنی مزاحمت کار، بشار کی شیعہ حکومت کے خلاف سُنیوں کے مظاہرے، بحرین کی شیعہ اکثریت پر سُنی اقلیت کی حکومت، سعودی عرب میں شیعہ اقلیت پر وہابی علماء کے مظالم وہ مثالیں ہیں جو یہ مغرب زدہ افراد اسلام کے سیاسی نظام کے خلاف پیش کرتے ہیں۔خود مغربی اسکالرز اس نظریہ کا پرچار کرتے نظر آتے ہیں، 90 کی دہائی میں شائع ہونے والی Oliver Roy کی کتاب "The Failure of Political Islam" کے تجزئے میں یہ کہا گیا کہ ''شیعہ سُنی اختلافات اور فرقہ وارانہ تضاد کی وجہ سے ایک اسلامی عالمی ریاست کے قیام کی کوشش ناکامی کے سوا کچھ نہیں۔''

لہٰذا ان کا نظریہ یہ ہے کہ جس طرح جمہوریت، جو کہ سیکولرازم یعنی دین کی دنیا سے جدائی کے نظریہ پر قائم ہے، نے یورپ میں فرقہ وارانہ اختلافات اور جنگوں کا خاتمہ کیا بالکل اسی طرح صرف حقیقی جمہوری سیاسی نظام ہی مسلمانوں میں فرقہ وارانہ اختلافات کو ختم اور فرقہ وارانہ تخریب کاری کا سدباب کرسکتی ہے۔یعنی جس طرح یورپ نے دین سے دنیا کی جدائی کے نظریہ کو اپنا کر سیاست سے دین کو علیحدہ کر کے لوگوں کی خواہشات یا رائے کو اپنے قوانین کا منبع بنا کر فرقہ وارانہ اختلافات کا سیاسی یا اجتماعی زندگی سے خاتمہ کردیا بالکل اسی طرح جمہوریت کو من وعن اپنا کر سُنی اور شیعہ مسلمان سیاسی نظام میں ایک ساتھ زندگی گزار سکتے ہیں۔

یہاں سوال یہ اٹھتا ہے کہ جیسے مغرب جمہوریت سے پہلے اس بات پر متفق تھا کہ دنیاوی زندگی میں دین کا کوئی عمل دخل نہیں ہونا چاہئے، کیا مسلمانوں میں سیکولرازم پر ایسا کوئی اتفاق پایا جاتا ہے؟

اس سے پہلے کہ ہم مسلمانوں میں اس سیکولر تصور کی بنیادوں اور اتفاق کو تلاش کریں، یہ ضروری ہے کہ ہم یورپ میں فرقہ وارانہ تفریق اور سیکولر عقیدے پر اتفاق کی وجوہات کو سمجھیں۔

یورپ میں پندرھویں صدی عیسوی تک کیتھولک عیسائیوں کا زور تھا، عیسائیوں کے کیتھولک فرقے کا ماننا کچھ یوں ہے کہ پوپ خدا کی طرف سے منتخب مذہبی قیادت ہے جو معصوم اور خدا سے رابطے میں ہے یعنی ہر قانون سے بالا تر ہے۔ اس نظریہ سے پوپ یا چرچ کو عیسائی معاشرے میں ایک غیر معمولی اہمیت اور طاقت حاصل تھی جس کی وجہ سے یورپ میں کہیں تو براہِ

راست چرچ حاکم تھے یا کہیں بادشاہ چرچوں کی مدد سے حکومت کرتے یا پھر بادشاہ خود چرچ پر قابض ہو کر حکومت کرتے تھے۔

ان تینوں صورتوں میں چرچ، بادشاہ یا دونوں مل کر عوام پر قوانین نافذ کرتے اوران سب قوانین کو خدا کا حکم گردانتے اور خود قانون سے بالاتر رہتے۔ ان قوانین کے ذریعے عوام سے چرچ براہ راست وسیع ٹیکس وصول کرتے، سخت ترین سزاؤں کا نفاذ کیا جاتا، حکمرانوں کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کو خدا کے خلاف گردان کر سختی سے نمٹا جاتا ، اگر کوئی شخص حکمران کے اختیار کردہ فرقے سے ہٹ کر عیسائیت کا ہی کوئی اور فرقہ اختیار کرتا تو اسے نہ صرف عبادت سے روکا جاتا بلکہ ریاست کے زور پر بادشاہ کا اختیار کردہ فرقہ اختیا کروایا جاتا، سائنسدان جب چرچ کی کسی تعلیم کے خلاف کوئی بات کرتے تو انہیں قید کیا جاتا، تشدد کا نشانہ بنایا جاتا، اور ملک بدر کر دیا جاتا۔ چرچ خود تو زمین کے بڑے حصے اور طاقت پر قابض رہتا اور اس کا کچھ حصہ امیروں کو دیتا لیکن معصوم عوام کو آخرت میں شفاعت کے وعدے پر ہی صبر کرایا جاتا۔ چرچ کی دولت کا بہت بڑا حصہ جنت کی کنجیوں کی فروخت سے بٹورا جاتا۔ نتیجتاً یورپ نے ایک بد ترین مذہبی آمریت کا روپ دھرا ہوا تھا۔ جہالت، ظلم، جبر اور زیادتی کا دور دورہ تھا اور یورپ اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا۔

مذہب کے نام پر اس ظلم اور جبر نے یورپی عیسائیوں کے اندر یہ احساس بیدار کر دیا کہ یہ پادری جو خدا کے نام پر قوانین جاری کر کے ظلم و جبر ڈھاتا ہے یہ خدا کی طرف سے نہیں بلکہ اس کی اپنی ذاتی خواہش اور مفادات پر مبنی قوانین ہیں، اس لئے حاکمیتِ اعلیٰ پادری کے پاس نہیں بلکہ خدا اور اس کی کتاب کے پاس ہونی چاہئے اور اس احساس نے یورپ کی تاریخ میں ایک بڑی پروٹسٹنٹ تحریک کو جنم دیا جس کے بنیادی ستون یہ تھے:

صرف ایمان ہی نجات کا راستہ ہے۔ (justification by faith alone)

ہر شخص اتنا ہی عیسائی ہے جتنا کہ پادری۔ (priesthood of all believers)

بائبل کو حاکمیتِ اعلیٰ حاصل ہے۔ (primacy of the Bible)

یورپ میں پروٹسٹنٹ تحریک کے جنم کا مطلب ایک ہی تھا یعنی عیسائیت ارتھوڈکس یا کیتھولک چرچ سے باہر نکل جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اس تحریک کے ساتھ ہی یورپ میں ایک خونی انقلاب (معرکہ) کا آغاز ہو گیا جس کو "یورپ کی مذہبی جنگ" کہا جاتا ہے۔ یورپ کی مذہبی جنگ ، ان کئی جنگوں کے مجموعے کو کہا جاتا ہے جو 1524 سے لے کر 1697 تک مغربی اور شمالی یورپ میں پروٹسٹنٹ تحریک کے کھڑے ہونے کے بعد لڑی گئیں۔ ان جنگوں میں مشہور جنگیں جیسا کہ German Peasants War جس میں 100,000 سے زائد لوگ مارے گئے، "Eight ،French war of religion years war in low countires" اور 30years war شامل ہیں۔ ان جنگوں میں یورپ میں لاکھوں لوگ لقمہء اجل بنے۔ صرف 30years war کا ہی مطالعہ کیا جائے جس میں آسٹریا، فرانس، جرمنی، ڈنمارک اور سویڈن شامل تھے، تو پتا چلتا ہے کہ اس جنگ کے نتیجے میں اکیلے جرمنی کی آبادی 30% کم ہو گئی۔ برلن کے باہر جرمنی کی آبادی آدھی اور کچھ علاقوں کی صرف ایک تہائی رہ گئی۔ یہاں تک کہ صرف جرمنی میں 18,000 گاؤں اور 1500 چھوٹے شہر صفحہ ہستی سے مٹ گئے۔

St. Bartholomew's Day کی خونریزی میں رومن کیتھولک چرچ کے ماننے والوں نے 30,000 فرانسیسی پروٹسٹنٹ افراد کا قتلِ عام کیا۔ Pope Gregory XIII نے خونریزی کرنے والے رہنما کو تحفتاً سنہرا گلاب بھیجا اور کہا کہ "اسے لیپانتو کی پچاس جنگوں سے زیادہ خوشی اس قتل عام میں ہوئی ہے"۔ اس جنگ کو اس صدی کی سب سے خوفناک مذہبی جنگ قرار دیا جاتا ہے۔ اس قتل و غارت گری کے خلاف تنقید کرتے ہوئے ایک مغربی سکالر Howard Georinger کہتا ہے: "کیتھولک اور آرتھوڈکس پادری اس نسل کشی، جس میں درحقیقت عورتوں، بچوں اور مردوں کو صفحہ ہستی سے مٹایا گیا، کو روکنے یا تنقید کرنے میں بھی ناکام رہے جو عیسیٰؑ کی زندگی اور تعلیمات کے خلاف ہے۔"

اس قتل و غارت گری کا اختتام Treaty of Westphalia پر ہوا جس میں 109 پارٹیاں شامل تھیں جن میں کئی ممالک کے بادشاہ، نواب، تحریکیں اور چرچ شامل تھے۔ Treaty of Westphalia میں ویسے تو کئی نکات شامل تھے جن میں یورپ میں بننے والی نئی قومی ریاستوں اور ان کی سرحدوں کی تنظیم کے متعلق فیصلے کیئے گے تھے جو آگے چل کے دور جدید کی Nation state کے تصور کی بنیاد بنے لیکن اس معاہدے میں مزہبی آزادی سے متعلق جن چیدہ باتوں پر اتفاق ہوا وہ یہ تھیں:

(1) ہر حکمران کو اس بات پر اختیار ہوگا کہ وہ اپنی ریاست کے مذہب بنام کیتھولک یا پروٹسٹنٹ کا خود تعین کرے۔

(2) وہ عیسائی جو ایسی ریاست میں جن کا اختیار کردہ مذہب ریاست کا مذہب نہ ہو تو انہیں مخصوص اوقات میں عوامی مقامات پر اور اپنی مرضی کے مطابق ذاتی زندگی میں عبادات کرنے کی اجازت ہوگی۔

پروٹسٹنٹ اور کیتھولک عیسایئوں کے درمیان یہی Treaty of Westphalia آگے جا کر یورپ میں رجال دین اور رجال دنیا کے مابین حلِ وسط یعنی سیکولرازم کا موجب بنی۔ جیم میڈیسن (Jame Madison) نے 1821 میں اپنی کتاب Madisson to Schaffer میں لکھا ہے کہ "لوتھر نظریے (protestantism) نے چرچ اور ریاست کی جدائی کے جدید تصور کی بنیاد رکھی۔"

خلاصہ یہ کہ عیسائیت میں پادری کا خدا سے براہ

راست تعلق، پادری اور چرچ کی معصومیت، پادری اور چرچ کی قانون سے بالادستی، یورپ میں مذہبی عبادت میں فرقوں اور مسالک پر پابندی، فرقہ وارانہ جنگیں، پاپائیت کی انسانی مسائل کے حل میں ناکامی، لاکھوں یوروپی عیسائیوں کا قتلِ عام، درحقیقت وہ عوامل ہیں جو لوگوں کی، بالخصوص مذہبی فرقوں کی، دین اور دنیا کی جدائی کے تصور پر اتفاق کی بنیاد بنے۔ Miroslav Volf (Born Sept. 25, 1956) کے مطابق جو عصرِ حاضر کا نامور کیتھولک عیسائی دانشور اور خطیب ہے "جدید دور کو سیکولرزم سے ہم آہنگ کرنے کے پیچھے دراصل یورپ کی مزہبی جنگ کارفرما تھی"۔

لہٰذا جب رجالِ دین اور رجالِ دنیا ان حالات سے تنگ آکر سیکولزم کے حلِ وسط پر راضی ہوگئے تو اب سوال یہ تھا کہ وہ کون سا نظام ہے جو ریاست کو دین سے جدا کرکے عوامی خواہشات پر مبنی حکومت قائم کرے؟ اور جواب تھا ارسطو کا بنایا ہوا نظام جمہوریت۔

یورپ کی تاریخ کو جاننے کے بعد سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مسلمانوں میں یہ مسائل جو یورپ کے دین اور دنیا کی جدائی کے تصور پر اتفاق کا موجب بنے، موجود ہیں؟ یا پھر کسی بھی اور عوامل، چاہے شرعی نصوص ہی کی بنیاد پر، یورپ کے عیسائیوں کی طرح مسلمانوں میں دین اور سیاست کی جدائی پر اتفاق ہے۔

اگر تو مسلمانوں کے ہاں یہ مسائل ویسے ہی موجود ہوں جیسے یورپ میں تھے اور مسلمان یورپ کی طرح دین اور دنیا کی جدائی پر راضی ہوں، تو سیکولرازم یا اس سے نکلنے والا نظام جمہوریت جزوی ہی صحیح کچھ نہ کچھ حل دے سکتا ہے۔ لیکن اگر مسلمان چاہے شیعہ ہوں یا سُنی اس پر راضی نہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ فرقہ واریت کا حل جمہوریت ہو سکتا ہے۔

اولاً تو مسلمانوں میں یورپ کی طرح مسائل موجود ہی نہیں بلکہ مسلمان سنی اور شیعہ تو صدیوں اسلامی ریاست کے سائے تلے رہتے آئیں ہیں۔ مسلمانوں میں دین اور دنیا کی جدائی کے تصور پر اتفاق تو دور کی بات، مسلمانوں میں سیکولرازم کا تصور ہی حرام ہے۔ مسلمان چاہے شیعہ ہوں یا سُنی، ان کا نظریہ یہ ہے کہ اسلام ایک ضابطہ حیات ہے اور زندگی میں درپیش ہر مسئلے کا حل شریعت میں موجود ہے اور شرعی مصادر کو اپنے ہر عمل کی بنیاد بنانا فرض ہے۔

ہر معاملے میں شرعی مصادر کو احکام کی بنیاد بنانے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو اس دنیاوی زندگی میں درپیش ہر مسئلے چاہے اس کا تعلق سیاست سے ہو یا ملبوسات سے، اقتصاد سے ہو یا اخلاقیات سے، کا حل انسانوں کی مرضی کے بجائے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے بتائے ہوئے شرعی مصادر پر مبنی ہو۔ اس معاملے میں، یعنی شرع کو زندگی کے ہر عمل کے لئے بنیاد بنانا مسلمانوں کے دونوں ہی بڑے گروہوں میں ایک ہی انداز میں موجود ہے۔ اس سلسلے میں اہلِ سنت کی رائے اس حدیث کے مطابق ہے: "جو عمل ہم میں سے نہیں وہ عمل رد ہے۔" یعنی اعمال کی بنیاد اسلام پر ہی ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ان اعمال میں جو قطعیت کے ساتھ قرآن وسنت میں موجود ہیں، ان پر قرآن وسنت کے مطابق عمل کریں اور وہ اعمال جو ظنّی ہیں ان پر ایک مسلمان مجتہد کی رائے کی تقلید کرے۔

شیعہ اسلام میں بھی ہر عمل کا شرعی نصوص پر مبنی ہونا لازم ہے۔ جیسا کہ قدیم شیعہ علماء بیان کرتے ہیں شیخ مفید نے کہا ہے کہ "تمام احکام کی دلیل صرف تین سرچشموں میں محصور اور محدود ہیں: کتاب، سنت اور اقوال آئمہ اہل بیت"۔ شروع میں شیعہ علماء میں اجتہاد کا نظریہ موجود نہ تھا بلکہ ان کے نزدیک امام کی رائے ہی قرآن وسنت کی قطعی تشریح ہے، اس لئے اجتہاد کی ضرورت ہی نہیں جیسا کہ شیخ صدوق (المتوفی۔381 ہجری) کی رائے ہے کہ "اہلِ بیت کا علم یقینی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا علم یقینی ہے اور یہ اللہ کی مراد کو بیان کرتا ہے۔ اہلِ بیت کا یہ علم استخراج، استنباط اور استدلال پر مبنی نہیں"۔ لیکن بارہویں امام، محمد بن حسن العسکری کی 260 ہجری میں غیبات کے بعد شیعہ علماء میں یہ بحث رہی کہ اب احکامِ شرعی تک پہنچنے کے لئے اجتہاد کے دروازے کھولے جائیں یا پھر قرآن، سنت اور اہلِ بیت کے موجود اقوال پر ہی انحصار کیا جائے۔ لہٰذا پانچویں صدی ہجری میں اہل تشیع علماء نے اجتہاد کے دروازے کھول دیئے جیسا کہ:

۱۔ سید مرتضیٰ نے اپنے کتاب "الظاہر یا الی الاصول الشریعۃ"، جو شیعہ اصول کی پہلی کتاب ہے، میں اجتہاد کی تعریف یوں کی ہے: "اجتہاد کے لغوی معنی اس فعل کی وسعت و طاقت خرچ کرنے کے ہیں جس تک پہنچنے کے لئے مشقت اٹھانی پڑے۔۔ پھر یہ لفظ دلائل سے مشقت کے ساتھ احکام تک پہنچنے کے لئے استعمال ہونے لگا۔"

۲۔ محقق حالی جعفر بن حسن نے بھی سید مرتضیٰ کے اصولی موقف کی تائید کرتے ہوئے اپنی کتاب معارف الاصول میں لکھا ہے کہ: "احکام یا تو ان نصوص سے حاصل کئے جاتے ہیں جو قطعی طور پر معلوم ہوتے ہیں، یا پھر یہ اجتہاد و نظر کے محتاج ہوتے ہیں اور اختلافِ مصالح کی وجہ سے اجتہاد کا مختلف ہونا جائز ہے۔"

شرعی مصادر چاہے وہ ظنّی ہی کیوں نہ ہوں کی بنیاد پر اجتہاد یہ واضح کرتا ہے کہ مسلمان چاہے سُنی ہو یا شیعہ، ان کے نزدیک ہر معاملے کے حل کے لیئے منبع اسلامی مصادر ہی ہیں، لوگوں کی خواہش نہیں۔ لہٰذا مسلمان سرے سے سیکولر نظریے کے حامل ہیں ہی نہیں بلکہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نازل کردہ شرعی نصوص کے علاوہ کسی اور بنیاد کو عمل کے لئے حرام قرار دیتے ہیں۔

رہی بات ریاست اور دین کی جدائی کی تو سُنی علماء میں یہ اقوال مشہور ہیں کہ "خلافت دینی فرائض میں سب سے بڑا فرض ہے" یا "خلافت فرضِ اساسی ہے" اور امام ابن تیمیہ کی رائے میں تو "خلافت نہیں تو دین نہیں"۔ امام موودری نے بیان کیا ہے کہ "علماء میں اس بات پر اجماع ہے کہ ایسے شخص کی جوامت کے امور پر معمور ہو اطاعت

فرض ہے۔ ابنِ حزم نے کہا ہے کہ ''تمام اہلِ سنہ، تمام شیعہ اور تمام خارجی امامت کے فرض ہونے پر راضی ہیں''

جہاں تک شیعہ اسلام کا تعلق ہے تو شیعہ اسلام کا ماننا یہ ہے کہ نبی ﷺ کے بعد حکومت نبی ﷺ کے خاندان کے لوگوں یعنی فاطمہؓ اور علیؓ کے گھرانے کا حق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت علیؓ سے قبل خلفاء راشدین کو تو وہ تسلیم کرتے ہیں کیونکہ حضرت علیؓ نے ان کی بیعت کر لی، جیسا کہ ان روایات سے واضح ہے:

۱۔ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور کہا، اے برادرِ عم زاد: اگر آپ نے بیعت نہ کی تو ان مرتدین کے خلاف کوئی جہاد کے لئے نہیں نکلے گا، تو آپ (حضرت علیؓ) نے حضرت ابو بکرؓ کو پیغام بھیجا کہ وہ تشریف لائیں، جب حضرت ابو بکرؓ آئے تو آپؓ نے فرمایا: ''اللہ نے آپ کو جس خیر اور فضل سے نوازا ہے، ہمیں اس سے کوئی حسد نہیں، بات یہ تھی کہ ہمارا گمان تھا کہ اس میں ہمارا بھی حصہ ہے، جس کی وجہ سے ہم پر ظلم کیا گیا ہے''۔۔ پھر آپ نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کر لی، لوگوں نے کہا آپ نے بہت اچھا کیا، بہت درست فیصلہ کیا۔
(امام شریف مرتضٰی الشافعی)

۲۔ امام علی نے امیر معاویہ کے نام خط لکھا جس میں کہا ''مدینہ میں جو میری بیعت ہوئی ہے وہ آپ پر بھی لازم ہے۔۔ کسی حاضر کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ کسی اور کو منتخب کرے اور نہ کسی غائب کو کہ وہ اس بیعت کو رد کر دے۔ شوریٰ مہاجرین اور انصار کا حق ہے، جب وہ کسی کے بارے میں فیصلہ کر لیں اور امام کے نام سے موصوم کر دیں تو اللہ کی رضا بھی اسی میں ہے۔''

اس سے یہ ثابت ہے کہ اہلِ بیت اور شیعہ علماء اس بات پر متفق تھے کہ شوریٰ کے عمل میں جہاں اہلِ بیت شامل تھے وہ خلافتیں برحق اور صحیح ہیں۔ لیکن شیعہ علماء عموی خلفاء کو تسلیم نہیں کرتے، اور پورے عموی دور میں اہلِ تشیع، اہل بیت کا ساتھ دیتے اور ان کی حکمرانی کے لئے خروج اور اس کی تیاری میں مصروف نظر آتے ہیں۔ لیکن یہ بات عجیب اسلئے نہیں کیونکہ اموی خلفاء کے بازور طاقت میں آنے کی وجہ سے سنی علماء بھی کچھ خلفاء کو نہیں مانتے جن کی شرعی بیعت نہ ہوئی ہو۔ جیسا کہ امامِ اعظم ابو حنیفہ نے ابراہیم ابنِ عبداللہ جس نے خلیفہ منصور کے خلاف تحریک شروع کی تھی کی بھرپور تائید اور مالی مدد کی جس کی پاداش میں آپ کو قید کر دیا گیا، جہاں زہر دے کر آپ کو شہید کر دیا گیا۔

۲۶۰ ہجری میں جب شیعہ اثنا عشری کے مطابق، بارہویں امام محمد بن حسن العسکری غیبات میں چلے گئے تو ان کے بعد اہلِ تشیع علماء کئی دہائیوں تک اس نظریے پر رہے کہ بارہویں امام غیبات میں ہیں اور حکمرانی ان کا حق ہے، لہٰذا ان کے غیبات سے پردہ اٹھنے تک اہل تشیعوں کو اپنے آپ کو سیاست سے علیحدہ کر لینا چاہئے اور اس عرصے میں کسی قسم کی سیاسی تحریک میں شامل ہونا جائز نہیں۔ اور تقریباً 16ویں صدی عیسوی تک صورتحال ایسی ہی رہی، کچھ شیعہ علماء عباسی اور عثمانی خلافتوں میں شورا اور قضاء میں شامل تو ہوئے لیکن غیبات کے بعد اہل تشیعوں نے عموی طور پر سیاست میں حصہ نہ لیا اور گوشہ نشینی اختیار کی۔

16ویں صدی عیسوی بمطابق 1502 میں جب فارس، آذربائیجان اور عراق کے علاقوں میں صفوی حکومت قائم ہو گئی، اور صفوی حکمرانوں نے شیعہ اسلام کو اپنا ریاستی مذہب بنا لیا تو شیعہ علماء نے صفوی حکمرانوں کی حمایت کی۔ یہ وہ وقت تھا جب شیعہ مذہب نے بہت ترقی حاصل کی، ایران میں نجف اور اصفہان میں بڑے مدارس قائم کئے گئے، مرجع کا مقام امام کے نائب کے طور پر متعارف کرایا گیا اور شیعہ علماء صفوی حکمرانوں کی شوریٰ میں موجود رہے۔ صفوی حکمران ظاہری اعمال میں خواہ کیسے ہی ہوں لیکن ریاستی معاملات میں نفاذ اسلام کے مطابق ہی کرتے۔ کوئی بھی ریاستی فیصلہ شیعہ علماء کی رائے کے بغیر نہیں ہوتا تھا۔

18ویں صدی میں صفوی حکومت کے خاتمے کے بعد اور بیسویں صدی میں جب پہلوی حکومت ایران میں قائم ہوئی تو پہلوی حکمرانوں نے اپنے حکومتی فیصلوں میں شیعہ علماء سے مشاورت یا اجازت کے بجائے اپنے ذاتی فیصلوں کو ترجیح دی۔ یہی وجہ ہے کہ شیعہ مسلمان جو عباسی یا عثمانی خلفاء کی خلافت میں نظریہ انتظار کے قائل تھے اور خود کو سیاست اور ریاستی معاملات سے علیحدہ رکھے ہوئے تھے کیونکہ بہر حال اسلام کا نفاذ موجود تھا، پھر صفوی حکومت میں شیعہ فقہ کی فروغ اور ریاستی معاملات میں علماء کی آراء سے ان کے نزدیک اسلام کا نفاذ موجود تھا، لیکن صفوی حکومت کے خاتمے اور خلافت کے انہدام کے بعد اسلام کا نفاذ معدوم ہو چکا تھا، یہی وجہ ہے کہ شیعوں کے سیاسی نظریئے نے ولایتِ فقیہ کے تصور کو فروغ دلی سے قبول کر لیا، یعنی جب تک اسلام کا نفاذ کسی نہ کسی صورت موجود تھا، نظریہ انتظار جائز تھا لیکن اب جب کہ کفر کی حکومتیں قائم ہیں لہٰذا یہ لازم ہے کہ ایسا امیر یا حاکم موجود ہو جو اسلام کا نفاذ کرے۔ جیسا کہ درج ذیل روایتوں سے واضح ہے:

۱۔ شیخ محمد بن محمد مہدی نیراقی المتوفی 1245 ہجری نے ولایت الفقیہ کے نام سے کتاب لکھی، ''ہر وہ ولایت جو نبی اور امام کو حاصل ہے وہ فقیہ کو بھی حاصل ہے، سوائے اس کے جسے اجماع یا نص وغیرہ کی دلیل فقہاء کے دائرے سے خارج کر دے''۔

۲۔ شیخ رضا حمدانی 1310 ہجری نے مصباح الفقیہ میں لکھا ہے: ''۔۔فقیہ کے لئے ریاست اور ولایت کا منصب ثابت ہے، زمانہ غیبات میں فقیہ گورنروں کی طرح ہوتا ہے جن کو حاکم نے مقرر کیا ہوتا کہ رعایا ان کی طرف رجوع کر سکے اور ان کی اطاعت کر کے حکمران کی اطاعت کا ثبوت دے سکے''۔

20ویں صدی میں امام خمینی نے ایران میں ولایت الفقیہ کے تصور کو شیعہ کے اذہان میں اور واضح کیا اور دس سال کی تربیت اور ذہن سازی کے بعد اپنے ولایت الفقیہ کے تصور کو ایران میں نافذ

کرنے کے لئے سیاسی جدوجہد کا آغاز کیا۔امام خومینی نے ولایت الفقیہ کے تصور کو کچھ یوں بیان کیا:

۱۔''جو امامت کی دلیل ہے وہی ولی الامر کی غیبات کے بعد لازمی حکومت کی دلیل ہے،خصوصاً ان طویل سالوں میں اور شاید یہ کئی ہزار سالوں تک مزید طول اختیار کر جائے۔۔کیونکہ اس کے بارے میں صحیح علم اللہ کو ہی ہے''۔(کتاب البیع ۔امام خومینی)

۲۔امام خومینی نے جمہوریہ ایران کے صدر جناب علی خامنائی کو ایک خط لکھا جس میں کہا گیا تھا کہ :''حکومت رسول اللہ ﷺ کی ولایت مطلقہ کا ایک شعبہ ہے، اسلام کے اولین احکام میں سے ایک حکم ہے اور تمام احکام فروعہ یہاں تک کہ نماز، روزہ اور حج سے بھی مقدم ہے۔''

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ زندگی میں عمل کے لئے اسلام کے دونوں ہی بڑے گروہوں یعنی اہلِ سنت اور اہلِ تشیعوں کے ہاں اسلامی مصادر ہی بنیاد ہیں اور حکومت اور سیاست بھی اسلامی احکامات کے مطابق ہی ہیں، اور دین اور دنیا کی جدائی کا تصور دونوں ہی گروہوں میں موجود نہیں اور اسی بنیاد پر مسلمانوں نے 1342 سال حکومت کی ،جس میں سے 500 سال اسلامی ریاست دنیا کی طاقت ور ترین ریاست تھی تو اب ایک ہی سوال رہ جاتا ہے کہ بہرحال فقہی اختلافات کی موجودگی میں اسلام کے مطابق حکومت کیسے ممکن ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام میں شرعی دلائل کی بنیاد پر اختلاف جائز ہیں اور ایک مسلمان چاہے شیعہ ہو یا سنی وہ اسلامی دلائل پر مبنی کوئی بھی رائے رکھ سکتا ہے، چاہے وہ انفرادی زندگی میں ہوں یا اجتماعی۔ جہاں تک ان اختلاف کی بنیاد پر اعمال کا تعلق ہے،تو ہر مسلمان چاہے شیعہ ہو یا سنی اس کو انفرادی زندگی یعنی عبادات،مطعومات، ملبوسات اور اخلاقیات میں اس بات کی اجازت ہے کہ وہ جو رائے رکھے اسی کے مطابق عمل کرے۔اور جہاں تک اجتماعی معاملات کا تعلق ہے تو مسلمان شیعہ ہوں یا سنی اس بات کے قائل ہیں کہ خلیفہ یا ولایت الفقیہ کی رائے حتمی ہے اور اس کی رائے کا اتباع تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔سُنی علماء کے نزدیک یہ دلیل مشہور ہے کہ: حدیث رسول ﷺ ہے''جب کسی کو اپنے معاملات پر امیر بناؤ تو ہاتھ کا پھل اور دل کا معاملہ اس کے حوالے کر دو۔اگر کوئی امیر کی اطاعت سے ہاتھ کھینچے اور اسی حالت میں مر جائے تو وہ جہالت کی موت مرا''۔یہ اور اس جیسی دوسری کئی احادیث سے فقہاء نے یہ شرعی اصول وضع کیا ہے:**امر الامام یرفع خلاف** ''امام کا حکم اختلافات کو ختم کرتا ہے''۔

اس معاملے میں اہل تشیع علماء کی رائے یہ ہے:

۱۔امام خومینی نے ولایات کی دلیل کے لئے حضرت فاطمہ ؓ کے اس قول سے بھی استشہاد کیا ہے :''اطاعتِ ملت کے لئے نظام اور امامت اختلاف کو ختم کرنے کا ذریعہ ہیں۔''(کتاب البیع)

۲۔سید محمد رضا،امام علی بن موسیٰ کی طرف سے منصوب اس قول سے استدلال کرتے ہیں: ''۔اس قائد کا وجود لازمی ہے اور اس نگہبان کا حکم ضروری ہے، جسے ریاست کی ولایات اور امت کی قیادت حاصل ہو،یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر معاشرے میں لوگوں کے تمام طبقات اپنے متنازعہ امور کے حل کے لئے اپنے قائد کی طرف رجوع کرتے ہیں۔''(الحدایہ الامن لاال ولایہ)

مزید برآں، اسلامی ریاست کسی ایک مذہب کو ریاستی مذہب نہیں بناتی بلکہ ہر معاملے میں خلیفہ اسلامی دلیل کی بنیاد پر مضبوط ترین رائے کی تبنی کرتا ہے اور پوری امت پر اس کی رائے کی اطاعت لازمی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان چاہے کسی بھی خطے سے ہوں، چاہے جو بھی فقہی رائے رکھتے ہوں،امن و سکون اورعزت و وقار کے ساتھ اسلامی ریاست میں رہتے رہے اور کبھی انہوں نے اسلام کو زندگی سے ترک کر کے انسان کو خدا بنانے کا نظریہ پیش نہیں کیا،تو یہ کیسے ممکن ہے کہ آج مسلمان ان مغرب زدہ لوگوں کی رائے پر اسلام کو زندگی سے ترک کر کے سیکولر نظریہ اپنالیں۔

صرف یہی نہیں ، ماضی میں اسلامی ریاست نے غیر مسلموں کو اسلامی ریاست میں رہتے ہوئے عبادات، مطعومات، ملبوسات، اور شادی کے معاملات میں اجازت دی کہ وہ جس طرح چاہیں اپنی زندگی میں ان اعمال کو اپنائیں۔مغربی معاشرہ ،جو مذہب کے نام پر عیسائی پادریوں اور بادشاہوں کے ظلم اور جبر کا شکار تھا، جو صرف پستی ہی کی طرف بڑھ رہا تھا، ان کے لئے دین کو دنیا سے جدا کرنے کا حل وقتی، جزوی اور مذہبی طور پر تو فائدہ مند ہوسکتا ہے۔لیکن مسلمان، جنھوں نے اپنے دین کے ساتھ صرف اور صرف عروج ہی دیکھا ہے،ان کے لئے کبھی بھی حل سیکولرازم نہیں ہوسکتا۔

رہی بات کوئٹہ میں رہنے والے ہزارہ مسلمانوں کے قتلِ عام اور ان کے جان اور مال کے تحفظ کی،تو نہ ان کے مسائل کی وجہ مسلمانوں میں فرقہ وارانہ اختلاف ہے، نہ کبھی وہ یا اسلام کا کوئی بھی مسلک اسلام کو ریاست کی بنیاد سے ہٹانے پر راضی تھے اور نہ ہوں گے۔ بلکہ ان کے مسائل اور مصائب کا ذمہ دار مغربی جمہوری سرمایہ دارانہ نظام ہے، جو کبھی ان مسائل کو حل نہیں کرسکتا چاہے جتنی بھی حکومتیں تبدیل کر لی جائیں۔کیونکہ یہ جمہوری نظام صرف اکثریتی گروہ ، ذاتی، سرمایہ دارانہ اور عالمی طاقتوں کے مفادات کا محافظ ہے۔ ہزارہ مسلمانوں کو انصاف صرف اسلام کا وہ نظام دے سکتا ہے جو اکثریت یا اقلیت، قومیت، مذہب، جنس، رنگ اور نسل سے بالاتر ہو کر ہر انسان کو انصاف فراہم کرتا ہے کیونکہ اسلامی ریاست ذاتی یا گروہی مفادات سے بالاتر ہو کر شیعہ ہو یا سُنی ،مسلم ہو یا غیر مسلم، بلوچ ہو یا پنجابی، حاکم ہو یا رعایہ، سب پر اسلام ایک ہی طرح سے نافذ کرتی ہے۔لہذا ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنی پوری توانائی اس اسلامی ریاست کے قیام میں لگائیں جس سے نہ صرف ہم اپنی جان ،مال ،عزت و آبرو کی حفاظت کریں گے بلکہ انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر خالق اللہ سبحانہ وتعالی کی بھرپور بندگی کا موقع فراہم کریں۔

((لایلدغ المؤمن من جحر واحد مرتین))

’’مؤمن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا‘‘ (حدیث بخاری)

پاکستان کے مسلمان موجودہ نظام کے ہاتھوں دو مرتبہ نہیں بلکہ بے شمار دفعہ ڈسے جا چکے ہیں۔ ہر مرتبہ فوجی بغاوت یا انتخابات کے بعد کچھ نئے چہرے سامنے آتے ہیں اور لوگ پچھلے حکمرانوں کو بددعائیں دیتے ہیں۔ لیکن کچھ ہی عرصہ گزرتا ہے کہ یہ نئے حکمران پہلے والوں سے زیادہ بھیانک اور خوفناک نظر آنے لگتے ہیں۔ درحقیقت موجودہ نظام میں یہ صلاحیت ہی موجود نہیں کہ یہ لوگوں کے معاملات کی دیکھ بھال کر سکے اور اور جو حقوق اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انسانوں کو عطا کیے ہیں انھیں رنگ، نسل، زبان، جنس یا مذہب کی تفریق کے بغیر فراہم کر سکے۔

پاکستان کا موجودہ نظام برطانوی راج کے چھوڑے ہوئے اسی نظام کا تسلسل ہے جو اس نے برصغیر پر اسلام کی حکمرانی کو ختم کر کے نافذ کیا تھا۔ اگرچہ مسلمانوں نے اپنا بابرکت خون نچھاور کرتے ہوئے اسلام کے نام پر پاکستان بنایا، لیکن یہ برطانیہ کی پارلیمنٹ ہی تھی جس نے آزادیٔ ہند ایکٹ 1947 کے تحت پاکستان کے لیے ابتدائی قانون سازی کی تھی۔ اور اگرچہ پاکستان نے اپنا پہلا آئین 1956ء میں بنایا لیکن اس آئین اور اس کے بعد آنے والے تمام آئین بشمول 1973 کا آئین، دراصل برطانیہ کے سیکولر قانون کی بنیاد پر ہی بنائے گئے ہیں۔ اور اگرچہ سیکولرازم کی سوچ دہریت سے اس لحاظ سے مختلف ہے کہ سیکولرازم خالق کے وجود کا یکسر انکار نہیں کرتا لیکن دہریت کی مانند سیکولرازم میں بھی انسانوں کے معاملات سے متعلق حلال وحرام کے تعین کا اختیار اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بجائے خود انسان کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ سیکولرازم انسانوں کو اس بات کا حق اور اختیار دیتا ہے کہ وہ چاہیں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت کریں اور چاہیں تو نافرمانی کریں، جبکہ اللہ یہ اعلان فرما چکا ہے کہ ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ﴾ ’’اللہ اور رسول جب کوئی فیصلہ کر دیں تو کسی مؤمن مرد اور عورت کے لیے اس فیصلے میں کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔ (یاد رکھو) جو بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا‘‘ (الاحزاب:36)۔

پاکستان کا سیکولر آئین ہی اس جمہوری حکومتی نظام کو جنم دیتا ہے جو یہ قرار دیتا ہے کہ اسمبلیوں میں موجود مرد اور خواتین ہی اقتدارِ اعلیٰ کے مالک ہیں اور وہ اپنی مرضی اور خواہشات کی بنیاد پر قانون سازی کر سکتے ہیں جبکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرما چکے ہیں کہ ﴿وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ﴾ ’’اور یہ کہ (آپ ﷺ) ان کے درمیان اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات کے مطابق فیصلہ کریں اور ان کی خواہشات کی پیروی کبھی نہ کیجئے گا۔ اور ان سے محتاط رہیں کہ کہیں یہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ بعض (احکامات) کے بارے میں آپ ﷺ کو فتنے میں نہ ڈال دیں‘‘ (المائدہ: 49)۔ یہ پاکستان کا جمہوری نظام ہی ہے جو کسی بھی حکمران، وزیر یا رکن اسمبلی کو یہ حق دیتا ہے کہ اگر وہ چاہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو ممنوع قرار دے دے اور جس چیز کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اسے جائز کر دے۔ گویا جمہوریت اللہ سبحانہ تعالیٰ کی بجائے انسانوں کو انسانوں کا معبود بنا دیتی ہے۔ یہ وہی صورتِ حال ہے کہ جس کی طرف بیہقی کی یہ حدیث اشارہ کرتی ہے: عدی بن حاتم نے بیان کیا کہ ’’میں نبی ﷺ کے پاس اس حال میں آیا کہ میں نے سونے کی صلیب پہن رکھی تھی تو میں نے نبی ﷺ کو سورۃ التوبہ کی یہ آیت تلاوت فرماتے ہوئے سنا: اتَّخَذُواْ أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَاباً مِّن دُونِ اللّٰه ان (یہود و نصاریٰ) نے، اللہ کے ساتھ ساتھ، اپنے مذہبی پیشواؤں اور راہبوں کو بھی رب بنا لیا تھا (توبہ: 31) میں نے کہا ’یا رسول اللہ ﷺ وہ تو ان کی عبادت نہیں کرتے‘۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: **اجل و لکن یحلون لهم ما حرم اللّٰه فیستحلونه و یحرمون علیهم ما آحل اللّٰه فیحرمونه فتلک عبادتهم لهم** ’’ہاں لیکن جب وہ (مذہبی پیشوا) ان کے لیے کسی چیز کو حلال کر دیتے تھے، جس کو اللہ نے حرام کیا ہو، تو وہ اسے حلال مان لیتے تھے اور جب وہ (مذہبی پیشوا) کسی چیز کو حرام کر دیتے تھے، جس کو اللہ نے حلال کیا ہو، تو وہ اسے حرام مان لیتے تھے‘‘۔

پاکستان کے آئین میں موجود قراردادِ مقاصد بھی سیکولر جمہوریت کے اس مسئلے کو حل نہیں کر سکتی کہ جمہوریت میں انسانوں کے تمام معاملات پر اللہ کی بجائے انسان کو ہی فیصلہ کرنے کا حق اور اختیار حاصل ہوتا ہے۔ پس اگرچہ قراردادِ مقاصد اس بیان کے ساتھ شروع ہوتی ہے کہ ’’تمام کائنات کی حاکمیت اعلیٰ صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کے لیے ہے‘‘، لیکن اگلی ہی سانس میں یہ قرارداد اس حاکمیت اعلیٰ کو فوراً انسانوں پر مشتمل آئین ساز اسمبلی کو منتقل کر دیتی ہے۔ اس بات کی قرآن و سنت سے کوئی دلیل نہیں؛ بلکہ اسلام تو تاکید کرتا ہے کہ اقتدار اعلیٰ صرف اور صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے ہی ہے۔ جہاں تک آئین کی دفعہ 227 کا تعلق ہے جو اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ موجودہ تمام قوانین کو اسلام کے احکامات کے

مطابق ڈھالا جائے گا تو درحقیقت یہ دفعہ بھی اسمبلی کو اس معاملے میں اختیار دیتی ہے اور اسے پابند نہیں بناتی۔ لہٰذا یہ پاکستان کی سیکولر جمہوریت ہی ہے جس نے پچھلی چھ دہائیوں میں آنے والی ہر حکومت کو اس بات کی اجازت دی کو وہ اسلام کے تمام نہیں تو اکثر احکامات کے نفاذ کو پسِ پشت ڈال دے جبکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَن يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ﴾ ”کیا تم بعض احکام پر ایمان رکھتے ہو اور بعض کا انکار کرتے ہو؟ تم میں سے جو بھی ایسا کرے اس کی سزا اس کے سوا کیا ہے کہ دنیا میں رسوائی اور قیامت کے دن سخت عذاب کی مار“ (البقرۃ:85)۔

اے پاکستان کے مسلمانو! پاکستان سے لے کر مصر تک اور ترکی سے لے کر انڈونیشیا تک استعماری کفار نے ہی جمہوریت کو متعارف کرایا اور اسے اپنی وراثت کے طور پر ہمیں منتقل کیا، جو اس امت کو اسلام اور اس کے نظامِ حکومت یعنی خلافت سے دُور رکھے ہوئے ہے۔ یہ ایک سیاہ جھوٹ ہے کہ اس نظام کے تحت تسلسل سے انتخابات سے تبدیلی آسکتی ہے۔ اس قول کا مقصد صرف اس کفریہ نظام کو گرنے سے بچانا ہے۔ جو بھی اس جمہوری نظام کا حصہ بنے گا وہ کوئی تبدیلی نہیں لا سکتا چاہے وہ کتنا ہی نیک و پارسا ہو یا کتنے ہی طویل عرصے کے لیے حکمرانی کرلے۔ اب یہ ہم پر لازم ہے کہ ہم اس بدبودار نظام سے منہ موڑ لیں اور اسلامی ریاستِ خلافت کے قیام کے لئے متحرک ہو جائیں۔

یاد رکھیں کہ یہ صرف خلافت ہی ہے کہ جس میں اقتدارِ اعلیٰ مکمل طور پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے ہوتا ہے۔ یہ صرف خلافت ہی ہے جس کا آئین صرف اور صرف قرآن وسنت سے اخذ شدہ ہوتا ہے اور اس میں کسی غیر اسلامی قانون کی ملاوٹ نہیں ہوتی۔ نہ تو منتخب خلیفہ اور نہ ہی مجلسِ امت کے منتخب مرد و خواتین حضرات کے پاس اپنی مرضی سے اسلام کی طرف رجوع کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہوتا ہے کیونکہ ان کے لئے اسلام کی طرف رجوع کرنا لازمی ہوتا ہے۔ یہ صرف خلافت ہی ہے کہ جس کے آئین کی تمام دفعات کو صرف اور صرف قرآن وسنت سے اخذ کیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ صرف خلافت ہی ہے جو تعلیمی پالیسی، خارجہ پالیسی، معیشت، عدلیہ، شوریٰ، حکمرانوں کے احتساب اور ان کی سبکدوشی سمیت تمام معاملات میں اسلام کے احکامات کے نفاذ کو یقینی بناتی ہے۔ پس صرف خلافت ہی وہ ریاست ہوگی جو ہمارے تمام معاملات کو اسلام کے احکامات کے مطابق طے کرے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (كَانَتْ بَنُو إِسرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الأنبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعدِي، وَسَتَكُونُ خُلَفَاءُ فَتَكثُرُ، قَالُوا: فَمَا تَأمُرُنَا؟ قَالَ: فُوْا بِبَيْعَةِ الأَوَّلِ فَالأَوَّلِ) ”بنی اسرائیل کی سیاست انبیاء کرتے تھے۔ جب کوئی نبی وفات پاتا تو دوسرا نبی اس کی جگہ لے لیتا، جبکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، بلکہ کثرت سے خلفاء ہوں گے۔ صحابہؓ نے پوچھا: آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم ایک کے بعد دوسرے کی بیعت کو پورا کرو“ (مسلم)۔

جان رکھیں کہ پاکستان میں قیادت کا کوئی فقدان یا بحران نہیں ہے، اگر آپ اس کرپٹ نظام سے منسلک اور اس نظام میں داخل ہونے کے لئے قطار میں لگی قیادتوں سے ہٹ کر نگاہ ڈالیں تو آپ دیکھ لیں گے کہ حزب التحریر خلافت کے قیام میں ہماری قیادت کرنے کے لیے ہمارے درمیان میں موجود ہے۔ حزب التحریر نے 191 دفعات پر مشتمل آئین تیار کیا ہے جس کی ہر دفعہ کے لیے حزب نے قرآن وسنت سے تفصیلی دلائل بھی بیان کیے ہیں۔ حزب نے ایسی کتابوں کا ایک پورا ذخیرہ ترتیب دیا ہے جو زندگی میں درپیش مختلف مشکلات اور معاملات کے اسلام سے حل، اس کی تفصیلات اور اس کے نفاذ کے تفصیلی طریقہ کار کو بیان کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ حزب التحریر نے کثیر تعداد میں ایسے قابل، باخبر، باشعور اور جاں نثار مرد اور خواتین تیار کیے ہیں جو خلافت کے قیام کے بعد خلیفہ کو اسلام کی بنیاد پر حکمرانی میں معاونت فراہم کریں گے اور اسلام کے مکمل اور بھرپور نفاذ کے لیے خلیفہ کا سخت احتساب بھی کریں گے۔ حزب التحریر دنیا کی سب سے بڑی جماعت ہے جو پوری مسلم دنیا میں تمام مسلم ریاستوں کو ایک ریاست خلافت کے تحت وحدت بخشنے کے لیے کام کررہی ہے۔اور یہ حزب زبردست سیاسی بصیرت رکھنے والے فقیہوں سے بھری پڑی ہے جیسا کہ اس کے امیر شیخ عطا ابو رشتہ جنھیں یہ صلاحیت، ذہانت اور تجربہ حاصل ہے کہ وہ اس امت کی قیادت کرسکیں۔ جو سوال باقی رہ جاتا ہے وہ یہ ہے کہ ”ہم خلافت کے قیام کے لیے حزب التحریر کی مدد کس طرح کرسکتے ہیں“، تو اس کا جواب یہ ہے:

ہماری پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ کفر پر مبنی جمہوری اور آمرانہ نظام کے خلاف حزب التحریر کی آواز میں اپنی آواز کو شامل کریں: حزب کی اس مہم کا حصہ بن جائیں جو وہ پورے ملک میں انسانوں کے بنائے ہوئے جمہوری اور آمرانہ نظام سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے چلا رہی ہے۔ ہر اس جماعت اور سیاست دان کا کڑا احتساب کریں جو ہمیں اس کرپٹ نظام میں شامل ہونے کی دعوت دیتا ہے اور انھیں اس بات کی نصیحت کریں کہ وہ حزب التحریر سے رابطہ کریں اور حقیقی تبدیلی یعنی خلافت کے لیے کام کریں۔

ہماری دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم خلافتِ راشدہ کے قیام کے لیے حزب التحریر کی آواز میں اپنی آواز شامل کریں: حزب التحریر میں فوراً شمولیت اختیار کریں اور اسلام کے خالص افکار سے اپنی ذہنوں کی آبیاری کریں تاکہ ہم سب مل کر خلافت کو دوبارہ قائم کریں۔ حزب التحریر میں یہ بھرپور صلاحیت موجود ہے کہ وہ آپ کی اسلام کے

بقیہ صفحہ نمبر 31

جمہوریت کو ختم کرو اور خلافت کو قائم کرو

جمہوریت بذات خود پاکستان کی سالمیت پر ایک ڈرون حملہ ہے

بدھ کے روز پاکستان کی حدود میں ایک اور ڈرون حملہ اس بات کی ایک خونی یاددہانی ہے کہ کیانی کسی بھی صورت مشرف سے کم غدار نہیں اور جمہوریت نے تمام غداروں کو اس ملک اور اس کی عوام کی قسمتوں کے ساتھ کھیلنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ کئی سالوں تک انکار کرنے کے بعد جنرل پرویز مشرف نے 12 اپریل 2013 کو سی۔این۔این کو ایک انٹرویو میں اس بات کی تصدیق کردی کہ اس نے ہمارے ملک پر ڈرون حملوں کی اجازت دی تھی۔ درحقیقت 2004 سے اب تک ہزاروں مسلمان شہری سیاسی وفوجی قیادت میں موجود غداروں کی بھرپور معاونت سے ہلاک کیے جاچکے ہیں۔

یہ غداری جمہوریت کے باعث ممکن ہوئی کیونکہ اس نظام میں قرآن وسنت کے احکامات کو نظرانداز کر کے قانون سازی کی جاسکتی ہے۔ لہٰذا فوجی قیادت میں موجود غداروں نے جمہوریت کے مرہون منت امریکی سینٹرل کمانڈ کے سربراہ فالین سے مستقل ڈرون حملے جاری رکھنے کی درخواست کی۔ فروری 2008 کے ایک امریکی کیبل کے مطابق ''کیانی نے مطالبہ کیا کہ فالین جنگ زدہ علاقے میں مستقل ڈرون طیاروں کی مدد فراہم کریں''۔ اور جمہوریت نے ہی سیاسی قیادت میں موجود قیادت کو کیانی کی غداری پر پردہ ڈالنے کی اجازت دی۔ اگست 2008 میں اس وقت کے وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی نے پاکستان میں امریکی سفیر این پیٹرسن سے کہا کہ ''ہم قومی اسمبلی میں احتجاج کریں گے اور پھر اس معاملے کو بھول جائیں گے''۔ جمہوریت بذات خود پاکستان، اسلام اور اس کی امت پر ایک ڈرون حملہ ہے۔

یقیناً مشرف اس قدر گھٹیا اور سستا بکاؤ مال ہے کہ پاکستان میں موجودہ چیف امریکی ایجنٹ کیانی کو بچانے کے لیے ڈرون حملوں کی اجازت دینے کے معاملے کو خود اپنے سر لے لے۔ لیکن یہ حقیقت اپنی جگہ قائم رہتی ہے کہ غداری کا یہ سلسلہ اس وقت تک چلتا رہے گا جب تک پاکستان میں جمہوری نظام قائم ودائم ہے۔ اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ جمہوری نظام میں کون حکومت میں آتا ہے کیونکہ قوانین ہمیشہ مغربی استعمار اور امریکہ کی خواہشات اور ضروریات کے مطابق ہی بنتے رہیں گے۔ یہ بات اس صورت حال سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ وہ جماعتیں جو جمہوریت کے اس شرمناک کھیل میں اقتدار کے حصول کے لیے اپنی صفوں کو ترتیب دے رہی ہیں ان میں کسی کے بھی منشور میں ان کی پالیسیوں اور خواہشات کے حوالے سے قرآن وسنت کی کوئی ایک دلیل بھی نہیں دی گئی۔ لہٰذا اگر جمہوریت میں ان میں سے کوئی بھی جماعت اقتدار میں آجاتی ہے تو وہ بھی مشرف اور کیانی ہی ثابت ہوں گے کیونکہ جمہوریت ان کے کھلے اور واضح حرام کو 'حلال' بنانے کا نام ہے۔

حزب التحریر مسلمانوں کو یقین دلاتی ہے کہ خارجی تعلقات میں اس شرمناک تذلیل کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک ہم ریاست خلافت سے محروم رہیں گے۔ صرف خلافت ہی اسلام کو مکمل طور پر نافذ اور خطے سے امریکہ کی موجودگی اور اثر ورسوخ کا مکمل خاتمہ کرے گی۔ اور حزب التحریر ہی پوری امت میں وہ واحد جماعت ہے جو اپنے وعدوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ حزب التحریر کے پاس آئین اور کتابوں اور دستاویزات کا خلافت کے نظام پر وسیع ذخیرہ، جن کی بنیاد صرف اور صرف قرآن وسنت ہے، موجود ہے جسے وہ خلافت کے قیام کے پہلے منٹ سے نافذ کرے گی۔ پوری دنیا میں یہ واحد سیاسی جماعت ہے جس کو مغربی استعماری طاقتوں کے ناپاک عزائم کو بے نقاب کرنے، انھیں چیلنج کرنے اور انھیں ناکام بنانے کا چھ دہائیوں کا تجربہ حاصل ہے۔ اس کے پاس بہادر، جرأت منداور باصلاحیت سیاست دانوں اور فقہاً کی ایک فوج موجود ہیں جو اسلام کو مکمل طور پر نافذ کرے گی اور جس کے متعلق پاکستانی پریس نے درست لکھا ہے کہ حزب کے پاس ایک Shadow government موجود ہے جو حکمرانی کے لیے بالکل تیار ہے۔ حزب پوری مسلم دنیا میں موجود ہے اور اس بات کی صلاحیت رکھتی ہے کہ پوری مسلم دنیا اور امت کو ایک خلافت کے سائے تلے وحدت بخشے۔ اور اس کے پاس وہ رہنما، امیر حزب التحریر، شیخ عطاؒ بن خلیل ابورشتہ موجود ہیں جن میں یہ ذہانت اور تیزی موجود ہے جو اس امت کو حقیقی تبدیلی سے روشناس کرا سکے۔ یہی وقت ہے کہ امریکی ایجنٹوں، سرمایہ داریت اور جمہوریت کا خاتمہ کردیا جائے۔ اب وقت ہے شیخ عطاؒ کا، اسلام کا اور خلافت کا۔ لہٰذا افواج پاکستان کے افسران اب یہ تمھاری ذمہ داری ہے کہ خلافت کے فوری قیام کے لیے حزب التحریر کو نصرۃ فراہم کرو تا کہ اس حقیقی تبدیلی کو لایا جاسکے جس کی پاکستان کو شدید ضرورت ہے۔

پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس

جمہوریت کو ختم کرو اور خلافت کو قائم کرو

کیا جمہوریت کا اگلا انتقام کیانی کو مزید توسیع دینا ہے؟

حزب التحریر کو اس بات پر قطعاً حیرانگی نہیں ہوئی کہ 24 اپریل کو برسلز میں ہونے والی نیٹو کانفرنس کے موقع پر افغانستان کے صدر سے پاکستان کے صدر زرداری کی بجائے جنرل کیانی نے ملاقات کی۔ یہ ملاقات اس بات کا ثبوت ہے کہ جمہوری پاکستان کا اصل حکمران جنرل کیانی ہی ہے اور یہ جمہوریت کا ''بہترین انتقام'' ہے کہ جس نے اقتدار پر اصل شخص کی گرفت پر پردہ ڈالا ہوا ہے۔ یہ ملاقات اس حقیقت کی بھی عکاس ہے کہ کیانی افغانستان سے محدود انخلاً کے نام پر وہاں امریکہ کے مستقل اڈے قائم کرنے کے ہدف کو پائے تکمیل تک پہنچانے کی ذمہ داری زرداری کو منتقل نہیں کرنا چاہتا۔

اس کے علاوہ حزب التحریر کے لیے اس میں بھی حیرانگی کی کوئی بات نہیں ہوگی کہ اگر امریکہ اپنے وفادار جنرل کیانی کو مزید ترقی دے کر فائیو سٹار جنرل، جس کے عہدے کا نام چیف آف ڈیفنس سٹاف ہوگا، بنادے۔ یہ نیا عہدہ اس صورت میں پیدا کیا جائے گا کہ جب چیف آف آرمی سٹاف کے عہدے کو کمزور کر کے ایک نمائشی عہدہ بنادیا جائے اور تمام تر اختیارات نئے پیدا کیے گئے عہدے کو منتقل کر دیے جائیں گے۔ اور امریکہ کیوں نہ کیانی کو اس کی وفاداریوں کا صلہ دے کہ جس کے نامہ اعمال میں اس امت کے خلاف جرائم کی تعداد جنرل مشرف کے جرائم کی تعداد سے کسی طرح بھی کم نہیں ہے۔ یقیناً کیانی نے امریکی جنگ میں پہلے دن سے اہم کردار ادا کیا ہے، پہلے مشرف کے قریبی ساتھی ہونے کی حیثیت میں جب اس نے دسویں کور کے کمانڈر، ڈائریکٹر جنرل ملٹری آپریشنز (DGMO)، اور پھر ڈی جی آئی۔ایس۔آئی (DG ISI) ہونے کی صورت میں اپنا کردار ادا کیا اور اب چیف آف آرمی سٹاف کی حیثیت میں اس امریکی جنگ میں اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔ کیانی کی امریکہ سے معاونت ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ ہماری افواج قبائلی علاقوں میں موجود ہیں، ہماری خودمختاری کو مذاق بنادیا گیا ہے جیسا کہ ایبٹ آباد آپریشن اور مسلسل ہونے والے ڈرون حملے، پاکستان میں ریمنڈ ڈیوس نیٹ ورک کو کام کرنے کی اجازت دی گئی تاکہ وہ پاکستان بھر میں بم دھماکوں اور ٹارگٹ کلنگ کی منصوبہ بندی کرے اور انھیں پائے تکمیل تک پہنچائے، پاکستان میں نیٹو سپلائی لائن کو قائم کیا گیا اور اس کو تحفظ فراہم کیا گیا، جمہوریت کے ذریعے پاکستان میں امریکی راج کو قائم کیا گیا، لال مسجد اور جامع حفصہ میں قتل وغارت گری کو یقینی بنایا گیا اور کشمیر کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔

اگر جمہوریت انصاف فراہم کرنے کی صلاحیت رکھتی تو وہ جنرل کیانی کو گرفتار کرتی، اس پر مقدمہ چلاتی اور اسے اس قید خانے میں ڈال دیتی جہاں اس وقت نوید بٹ اور بریگیڈئر علی خان جیسے باصلاحیت سیاست دان اور افسران قید کیے ہوئے ہیں۔ لیکن جمہوریت کا مطلب ہی اسلام اور اس کے احکامات کو ماننے سے انکار کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے وائسرائے، امریکی سفیر نے انتہائی اعتماد سے یہ کہا کہ ''پاکستان میں جمہوریت ہمارا گھوڑا ہے''۔ لہذا حزب التحریر جمہوریت کے ذریعے دینی غیرت کو بیچنے کا باعث بننے والے اقتدار کو حاصل کرنے کی خواہش رکھنے والے انتخابی امیدواروں سے پوچھتی ہے کہ تم میں سے کون ہے جو جمہوریت کے ذریعے کیانی کو نئی ترقی دے کر پاکستان، امت مسلمہ اور اسلام کو ایک نیا نقصان پہنچا کر امریکہ سے اس کے عوض انعام حاصل کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔ کیا یہی وقت نہیں کہ تم جمہوریت کے خاتمے اور خلافت کے قیام کا مطالبہ کرو؟

اور کیانی کے لیے، ہم صرف اتنا ہی کہیں گے کہ اگر تم میں تھوڑی سی بھی عقل ہے تو اپنے استاد مشرف کے انجام سے سبق سیکھو۔ امریکہ تم کو بھی کوڑے دان میں پھینک دے گا جیسے ہی اس کے لیے تمھاری افادیت ختم ہو جائے گی چاہے تم امریکی صلیبی جنگ کے لیے زمین و آسمان کے درمیان موجود خلا کو مسلمانوں کی لاشوں سے ہی کیوں نہ بھر دو۔ یہ مت سمجھنا کہ امت خلافت کے قیام کے بعد تمھارے جرائم کو بھول جائے گی۔ تم اپنے جرائم کا تھوڑا سے مداوا اس طرح ضرور کر سکتے ہو کہ ان افسران کی راہ سے ہٹ جاؤ جو حزب التحریر کو نصرۃ فراہم کر کے خلافت کے فوری قیام کے ذریعے اسلامی طرز زندگی کا ایک بار پھر احیاءً چاہتے ہیں۔ اور خود کو اس دھوکے میں مت رکھو کہ تمھارے پاس اپنے گناہوں کے کفارے کے لیے ابھی بہت وقت باقی ہے کیونکہ بہت جلد تمھیں اس جگہ سے پکڑ لیا جائے گا جس کے متعلق تم سوچ بھی نہیں سکتے، انشاء اللہ۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں ﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ﴾ ''جنھوں نے ظلم کیا ہے وہ بھی ابھی جان لیں گے کہ کس کروٹ الٹتے ہیں'' (الشعراءً: 227)۔

پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس



اسلام آباد۔حزب التحریر کے ممبران تیراہ میں آپریشن کے خلاف مظاہرے میں شریک



کراچی۔حزب التحریر کے شباب پاک فوج کو امریکی جنگ کے لیے استعمال ہونے کے خلاف احتجاج کررہے ہیں



لاہور۔امریکہ کی ایما پر کیے جانے والے تیراہ آپریشن کے خلاف حزب التحریر ولایہ پاکستان نے مظاہرہ کیا



لاہور۔مظاہرے میں شرکاء نے جنرل کیانی کی غداری کے خلاف نعرے لگائے

وادی تیراہ میں فوجی آپریشن کے خلاف حزب التحریر کے احتجاجی مظاہرے
امریکی صلیبی جنگ کے لئے مزید ایندھن بننے کی اجازت نہیں دی جا سکتی

حزب التحریر ولایہ پاکستان نے ملک بھر میں وادی تیراہ میں فوجی آپریشن اور اس کے نتیجے میں ہونے والے سیکڑوں فوجیوں اور قبائلی مسلمانوں کی اموات کی خلاف احتجاجی مظاہرے کیے۔ پاکستان کی قیادت میں موجود غداروں نے یہ فوجی آپریشن 5 اپریل بروز جمعہ 2013 کو بغیر کسی پیشگی اعلان کے شروع کیا۔ ان فوجی آپریشنز کا مقصد یہ ہے کہ افواج پاکستان کو استعمال کر کے افغانستان پر قابض بزدل امریکی افواج کو پاکستان اور افغانستان کے درمیان موجود قبائلی مسلمانوں کی جانب سے مسلح مزاحمت سے بچایا جائے۔ مظاہرین نے بینرز اور کتبے اٹھا رکھے تھے جن پر ''**تیراہ میں آپریشن: پاک فوج کو امریکی صلیبی جنگ کا ایندھن نہ بناؤ**'' اور ''**تیراہ میں آپریشن، امریکہ سے وفاداری اور امت سے غداری**'' تحریر تھا۔ مظاہرین قبائلی علاقوں میں امریکی صلیبی جنگ کے لیے پاکستان کو ایندھن کے طور پر استعمال کرنے کی پالیسی کے خاتمے کا مطالبہ کر رہے تھے۔

وادی تیراہ میں فوجی آپریشن کے ذریعے جنرل کیانی نے یہ ثابت کیا ہے کہ وہی پاکستان کا اصل حکمران ہے جبکہ نگران جمہوری حکومت اسلام آباد میں اس معاملے سے لاتعلق بیٹھی ہے۔ ایک طرف جب پورا ملک بجلی کے بدترین بحران کا شکار ہے اور کڑوڑوں لوگ گرمی دور کرنے کے لیے پنکھا تک چلانے سے محروم ہیں جنرل کیانی اور پاکستان کی قیادت میں موجود چھوٹے سے غداروں کے ٹولے کو صرف اس بات کی فکر ہے کہ کسی طرح امریکی مفادات کی تکمیل کو یقینی بنایا جائے۔ اس کے علاوہ بجائے اس کے کہ ان غداروں کو اسلامی احکامات کے صریح خلاف ورزی اور امت کے مفادات سے چشم پوشی پر ان کا احتساب کیا جاتا، جمہوریت اور آمریت ان کے غدارانہ اور حرام اعمال کو ''قانونی چھتری'' فراہم کرتیں ہیں کیونکہ یہ دونوں انسانوں کے بنائے ہوئے نظام ہیں جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اوامر ونواہی کو معطل کر دیتے ہیں۔

حزب التحریر افواج پاکستان سے مطالبہ کرتی ہے کہ اس سرزمین پر خلافت کے قیام کے لیے نصرۃ فراہم کریں۔ یقیناً حزب التحریر خلافت کے قیام میں ہماری قیادت کرنے اور امریکی قبضے کے بھیانک دنوں کے خاتمے کے لیے ہمارے درمیان میں موجود ہے۔ حزب التحریر نے 191 دفعات پر مشتمل آئین تیار کیا ہے جس کی ہر دفعہ کے لیے حزب نے قرآن وسنت سے تفصیلی دلائل بھی بیان کیے ہیں۔ حزب نے ایسی کتابوں کا ایک پورا ذخیرہ ترتیب دیا ہے جو زندگی میں درپیش مختلف مشکلات اور معاملات کے اسلام سے حل، اس کی تفصیلات اور اس کے نفاذ کے تفصیلی طریقہ کار کو بیان کرتیں ہیں۔ اس کے علاوہ حزب التحریر نے کثیر تعداد میں ایسے قابل، باخبر، باشعور اور جاں نثار مرد اور خواتین تیار کیے ہیں جو خلافت کے قیام کے بعد خلیفہ کو اسلام کی بنیاد پر حکمرانی میں معاونت فراہم کریں گے اور اسلام کے مکمل اور بھرپور نفاذ کے لیے خلیفہ کا سخت احتساب بھی کریں گے۔ حزب التحریر دنیا کی سب سے بڑی جماعت ہے جو پوری مسلم دنیا میں تمام مسلم ریاستوں کو ایک ریاست خلافت کے تحت وحدت بخشنے کے لیے کام کر رہی ہے۔ اور حزب ایسے زبردست قابل سیاست دانوں اور فقہا سے بھری پڑی ہے جیسے اس کے امیر شیخ عطا ابو رشتہ ہیں جن میں یہ صلاحیت، ذہانت اور تجربہ ہے کہ وہ اس امت کی قیادت کر سکیں۔ آخر میں مظاہرین خلافت کے قیام کے حق میں نعرے لگاتے ہوئے پرامن طور پر منتشر ہو گئے۔

پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس

صفحہ نمبر 26 سے

نظاموں کو جاننے کی پیاس کو بجھا سکے اور آپ کو ایسے طور پر تیار کر سکے کہ آپ اس نظام کو دوسروں کے سامنے مؤثر انداز میں پیش کر سکیں۔ حزب کے پاس خلافت کے قیام کا مکمل عملی طریقہ کار بھی موجود ہے۔ لہٰذا آئیں اور حزب التحریر کی صفوں میں شامل ہو کر اسلام کے نفاذ کے فرض کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیں۔

ہماری تیسری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم خلافت کے قیام کے لیے نُصرۃ طلب کریں: ہم افواجِ پاکستان میں موجود اپنے والد، بھائیوں اور بیٹوں سے رابطہ کریں اور ان سے مطالبہ کریں کہ وہ خلافت کے قیام کے لیے حزب التحریر کو نصرۃ فراہم کریں اور غدّار کیانی کی اِس باطل پکار کو مسترد کر دیں جو وہ جمہوریت کے ایک اور دَور کی پشت پناہی کے لئے لگا رہا ہے۔ ہم فوجی افسران کو اس بات کی بھرپور تلقین کریں کہ وہ فوراً حزب التحریر کے ہاتھ کو مضبوطی سے تھام لیں اور اپنے ان اہلِ قوت بھائیوں کو یاد کریں جنھوں نے مدینہ میں پہلی اسلامی ریاست کے قیام کے لیے رسول اللہ ﷺ کو نصرۃ فراہم کی تھی جیسے سعد بن معاذؓ۔ جب سعد بن معاذؓ کا انتقال ہوا اور ان کی والدہ غم سے نڈھال ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لیرقا (لینقطع) دمک و یذھب حزنک فان ابنک اول من ضحک اللہ لہ و اھتز لہ العرش)) ''تمھارے آنسو رک جائیں گے اور تمھارا غم ہلکا ہو جائے گا اگر تم یہ جانو کہ تمھارا بیٹا وہ پہلا شخص ہے جس کے لیے اللہ مسکرایا ہے اور اس کا عرش ہل گیا ہے'' (الطبرانی)۔

17 جمادی الاول 1434 ہجری **حزب التحریر**
29 مارچ 2013 **ولایہ پاکستان**

جمعہ کے دن ''موت کے خیمہ گھروں'' سے

شام کے انقلاب کی جانب سے پوری امت مسلمہ کے لیے

اپنے حکمرانوں کو اکھاڑ پھینکو اور مسلمانوں کے خلیفہ کو بیعت دو

جو امت کا تحفظ کرے گا اور امت اس کی قیادت میں لڑے گی

دیکھ لو! شام کا انقلاب تمھیں پکارتا ہے کہ تم مسلمانوں کے مردہ حکمرانوں کے کردار کو بے نقاب کردو کیونکہ یہ مسلمانوں کی ایک ایک رگ کاٹ ڈالنے کے لیے متحد ہیں۔ ان کو اس بات پر بالکل بھی شرمندگی نہیں کہ یہ قصائی بشار کی حکومت کی حمائت کررہے ہیں اور اس بات کے باوجود کہ اس کی حکومت تقریباً گر ہی چکی ہے اس کے اقتدار کو مزید طول دینا چاہتے ہیں۔ یہ اس بات پر بھی قطعاً شرمندہ نہیں کہ یہ اس بابرکت انقلاب کو مسلسل نقصان پہنچانے کی کوشش کررہے ہیں اور اس انقلاب کا خاتمہ چاہتے ہیں اس سے قبل کہ ان کے بدعنوان ایجنٹ حکمرانوں کا خاتمہ ہوجائے۔ اور انھوں نے سازش کی اور اب بھی مسلسل کررہے ہیں کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کے خلاف، جن کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ وہ اس قتل وغارت گری، تباہی اور عصمت دری کے جہنم سے فرار ہوجائیں، جس کو قصائی بشار کی انتظامیہ نے برپا کررکھا ہے۔ انھوں نے ہمسائیہ ممالک میں اپنے بچوں اور عورتوں کے تحفظ کے لیے پناہ حاصل کی لیکن وہ حیران رہ گئے جب انھوں نے ان ممالک کی حکومتوں کو بشار سے بھی برا پایا۔ ان ہمسائیہ حکومتوں کا مقصد صرف اور صرف لوگوں اور انسانوں کی تزحیک کرنا ہے کیونکہ انھیں بٹھایا ہی اس مقصد کے تحت گیا ہے کہ وہ مسلمانوں کو گھیریں اور انھیں قتل کریں۔

یہ حکومتیں چاہے وہ اردن کے عبدالله بن حسین کی ہو یا عراق کے مالکی کی، لبنان کے نصراللہ اور اس کے اتحادیوں کی ہو یا ترکی کے اردگان کی یا سعودی عرب، قطر یا کسی بھی ملک کی، یہ الله، اس کے رسول ﷺ اور مسلمانوں کی دشمن ہیں۔۔۔ انھوں نے ثابت کیا ہے کہ وہ اس امت کا حصہ نہیں ہیں اور جان بوجھ کر شام کے لوگوں کی تذلیل کررہے ہیں، انھیں ان کے بابرکت انقلاب کی سزا دے رہے ہیں کیونکہ یہ بے وقوف حکمران یہ سمجھتے ہیں کہ یہ انقلاب ان کی اقتدار کی کرسیوں کو بھی جلا کر بھسم کردے گا۔ لہذا انھیں نہ صرف اس بات کی کوئی شرمندگی نہیں کہ وہ انقلابیوں تک پیسوں اور اسلحے کو پہنچنے سے روک رہے ہیں جس سے وہ اپنی زندگیوں اور عزتوں کا تحفظ کرسکیں بلکہ وہ انھیں پانی، ادویات اور بہتر رہائشی سہولیات سے بھی محروم کررہے ہیں۔ لہذا ہم جو شام کے انقلاب میں شامل ہیں، وہ انقلاب جو اسلامی امہ کا انقلاب ہے، ان کو یہ خوشخبری دیتے ہیں کہ ان کی حکومتیں بھی جلد ہی ختم ہونے والی ہیں۔ سورج ان کے اقتدار پر غروب ہو چکا ہے جس کو کافر استعماریوں نے قائم کیا تھا۔ یقیناً ان کے خاتمے کے لیے یہ وقت انتہائی مناسب ہے جیسا کہ رسول اللهﷺ نے ہمیں اس حدیث کے آخر میں خلافت کی واپسی کی خوشخبری دی ہے: ((ثُمَّ تَكُونُ مُلْكاً جَبْرِيَّةً، فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَكُونَ ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا. ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ)) ''پھر جابرانہ حکومت کا دَور ہوگا جو اُس وقت تک رہے گا جب تک الله چاہے گا، پھر جب الله اسے ختم کرنا چاہے گا تو اسے ختم کردے گا۔ پھر نبوت کے نقشِ قدم پر خلافت قائم ہوگی'' (مسند احمد)۔

اور رسول اللهﷺ نے فرمایا: **((ليبلغن هذا الدين ما بلغ الليل و النهار و لا يترك الله عز و جل بيت مدر و لا وبر الا ادخله هذا الدين بعز عزيز او بذل ذليل عز يعز الله عز و جل به الاسلام او ذل يذل به الكفر))** ''یہ دین وہاں تک ضرور پہنچے گا جہاں تک دن اور رات پہنچتے ہیں (یعنی پوری دنیا تک)۔ الله عزوجل کسی کچے پکے ٹاٹ کے بنے ہوئے گھر کو بھی نہیں چھوڑے گا، یہاں تک کہ وہ اس میں اس دین کو داخل کردے۔ کسی کو بلند کرے گا اور کسی کو پست کرے گا۔ اسلام کو عزت دے گا اور کفر کو ذلیل و رسوا کرے گا''۔

الله کی قسم اسلام کی شان وشوکت خلافت کی واپسی سے وابستہ ہے جس کی روشنی شام کے لوگوں کے لیے ایک نئی صبح کو لائے گی اور پوری مسلم دنیا تک پہنچ جائے گی اور یقیناً کفار اور ان کے پیروکاروں کی تذلیل بھی خلافت کی واپسی سے ہی وابستہ ہے۔

اے ثابت قدم مسلمانو جو موت کی وادیوں میں رہ رہے ہیں!

یہ ایجنٹ حکمران جنھوں نے ہمارے بے گھر لوگوں پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑے ہیں اور بشار کے جرائم میں برابر کے شریک ہیں، اس کے ساتھی ہیں۔ لہذا انھیں آج ہی اکھاڑ پھینکنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ بشار اور اس کے ٹولے کو اکھاڑ پھینکنا۔

ان بے وقوف حکمرانوں کا خاتمہ ضروری ہے تاکہ ہم اسی صوتھال میں واپس چلے جائیں جس میں ہم رہتے تھے یعنی ایک امت ایک ریاست ایک ریاست خلافت کے جھنڈے تلے تمام مسلمان۔ اور شام میں تمھارے بھائیوں نے تمھارے لیے راستہ کھول دیا ہے لہذا اب تمھارے پاس آج کے دن اور اس دن جب اپنے رب کے سامنے پیش ہوگے کوئی عذر نہیں ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ﴾ ''بے شک تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں''(الحجرات:10)۔اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:﴿وَاِنَّ هٰـذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُون﴾ ''یقیناً تمھارا یہ دین ایک ہی دین ہے اور میں ہی تم سب کا رب ہوں۔پس تم مجھ سے ڈرتے رہو''(المؤمنون:52)

ہشام البابا
سربراہ میڈیا آفس حزب التحریر
ولایہ شام

صفحہ نمبر 9 سے

تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ مقتول کو ذبحہ شدہ گائے کا ایک ٹکڑا دے مارو، جب انہوں نے یہ کیا تو اللہ نے اسے زندہ کر دیا اور وہ اگرچہ چھپانے کی کوشش کررہے تھے، مگر مقتول نے اپنا قاتل بتلا دیا۔ ﴿وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ﴾ ''اور تمہاری پوشیدگی کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا تھا''، کا یہی مطلب ہے۔

اور مردہ کو زندہ کرنے کے اس واقعے میں ان کیلئے یہ نشانی تھی کہ قیامت کے دن ان کو دوبارہ زندہ کرنے پر اللہ تعالیٰ کو قدرت حاصل ہے ، بالخصوص ان لوگوں کیلئے جو اس وقت ان میں سے بعث بعد الموت کے منکر تھے۔ کہ اے منکرین بعث بعد الموت !اس مردے کو زندہ کرنے میں تمہارے اوپر حجت قائم ہونے کی دلالت ہے، تاکہ تم سمجھو اور جانو کہ اللہ ہی جلانے والا اور مارنے والا ہے۔

4 . اللہ تعالیٰ ہمیں بتاتا ہے کہ ان نشانیوں کے باوجود، بنی اسرائیل کے کفار، کہ جنہوں نے ان نشانیوں کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا، اپنی قساوتِ قلوب یعنی سنگدلی اور بے رخی کی وجہ سے ایمان نہیں لائے، تو ان کے دل حق کو ٹھکراتے ہیں، اس کا باب قَسَا آتا ہے، دل کی سخت اکھڑپن اور درشتی کو کہتے ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے دلوں کے اکھڑپن کی تشبیہ پتھروں کے ساتھ دی ہے بلکہ ان سے بھی سخت۔ ﴿ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ﴾ کا یہی معنی ہیں، عربی میں (أو) کا لفظ کئی معنی رکھتا ہے : دو معطوفین کے درمیان کسی ایک کو اختیار کر لینے کی آزادی دینا یا دونوں کی اباحت (جواز) یا حرف عطف (conjunction) واو (وَ) کے معنی میں، یا سننے والے پر بات کو مبہم رکھنے کیلئے یا (بَل) کے معنی میں وغیرہ۔ یہاں قرینہ اس معنی پر دلالت کرتا ہے جو اس سے مراد ہے اور پوری آیت کریمہ کا مفہوم یہ دلالت کرتا ہے کہ پتھروں میں ان کے دلوں سے زیادہ خیر اور نفع ہے، اس کا یہی مطلب ہے کہ ان کے دل پتھروں سے بھی بہت سخت ہیں ، پتھروں کی طرح نہیں ہیں۔ تو یہاں (اَو) بمعنیٰ (بَل) ہوگا، یعنی آیت ﴿ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ﴾ کے معنی ہیں، کہ ان کے دل پتھروں کی طرح ہیں، بلکہ درشتی میں پتھروں سے بھی بڑھ کر ہیں ، ان کے دل پتھروں سے اس لئے سخت ہیں کہ پتھروں میں کچھ نہ کچھ نفع اور بھلائی تو ہے، جبکہ ان کے دلوں میں کوئی خیر نہیں ۔ پتھروں میں سے کچھ وہ ہیں جن سے نہریں پھوٹ کر چلتی ہیں اور انہی پتھروں میں سے ایسے ہیں جو شق ہوجاتے ہیں، پھر اُن کے دراڑوں میں سے (تھوڑا بہت) پانی نکل آتا ہے، اور انہی پتھروں میں بعض ایسے ہیں جو خوف الٰہی سے اوپر سے نیچے لڑھک آتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پہاڑ کے بارے میں خبر دی ہے جو رب کی تجلی سے منہدم ہو گیا تھا﴿فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ جَعَلَهٗ دَكًّا﴾ ''پس جب اس کے رب نے تجلی کی تو (اس پہاڑ کو) پاش پاش کر دیا''۔

اب اللہ تعالیٰ ان آیات کریمہ کا اختتام اس بات سے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال سے بے خبر نہیں، اللہ ان کے گھات میں ہے اور ان کے اعمال کو دیکھتا ہے اسے کوئی غفلت نہیں آلیتی اور نہ ان کے اعمال کو بھولتا ہے بلکہ آخرت میں ان کے اعمال پر ان کو سزا ملے گی یا دنیا میں ہی ان کو عذاب دیا جائے گا۔

کسی چیز سے غفلت دراصل اس کو بھول کر چھوڑ دینے کو کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو بتایا کہ اللہ ان پتھر دل لوگوں کے خبیث افعال سے غافل نہیں، بلکہ اللہ ان کے اعمال کا احاطہ کئے ہوئے ہیں ان کو بھولتا نہیں۔

ان عظیم آیات میں میں غور وتدبر کرنے والے کو یہود کے ایک پرانی خصلت کا پتہ چل جاتا ہے یعنی ان سے جس امر کی تنفیذ کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو وہ اس میں ٹال مٹول اور ہچکچاہٹ سے کام لیتے ہیں، اور یکے بعد دیگرے عذر اور بہانہ تراشی ان کی ہمیشہ کی عادت ہے، تاکہ اگر وہ اسے ٹال نہ سکیں تو کم از کم اس میں تاخیر کر سکیں۔ یہی ان کے اپنے خالق اور اس کے بھیجے ہوئے پیغمبروں اور تمام لوگوں کے ساتھ رویہ رہا ہے۔

لہٰذا ان کو دلائل سے قائل کرکے ان سے حقوق نہیں لئے جاسکتے ہیں اور نہ ہی لیکچروں یا مذاکرات کے ذریعے، بلکہ ان پر ایسے حملوں کے ذریعے ان سے حقوق چھین کر لئے جائیں جو انہیں شیطان کے وسوسے بھلا دیں۔ آپ ﷺ نے بھی مدینہ میں ان کا اسی طرح علاج کیا تھا، جو ان کی خیانت اور عہد شکنی کا نتیجہ تھا اور آج بھی فلسطین میں ان کا یہی ایک علاج ہے اور یہ صبح اب نزدیک ہے۔

شام کے مسلمانوں سے غداری!

زرداری نے شام کی قاتل حکومت سے ہاتھ ملایا ہے

حزب التحریر ولایہ پاکستان 29اپریل2013 کو صدر زرداری اور شام کے قاتل حکمران بشار کے نمائندے کے درمیان ہونے والی ملاقات کی پرزور مذمت کرتی ہے۔اس ملاقات میں شامی حکومت کے نمائندے نے ایک خط صدر زرداری کے حوالے کیا۔ بشار کے اپنی ہی قوم کے خلاف جرائم کو اگر سامنے رکھا جاتا تو اس خط کو وصول کرتے ہی پھاڑ دیا جاتا اور اس کے نمائندے کو ملک بدر کر دیا جاتا بلکہ اسے ملک میں داخل ہونے ہی کی اجازت نہیں دی جاتی۔لیکن زرداری نے ایک وفادار امریکی ایجنٹ ہونے کی ذمہ داری کو پورا کیا اور اس ملاقات کے ذریعے ختم ہوتی ہوئی بشار کی حکومت کو سہارا فراہم کیا ہے۔

مارچ 2011 سے شروع ہونے والے اس بابرکت انقلاب کو دو سال کا سخت اور تھکا دینے والے عرصہ گزر چکا ہے۔مسلمانوں نے شام کے شہروں اور قصبوں کی سڑکیں اور بازار مظاہرین سے بھر دیے جو اسلام کا مطالبہ کر رہے ہیں اور ان میں سے کئی (الشعب يريد الخلافة من جديد) **''عوام خلافت کا دوبارہ قیام چاہتے ہیں''** کے نعرے لگاتے ہیں اور آنے والی خلافت کے کلمہ طیبہ والے سیاہ اور سفید جھنڈے لہراتے ہیں۔اس صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے امریکہ نے، کہ جس کا سکون خلافت کے دوبارہ قیام کے خوف سے برباد ہو چکا ہے، اپنے ایجنٹ بشار الاسد کو حکم دیا کہ وہ اس تحریک کو وحشیانہ طریقے سے کچل ڈالے۔ اس کام میں بشار کو مہلت فراہم کرنے کے لیے امریکہ نے بشار کے خلاف انتہائی کمزور بیانات دیے اور لاحاصل عملی قدم اٹھائے۔ اس دوران بشار حکومت اس تحریک کو کچلنے کی خاطر شہروں اور قصبوں کو توپوں، ٹینکوں، جنگی طیاروں اور گن شپ ہیلی کاپٹروں کے ذریعے تباہ و برباد کرتی رہی۔ بشار نے ہزاروں لوگوں کا قتل کیا اور اُس نے اِس بربریت کے دوران عورتوں، بچوں اور بوڑھوں تک کو بھی نہ بخشا۔ بشار کے غنڈوں نے مردوں کو بدترین تشدد کا نشانہ بنایا، عورتوں کی عصمت دری کی ، بچوں کو اغوا کیا، اور راہ چلتی ماؤں کی گودوں سے ان کے بچے چھین لیے۔

اگر امریکہ کو بشار کا کوئی متبادل مل جاتا تو وہ بشار کو بھی ویسے ہی تاریخ کے کوڑے دان میں پھینک چکا ہوتا جیسا کہ امریکہ نے حال ہی میں دیگر عرب ممالک میں کھڑی ہونے والی عوامی تحریکوں کے ردِعمل میں کیا ہے۔ چنانچہ امریکہ ڈیڈ لائن کے نام پر بشار کو مسلسل مہلت دے رہا ہے تاکہ اس دوران وہ ایک مصنوعی متبادل چہرے تیار کر سکے... اسے یہ خطرہ لاحق ہے کہ کہیں اسلام اقتدار میں نہ پہنچ جائے اور ریاستِ خلافت قائم نہ ہو جائے۔ یہ خطرہ صرف امریکہ کو ہی نہیں بلکہ تمام کافر استعماری ریاستوں کو لاحق ہے۔ پس امریکہ نے اس معاملے میں روس کو اپنے ساتھ شریک کیا کہ بشار کی خفیہ اور اعلانیہ مدد کی جائے اور دونوں ممالک نے اسکے لیے متعدد حربے اختیار کیے۔اور ہمیشہ کی طرح اس بار بھی امریکہ نے اس سخت ترین مشکل سے نبٹنے کے لیے مسلم امت کی سیاسی وفوجی قیادت میں موجود غداروں کو آواز دی کہ وہ اس کی مدد کریں۔ پس ان غداروں نے اسلام اور امت مسلمہ کے خلاف کفار کی مدد کرنے کا راستہ اختیار کیا۔

حزب التحریر ولایہ پاکستان اس عہد کی تجدید کرتی ہے کہ وہ اسلام کی حکمرانی کے ذریعے تمام جابروں کے اقتدار کا خاتمہ کرے گی۔ چاہے بشار اور زرداری ایک دوسرے کا ساتھ دیں یا امریکہ آنے والے خلافت کو روکنے کی کوشش میں اپنی نیندیں حرام کر لے لیکن اب وہ وقت زیادہ دور نہیں جب پاکستان کی طاقتور افواج کی قیادت ایک صادق و امین خلیفہ کر رہا ہوگا۔ اور ایک بار پھر دنیا اس خلافت کو دیکھ لے گی جو ان جابروں کو عبرت ناک انجام سے دوچار کرنے کے لیے سمندروں کی دوری کو بھی خاطر میں نہیں لائے گی اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے گی جب تک اسلام کی روشنی سے پوری دنیا کو منور نہ ہو جائے۔

اب وہ وقت زیادہ دور نہیں جب پاکستان کی طاقتور افواج کی قیادت ایک صادق و امین خلیفہ کر رہا ہوگا۔ اور ایک بار پھر دنیا اس خلافت کو دیکھ لے گی جو ان جابروں کو عبرت ناک انجام سے دوچار کرنے کے لیے سمندروں کی دوری کو بھی خاطر میں نہیں لائے گی

وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ ۝ بِنَصْرِ اللَّهِ يَنصُرُ مَن يَشَاءُ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ

اور اس دن ایمان والے اللہ کی جانب سے دی جانے والی کامیابی پر خوشیاں منائیں گے۔ وہ جسے چاہتا ہے کامیاب کرتا ہے اور وہ نہایت طاقتور اور رحیم ہے (الروم:5-4)

پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس

شام، جان کیری اور جان مکین کی نظر میں

سینیٹر جان کیری نے امریکی وزیر خارجہ مقرر ہونے سے پہلے کانگرس کے اجلاس کے دوران کہا۔ ''شام کے صدر بشارالاسد نے تاریخی موقع گنوادیا، اس کو چاہئے تھا کہ وہ آج ہی ایک جانب ہوجاتا لیکن وہ تب ہی ایسا کرے گا جب اسے یہ یقین دہانی کرائی جائے کہ اب اس کا جانا، نیز روس اور عالمی فریقوں کے ساتھ اقتدار کی پرامن منتقلی کیلئے بندوبست ضروری ہوچکا ہے''۔

سینیٹر جین شاہین نے اس سے پوچھا'' شام کا آخری انجام کیا ہوگا ؟ اسد کے سقوط کی صورت میں کیمیاوی اسلحہ کا کیا بنے گا؟''۔ کیری نے جواب دیا''صدر کی پالیسی واضح ہے، ہمارے پاس اس کے دلائل موجود ہیں کہ وہ ان ہتھیاروں کو استعمال کرتے ہیں یا استعمال کریں گے اور محکمہ خطے کے اتحادیوں اور نیٹو کے ساتھ ہنگامی منصوبے تشکیل دے رہا ہے۔''

سینیٹر جان مکین نے، جوشام میں امریکی مداخلت کا حامی ہے، نے یہ کہتے ہوئے دخل اندازی کی کہ'' شام میں ہم ہوا کاشت کررہے ہیں اور طوفان کی فصل لیں گے اور یہ طوفان اس وقت ہوگا جب القاعدہ کی تنظیم منتشر ہوجائے گی''۔ اس نے مزید کہا کہ:'' اس قتل وغارتگری کو روکنے کیلئے زمینی افواج بھیجے بغیر ہم بہت کچھ کرسکتے ہیں ورنہ تاریخ ہمارے خلاف فیصلہ دے گی، میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ حالات سے نبٹنے کے مختلف طریقے تلاش کئے جائیں''۔

کیری نے جواب دیا'' جان! میں آپ سے یہ کہنا چاہوں گا کہ میرے لئے پریشان کن امر یہ ہے کہ جب حکومت کا انہدام ہوجائے گا تو کوئی بھی نہیں جانتا کہ اس کو دوبارہ کیسے قائم کیا جائے، کیمیائی اسلحہ ہمارے لئے ایک بڑا خطرہ ہوگا۔'' جان کیری نے خلیجی فریقوں پر الزام لگایا جو جبهة النصرة کو سپورٹ کرتے ہیں، جسے امریکہ نے دہشت گردی کی فہرست میں شامل کیا ہے، اس نے کہا: ''یہ خلیجی وہاں اسلحے کی ترسیل میں کوئی پس وپیش نہیں کرتے، اب النصرة برابری کی سطح پر آگئی ہے اور زمینی حرکت سیاسی حرکت سے زیادہ زوراثر ہوتی ہے، یہ حالات کو اور زیادہ پیچیدہ بنادیتا ہے، اور میرے لئے یہ امر بھی باعث تشویش ہے کہ وہاں سنی، شیعہ اور دوسرے فرقوں کے درمیان فرقہ وارانہ تقسیم کی جڑیں بہت گہری ہیں، شام میں 74فی صد مسلمان سنی ہیں، 13 فی صد علوی ہیں، عیسائی 10 فی صد اور اسماعیلی 3 فی صد ہیں۔ یہ ہیں خطرات۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ حالات کس سمت جارہے ہیں۔ مگر اپنی پارٹی رجحانات سے قطع نظر ہمیں امریکہ اور اپنے دوستوں (اسرائیل) کے مفادات کا خیال رکھنا ہوگا اور ہمیں ایک ایسی منصفانہ تقسیم تک پہنچنا چاہئے ہیں جو قابل عمل ہو''۔

مکین نے آخر میں کہا'' میں جانتا ہوں کہ شام میں دن بدن بدحالی بڑھ رہی ہے اس لئے مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ موجودہ پالیسی غیر مؤثر ہے اور ہمیں دیگر آپشنز پر بھی غور کرنا ہوگا، اور اگر آپ کوئی نئی پالیسی متعارف کرتے ہیں تو میں اس کی بہت قدر کروں گا۔''

یہ وہ حقیقت ہے جس پر کیری زور دیتا ہے اور جس سے اکثر لوگ چشم پوشی کرلیتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ہم شام والوں کو برابر دھوکے میں رکھیں تا کہ شام میں امریکی اثر ورسوخ کی حفاظت کی خاطر ان کو امریکہ کی مکاریوں کیساتھ مربوط کیا جائے۔ اس کیلئے قومی نمائندوں اور حکومتی نمائندوں کے درمیان مذاکرات کروائے جائیں تا کہ وہ ان دونوں سے ایک ایسی مخلوط حکومت تشکیل دیں جو امن مشن کی فورسز اور امریکی سہارے پر قائم حالیہ لشکر کی نمائندہ ہو۔

صفحہ نمبر 16 سے

پر آپ شباب کی صلاحیتوں سے زبردست کام بھی لے رہے ہیں۔

اس طرح مسجد اقصیٰ مبارک سے گزشتہ صدی کی پچاس کی دہائی میں حزب التحریر کا قافلہ جادہ و پیما ہوا جس کے لیے ایک بنیادی ہدف مقرر کیا گیا جو کہ خلافت راشدہ کا قیام تھا، اس قافلے کے میر کارواں استاد العلماء علامہ تقی الدین النبہانی تھے اور اپنی وفات تک آپ ہی اس قافلے کو لے کر منزل کی جانب بڑھتے رہے، آپ نے تقریباً پچیس سال حزب کی قیادت کی یہاں تک کہ آپ اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔

1977 میں آپ کی وفات کے بعد نامور عالم شیخ عبدالقدیم زلوم نے حزب کی قیادت سنبھال لی، اس دوران حزب کا کام بہت پھیل گیا، حزب کے ممبران کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا، حزب دنیا کے کئی ممالک تک پہنچ گئی، یوں حزب ہزاروں نوجوانوں کو اپنی تنظیم کا حصہ بنانے میں کامیاب ہوگئی، ربع صدی حزب کی قیادت کرنے کے بعد علماء کے یہ سرخیل بھی اسّی سال کی عمر میں ہم سے جدا ہوئے۔

آپ کے بعد 2003 میں ایک اور اعلیٰ پائے کے عالم اصول فقہ کے مستند عالم عطاء ابوالرشتہ نے حزب کے کاروان کی باگ ڈور سنبھال لی۔ آپ شیخین کے دور میں بوئی گئی فصل کو اور اس کے بعد اپنی محنت کے پھل کو کاٹنے کی زبردست انداز میں تیاری کررہے ہیں۔

تینوں امراء کے بارے میں ایک شاب کا یہ کیا ہی اچھا مقولہ ہے کہ

یہ تین تھے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان تینوں کے ہاتھوں تین کام کیے

پہلے نے بنیاد رکھی اور منظّم کیا

دوسرے نے فعّال کیا اور اس کو چار چاند لگائے

تیسرے نے اللہ سے مدد مانگی اور اللہ کے اذن سے آپ کو مدد ملے گی (آمین)

سورۃ طور آیت 63 تا 66 کی تفسیر

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُواْ مَا آتَيْنَاكُم بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُواْ مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (63)ثُمَّ تَوَلَّيْتُم مِّن بَعْدِ ذَلِكَ فَلَوْلاَ فَضْلُ اللّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنتُم مِّنَ الْخَاسِرِيْنَ (64)وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَواْ مِنكُمْ فِيْ السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُواْ قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ (65)فَجَعَلْنَاهَا نَكَالاً لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ (66) (ترجمہ) جب ہم نے تم سے وعدہ لیا اور تم پر طور پہاڑ لا کھڑا کر دیا (ا) (اور کہا) جو ہم نے تمہیں دیا اسے مضبوطی سے تھام لو اور جو کچھ اس میں ہے اسے یاد کرو تاکہ تم بچ سکو۔ لیکن تم اس کے بعد بھی پھر گئے، پھر اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم نقصان والے ہو جاتے۔ اور یقیناً تمہیں ان لوگوں کا علم بھی ہے جو تم (ا) میں سے ہفتہ کے بارے میں حد سے بڑھ گئے اور ہم نے بھی کہہ دیا کہ تم ذلیل بندر بن جاؤ

امیر حزب التحریر شیخ عطاء بن خلیل ابو الرشتہ حفظہ اللہ کی تصنیف لطیف ''التیسیر فی اصول التفسیر'' میں ان آیات کی تفسیر میں آیا ہے

ان آیات سے مندرجہ ذیل باتیں واضح ہوتی ہیں :

1. اللہ تعالیٰ یہود کو ان سے لئے گئے عہد کو یاد دلاتا ہے

﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ لاَ تَعْبُدُونَ إِلاَّ اللّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً وَذِيْ الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِيْنِ وَقُولُواْ لِلنَّاسِ حُسْناً وَأَقِيْمُواْ الصَّلاَةَ وَآتُواْ الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلاَّ قَلِيْلاً مِّنكُمْ وَأَنتُم مِّعْرِضُونَ (83) وَإِذْ أَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لاَ تَسْفِكُونَ دِمَاءكُمْ وَلاَ تُخْرِجُونَ أَنفُسَكُم مِّن دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنتُمْ تَشْهَدُونَ (84)ثُمَّ أَنتُمْ هَـؤُلاء تَقْتُلُونَ أَنفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيْقاً مِّنكُم مِّن دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِم بِالإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَإِن يَأتُوكُمْ أُسَارَى تُفَادُوهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاء مَن يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنكُمْ إِلاَّ خِزْيٌ فِيْ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَى أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ (85)﴾

(ترجمہ) اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا کہ تم اللہ کے سوا دوسرے کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، اسی طرح قرابتداروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور لوگوں کو اچھی باتیں کہنا، نمازیں قائم رکھنا اور زکواۃ دیتے رہا کرنا، لیکن تھوڑے سے لوگوں کے علاوہ تم سب پھر گئے اور منہ موڑ لیا۔ اور جب ہم نے تم سے وعدہ لیا کہ آپس میں خون نہ بہانا (قتل نہ کرنا) اور آپس والوں کو جلاوطن مت کرنا، تم نے اقرار کیا اور تم اس کے شاہد بنے (ا) لیکن پھر بھی تم نے آپس میں قتل کیا اور آپس کے ایک فرقے کو جلاوطن بھی کیا اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ان کے خلاف دوسرے کی طرف داری کی، ہاں جب وہ قیدی ہو کر تمہارے پاس آئے تم نے ان کے فدیے دیئے، لیکن ان کا نکالنا جو تم پر حرام تھا اس کا کچھ خیال نہ کیا، کیا بعض احکام پر ایمان رکھتے ہو اور بعض کے ساتھ کفر کرتے ہو (ا) تم میں سے جو بھی ایسا کرے، اس کی سزا اس کے سوا کیا ہو کہ دنیا میں رسوائی اور قیامت کے عذاب کی مار، اور اللہ تعالیٰ تمہارے عمال سے بے خبر نہیں۔''

2 . جب انہوں نے اللہ کی طرف سے لئے گئے عہد کی تنفیذ میں بے پروائی کی تو اللہ سبحانہ نے جبل طور کو بادل کی طرح ان کے اوپر اُٹھا کھڑا کیا تاکہ وہ ڈریں اور ایمان لائیں اور اللہ کی طرف سے دی گئی تورات اور اس کے اوامر ونواہی کو تہِ دل سے اپنائیں اور ان پر عمل کرنے میں کوشش کریں، اس طرح وہ تقویٰ والے بن جائیں گے، ورنہ اللہ تعالیٰ اس پہاڑ کو ان کے اوپر گرا دے گا ،تو انہوں نے اقرار کرتے ہوئے ایمان لایا۔ کوہ طور ان کے اوپر اس وقت اٹھا کھڑا کیا گیا جب انہوں نے اللہ کے ساتھ کئے گئے عہد کو توڑا، اس کی دلیل دوسری آیت میں اللہ کا یہ قول ہے ﴿وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّورَ بِمِيْثَاقِهِمْ﴾ النساء/154، یعنی ان کا عہد کو توڑنے کے سبب۔

3 . لیکن وہ پھر وہی کام کرنے لگے اور جس چیز کے بارے میں اللہ نے ان سے میثاق لیا تھا ،اس سے منہ پھیر لئے ، یہاں اللہ سبحانہ ان کو یاد دلاتا ہے کہ موجودہ مخاطبین کے اسلاف پر ،جنہوں نے یہ کام کیا تھا اللہ نے مزید نعمتیں کیں اور یہ کہ اللہ سبحانہ نے، باوجود اس کے کہ انہوں نے اللہ کے ساتھ کئے ہوئے عہد کو توڑا اور کوہ طور کو ان کے اوپر اٹھایا تھا، ان کا توبہ قبول کرتے ہوئے ان کے ساتھ اپنے فضل ورحم کا معاملہ کیا، یقیناً اگر اللہ کی رحمت نہ ہوتی اور ان کا توبہ قبول نہ کرتا تو وہ گھاٹے والوں میں سے ہو جاتے۔

4 . پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کو ہفتے کے دن ان کے حد سے تجاوز کو یاد دلاتے ہیں ،یعنی کہ انہوں نے اللہ کی حدود کی خلاف ورزی کی تھی، ان پر اللہ نے ہفتے کے دن شکار کو حرام کر دیا تھا، پھر اللہ نے ان کی آزمائش کیلئے اس دن شکار (مچھلی) کی کثرت کر دی ،تو وہ ایسا کرتے کہ جس پانی میں مچھلیاں ہوتیں، اس دن وہ مچھلی شکار کرنے کیلئے

بقیہ صفحہ نمبر 38

نماز میں قنوت

ابوایاس محمود بن عبداللطیف بن محمود (عویضہ) کی کتاب ۔الجامع الاحکام الصلوٰۃ۔ میں آیا ہے: لُغت میں قنوت کا اصل معنیٰ کسی شے پر دوام اور ہمیشگی دکھانا ہے، پھر اسی معنی سے کئی معانی نکلتے ہیں۔شرع میں اللہ عزوجل کی اطاعت پر دوام کو کہتے ہیں۔اللہ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے ﴿وَمَن يَقْنُتْ مِنكُنَّ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ صَالِحاً نُّؤْتِهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقاً كَرِيماً﴾ (ترجمہ) ''اور تم میں سے جو کوئی اللہ کی اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے گا اور نیک کام کرے گا، ہم اسے اجر (بھی) دوہرا دیں گے اور اس کے لئے ہم نے بہترین روزی تیار کر رکھی ہے۔'' اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی ہے کہ ﴿وَقَالُواْ اتَّخَذَ اللّهُ وَلَداً سُبْحَانَهُ بَل لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ كُلٌّ لَّهُ قَانِتُونَ﴾ اس طرح کی اور بھی بہت سی آیات ہیں، ان سب کا مطلب ہے، اللہ عزوجل کی اطاعت وفرمانبرداری پر جمے رہنا اور یہ جس خضوع کا تقاضا کرتا ہے، اس کے تحت آتا ہے۔

مگر یہ لفظ شریعت میں دیگر معانی کیلئے بھی استعمال کیا گیا ہے، چنانچہ کبھی یہ لفظ بول کر دعا مراد لی جاتی ہے، جیسا کہ براء بن عازب ﷛ سے روایت کیا گیا ہے۔(ان النبی ﷺ كَانَ يَقْنُتُ فِي صَلوٰةِ الصُّبحِ وَالمَغرِبِ) رواہ الترمذی۔ ''آپ ﷺ صبح اور مغرب کی نماز میں قنوت (دعا) کیا کرتے تھے۔'' اسی طرح انس بن مالک ﷛ سے روایت کیا گیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ (قَنَتَ رسولُ اللّٰہ شهراً بَعدَ الرُّكوعِ يَدعوُ علىٰ أَحيَاءٍ مِّنَ العرَبِ ثُمَّ تَرَكَهُ) رواہ ابن حبان۔'' آپ ﷺ نے مسلسل ایک مہینہ رکوع کے بعد دعا کی، آپ ﷺ عرب کے چند قبائل کیلئے بددعا کررہے تھے، پھر چھوڑ دی''۔ اور کبھی یہی لفظ بول کر طویل قیام مراد لیا جاتا ہے، جابر ﷛ سے منقول حدیث میں اس لفظ کا یہی معنی ہے وہ کہتے ہیں، (سئل رسول الله ا ای الصلوٰۃ افضل ؟ قال : طول القنوت) (احمد والترمذی وابن حبان وابن ماجہ) ''آپ ﷺ سے پوچھا گیا کونسی نماز سب سے بہتر ہے؟ فرمایا: لمبا قیام''۔تو یہ یہاں طول القنوت سے طویل قیام مراد ہے۔

کبھی یہ لفظ خاموشی اور بات نہ کرنے کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے، زید بن ارقم ﷛ سے روایت شدہ حدیث میں یہی مراد ہے وہ فرماتے ہیں۔(كُنَّا نَتَكَلَّمُ فى الصلوٰة يُكَلِّمُ الرَّجلُ صَاحِبَه وَهُوَ اِلىٰ جَنبِه فِي الصَّلَوٰةِ حتىٰ نزل ﴿وقوموا لله قانتين﴾)(مسلم، ابوداوٴد، ترمذی) ''ہم نماز میں بات کیا کرتے تھے کہ پاس کھڑے ہوئے نمازی سے دوسرا نمازی بات کرتا تھا'' حتیٰ کہ یہ آیت ﴿وقوموا لله قانتين﴾ نازل ہوئی اور ہمیں خاموشی کا امر کیا گیا اور باتیں کرنے سے منع کیا گیا، تو اس آیت میں قانتین کا معنی ہیں، ساکتین، یعنی خاموش رہنے والے اور باتوں سے رک جانے والے۔

پس موضوع بحث لفظِ قنوت لوگوں سے کلام نہ کرنے اور نماز میں صرف اللہ کے ساتھ مخاطب ہونے کو کہتے ہیں، تا کہ نماز اور عبادت خالص اللہ رب العالمین کیلئے ہوجائے۔ لہٰذا لوگوں کے ساتھ نماز میں بات کرنا اللہ کی عبادت کو قطع کرنے کو کہتے ہیں، حالانکہ نماز اسی کے لیے وقف ہے، اور باتیں کرنے سے نماز میں نقصان آجاتا ہے۔ چنانچہ عمار بن یاسر ﷛ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا (إنَّ الرَّجُلَ لَيَنصَرِفُ وَمَا كُتِبَ لَهُ الَّا عُشرُ صَلَاتِهِ تُسعُهَا ثُمنُهَا سُبعُهَا سُدسُهَا خُمسُهَا رُبعُهَا ثُلثُهَا نِصفُهَا) (ابوداوٴد) ''بیشک آدمی نماز سے فارغ ہوجاتا ہے تو اس کیلئے صرف اس کا دسویں حصے کا اجر لکھا جاتا ہے، نویں، آٹھویں، ساتھویں، چھٹے، پانچویں، چوتھے، تیسرے اور آدھے حصے کا اجر لکھا جاتا ہے۔'' پس جب ایک مسلمان اس طرح نماز پڑھے کہ اس کے تمام واجبات ادا کرے اور اس میں کسی حرام فعل کا ارتکاب اس سے سرزد نہ ہوجائے تو اس نے مکمل نماز پڑھی، اور اگر اس کے واجبات میں سے کوئی شے رہ کم ہوجائے یا دوران نماز حرام کام کرے تو اس کی نماز اس کے واجبات میں کمی یا حرام عمل کے ارتکاب کے بقدر ناقص ہوگی، اس لئے جب وہ نماز پڑھ لیتا ہے تو اس کو اس کی نماز کا دسواں یا چوتھا یا آدھا اجر مل جاتا ہے۔ ابویعلیٰ اور عبد بن حمید نے روایت کی ہے اس میں یہ ہے کہ (واذاكنتم فى الصلوة فاقنتوا ولاتكلموا) ''جب تم نماز میں ہو تو قنوت کرو اور باتیں مت کرنا''۔ یہاں فاقنتوا اور اس کے بعد ولاتكلموا کا اس پر دلالت واضح ہے کہ قنوت سے مراد سکوت اور باتوں کو چھوڑنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس قول ﴿وقوموا لله قانتين﴾ کی تفسیر میں شعراوی سے منقول ہے، وہ کہتا ہے کہ حق سبحانہ چاہتا ہے کہ ہم ہر نماز میں قانت بن کر کھڑے ہوجایا کریں، اور قنوت اصل لغت میں کسی شے پر مداومت کرنے کو کہتے ہیں۔قرآن کریم نے اللہ کی عبادت پر دوام اور خشوع وخضوع کو لازم پکڑنے پر ابھارا ہے۔یہ بات ہمیں اللہ تعالیٰ کے

اس قول میں نظر آتی ہے۔ ﴿ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ یَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ط قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ط اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ہ ﴾ (ترجمہ) بھلا جو شخص راتوں کے اوقات سجدے اور قیام کی حالت میں (عبادت میں) گزارتا ہو، آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہو (اور جو اس کے برعکس ہو، برابر ہو سکتے ہیں) آپ کہہ دیں بتاؤ تو علم والے اور بے علم کیا برابر ہیں؟ یقیناً نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہوں"۔ ابن کثیرؒ اس آیت ﴿وقوموا لله قانتین﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں، یعنی اللہ کے حضور سہمے ہوئے، عاجز اور ذلیل بن کر کھڑے ہو، یہ نماز میں بات چیت چھوڑنے کا تقاضا کرتا ہے کیونکہ یہ اس کے منافی ہے اسی لئے جب ابن مسعودؓ نے رسول اللہ ﷺ پر نماز کی حالت میں سلام کیا تو آپ ﷺ نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ نماز پوری کر کے آپ ﷺ نے فرمایا کہ (اِن فی الصلوٰۃ لشغلاً) "نماز بھی ایک مشغولیت ہے"۔ اور صحیح مسلم میں ہے کہ (ان هذه الصلوٰۃ لا یصلح فیها شیء من کلام الناس انما هی التسبیح والتکبیر و ذکر الله)" بیشک نماز میں باتیں کرنا صحیح نہیں، یہ تو تسبیح و تکبیر اور اللہ کو یاد کرنا ہے"۔

اسی طرح کتاب التیسیر فی اصول التفسیر (مؤلف عطاء ابوالرشتہ حزب التحریر کے امیر) میں اس آیت کی تفسیر یوں کی گئی ہے۔ ﴿وقوموا لله قانتین﴾ "یعنی ڈرے ہوئے اور نماز کے علاوہ دیگر باتیں نہ کرتے ہوئے۔ بخاری اور مسلم نے زید بن ارقم سے حدیث روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں : ہم آپ ﷺ کی زندگی میں باتیں کیا کرتے تھے حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی ﴿وقوموا لله قانتین﴾ تو ہمیں خاموشی کا حکم دیا گیا اور بات چیت کرنے سے روکا گیا۔ اور ابن جریر نے ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں (أتیت النبی وهو یصلی فسلمت علیه فلم یرد علی فلما قضی الصلاة قال انه لم یمنعنی ان ارد علیک السلام الا انه امرنا ان نقوم لله قانتین لا نتکلم فی الصلاة) "میں آپ ﷺ کے پاس آیا جبکہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، میں نے سلام کیا تو آپ ﷺ نے سلام کا جواب نہیں دیا، جب آپ ﷺ نماز پڑھ چکے تو فرمایا کہ سلام کا جواب دینے سے کسی اور چیز نے مجھے نہیں روکا، مگر اس لئے کہ ہمیں امر کیا گیا ہے کہ ہم اللہ کے حضور قانت ہو کر کھڑے ہو جایا کریں، نماز میں بات نہ کریں"۔

صفحہ نمبر 36 سے

وہاں سے نالہ سا کھود دیتے یا اور کسی ذریعے سے حیلہ اختیار کرتے، جس کی وجہ سے وہ مچھلیاں اس میں پھنس جاتے، پھر وہ آ کر ان کو پکڑ لیتے ﴿إِذْ تَأْتِیهِمْ حِیتَانُهُمْ یَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعاً وَیَوْمَ لاَ یَسْبِتُونَ لاَ تَأْتِیهِمْ﴾ (الاعراف/163) "جب کہ ان کے ہفتہ کے روز تو ان (کے دریا) کی مچھلیاں (پانی سے سر نکال نکال کر) ظاہر ہو ہو کر (سطح دریا پر) ان کے سامنے آتی تھیں اور جب ہفتہ کا دن نہ ہوتا تو ان کے سامنے نہ آتیں (بلکہ وہاں سے دور کہیں چلی جاتی تھیں)"۔ پھر اس کے بعد اللہ نے ان کو سزا دی، اور بندروں کے قالب میں ان کی شکلیں مسخ کیں اور ان کو (خاسئین) یعنی بھلائی سے دور کر دیا، وہ ذلیل و رسوا ہو گئے۔

5 . یہ مسخ کرنا ان کیلئے سزا تھی، ﴿نکالاً﴾ کا یہی معنی ہے ﴿لِمَا بَیْنَ یَدَیْهَا﴾ یعنی گزشتہ زمانے میں حدود اللہ سے تجاوز کے ارتکاب پر ان کو یہ سزا ہوئی ﴿وَمَا خَلْفَهَا﴾ اور بعد کے زمانے کیلئے بھی سزا ہے۔ بعد کے زمانے کیلئے اس کے سزا ہونے سے مراد نصیحت اور عبرت ہے کہ ان کے بعد آنے والے لوگ بھی اس سے عبرت حاصل کریں گے اور وہ ایسا کام نہیں کریں گے، تا کہ ان کو مسخ صورت جیسی سزا نہ ہو جائے۔ اس کی مثال اللہ کے اس قول میں ہے ﴿وَ لَكُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوةٌ﴾ البقرۃ/179 "اور تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے"۔ یعنی قصاص کی سزا دوسروں کیلئے زندگی ہے، کیونکہ وہ اس قانونِ قصاص کی وجہ سے قتل کرنے سے رک جائیں گے، نتیجۃً وہ بھی قتل کئے جانے سے بچ جائیں گے۔ پس اس آیت میں بھی مسخ (شکلیں بگاڑ دینے) کی سزا گویا بعد میں آنے والوں کیلئے بھی سزا کی حیثیت رکھتی ہے، کہ اگر وہ بھی یہی کام کریں گے تو ان کو یہی سزا ملے گی، کیونکہ اس کی وجہ سے وہ بھی عبرت و نصیحت حاصل کریں گے اور اللہ کی حدود کی خلاف ورزی سے بچیں گے، چنانچہ اس سزا سے بھی بچ پائیں گے، تو مابعد والوں کیلئے اس کا سزا ہونا مجازاً استعمال کیا گیا ہے، یعنی ان کیلئے یہ عبرت اور نصیحت ہے، یہاں (حقیقی اور مجازی معنی کے درمیان) سببیت کا تعلق ہے، کیونکہ نصیحت و عبرت مذکورہ سزائے مسخ کا مسبّب ہے، (یعنی سزا سبب اور عبرت و نصیحت اس کا مسبب اور اثر ہے)۔ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ بتایا کہ اس سزا میں اللہ سے ڈرنے والے ہر ایک متقی شخص کیلئے نصیحت ہے، صرف ان یہود کیلئے نہیں جو اس گناہ کے زمانے کے بعد پیدا ہوئے۔

جلیل القدر صحابی صہیب الرومی رضی اللہ عنہ

ہم میں سے کون ہوگا جو صہیب رومی ؓ کو نہیں جانتا ہوگا اور آپ ؓ کی زندگی کے حالات سے واقف نہ ہو؟ لیکن جس حقیقت کو بہت کم لوگ جانتے ہیں وہ یہ ہے کہ حضرت صہیب ؓ رومی نہیں تھے، بلکہ وہ خالص عربی تھے، جو باپ کی طرف سے نمر اور والدہ کی طرف سے تمیمی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔

روم کی طرف ان کی نسبت کے بارے میں ایک قصہ تاریخ کے حافظہ میں محفوظ ہے اور کتابوں میں اس کو نقل کیا جاتا ہے۔ بات یہ ہے کہ بعثت نبوی ﷺ سے دو دہائیاں قبل الاَ بُـــلَّة (جو ایک قدیم شہر تھا اور اب بصرہ میں شامل ہو چکا ہے) کا والی سنان بن مالک النمری تھا جسے کسریٰ فارس نے مقرر کیا تھا۔ اس کی چہیتی اولاد اس کا پانچ سالہ بیٹا تھا جس کا نام اس نے صہیب رکھا۔ یہ خوش شکل اور گورے بالوں، چمکدار آنکھوں والا، چاق و چوبند، ذہین اور ہونہار بچے تھے۔ خوش و خرم انسان تھے اور اپنے باپ کو بھی خوش رکھتا تھے اور حکمرانی کی پریشانیوں میں ان کو تسلی دیتے تھے۔

ان کی والدہ اپنے چھوٹے بیٹے اور نوکروں چاکروں کو لے کر آرام اور ستانے کے واسطے عراق کے الثنی گاؤں چلی گئیں۔ پھر اس گاؤں پر رومی لشکر کے ایک جھتے نے دھاوا بول دیا اور اس کے پہرے داروں کو قتل کیا، اس کی مال و دولت کو لوٹا اور اس کے عورتوں اور بچوں کو قید کر کے لے گئے۔ انہی قیدیوں میں صہیب ؓ بھی تھے۔

صہیب ؓ کو روم کی سرزمین میں غلاموں کی منڈی میں بیچا گیا اور ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل ہوتے رہے۔ کبھی ایک کی خدمت کی تو کبھی دوسرے کی۔ ان کے حالات بھی ان ہزاروں غلاموں کی طرح تھے جن سے رومی محلات بھرے رہتے تھے۔ صہیب ؓ کو اس غلامی نے یہ موقع فراہم کیا کہ وہ رومی معاشرہ کا گہرائی سے مشاہدہ کریں اور اس کے اندر رہ کر اس سے واقفیت حاصل کریں چنانچہ انھوں نے اپنی آنکھوں سے ان تمام برائیوں اور تباہیوں کی حشر سامانیوں کا معائنہ کیا جو رومی معاشرہ کے محلات میں وجود پذیر ہوتی تھیں۔ ظلم و جور، فسق و فجور اور معصیت و نافرمانی کا جو بازار اس معاشرے میں گرم تھا اسے اپنے کانوں سے سنا۔ ان کو اس معاشرہ سے نفرت ہوگئی اور وہ دل ہی دل میں یہ کہتے رہتے تھے کہ ایسے معاشرے کو ایک ناگہانی آندھی ہی پاک کر سکتی ہے۔

اس کے باوجود کہ صہیب ؓ کی نشو نما روم میں ہوئی اور اس کی سرزمین اور وہاں کے لوگوں کے درمیان پلے بڑھے اور اس کے باوجود کہ انھوں نے عربوں کی خصوصیات و امتیازات کو بھلا دیا تھا یا وہ بھلا ہی دینے والا تھے لیکن انھیں ہمیشہ یہ یاد رہتا تھا کہ وہ صحرا نشین عربوں میں سے ہیں۔ ایک لمحے کیلئے بھی غلامی سے آزادی پا لینے اور اپنی قوم کے لوگوں سے ان کے ملنے کی تڑپ کم نہیں ہوئی تھی۔

عرب سرزمین جانے کی اس شوق میں اس وقت مزید اضافہ ہوا جب انھوں نے اپنے ایک آقا سے ایک نصرانی نجومی کو یہ کہتے ہوئے سنا: کہ جزیرہ عرب کے شہر مکہ میں ایک نبی کی آمد کا زمانہ قریب آپہنچا ہے جو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی رسالت کی تصدیق کرے گا اور لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لائے گا۔ پھر صہیب ؓ کو بھاگ جانے اور اپنے آقاؤں کی قید سے جان چھڑانے کا موقع ملا اور ام القریٰ مکہ کا رُخ کیا جو عربوں کی پناہ گاہ تھی اور متوقع نبی کا ظہور اسی جگہ سے ہونا تھا۔ جب وہ عرب سرزمین آگئے اور وہاں سکونت پذیر ہوئے تو لوگ زبان کی لکنت اور بال گورے ہونے کی وجہ سے انھیں صہیب رومی کہلانے لگے۔ صہیب ؓ نے مکہ کے ایک سردار عبداللہ بن جدعان کے ساتھ معاہدہ کیا اور تجارت کرنے لگے جس میں انھیں بہت خیر اور مال و دولت حاصل ہوئی۔ پر صہیب کی تجارت اور کاروبار نے انھیں نصرانی نجومی کی بات نہیں بھلائی اور جب ان کے دل میں یہ بات گزرتی تو وہ بڑی تشنگی کے ساتھ اپنے آپ سے پوچھتے ''یہ کب ہوگا؟'' خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ انھیں اس کا جواب بہت جلد مل گیا۔ ایک دن جب وہ کسی سفر سے مکہ واپس آئے تو انھیں بتایا گیا کہ محمد بن عبد اللہ کی بعثت ہو چکی ہے اور وہ لوگوں کو ایک اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دینے لگے ہیں، ان کو عدل و احسان کا حکم کرتے اور فحش و ناپسندیدہ کاموں سے بچنے کی تاکید کرتے ہیں۔

صہیب ؓ نے پوچھا: یہ وہ تو نہیں جنہیں لوگ امین کے لقب سے یاد کرتے ہیں، کہا گیا، ہاں وہی ہے۔ انھوں نے مکان کے بارے میں دریافت کیا تو بتایا گیا کہ وہ صفا پہاڑی کے قریب واقع دار ارقم بن ابی الارقم میں ہوتے ہیں مگر دیکھنا قریش والوں کی نظر نہ پڑے ورنہ وہ آپ کے ساتھ برا سلوک کریں گے کیونکہ آپ ایک پردیسی آدمی ہیں اور یہاں آپ کا کوئی رشتہ دار بھی نہیں ہے جو ان کی زد سے بچاؤ فراہم کرے اور نہ آپ کا کوئی قبیلہ ہے جو مدد دے سکے۔

صہیب ؓ ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے محتاط ہو کر دار ارقم کی طرف چل پڑے، جب وہاں پہنچے تو دروازے پر عمار بن یاسر ؓ سے ملاقات ہوگئی، جو پہلے سے ان کے جاننے والے تھے۔ لمحہ بھر پس و پیش کی حالت میں رہے اور پھر ان کے قریب ہو کر پوچھا'' عمار کیا کرتے ہو؟ عمار ؓ نے پوچھا، آپ بتائیں آپ

کیا کرنے آئے ہیں؟ صہیب نے کہا: میں اس آدمی کے پاس جا کر ان سے ملنا چاہتا ہوں تا کہ ان کی باتیں سن لوں۔ عمار نے کہا میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ پھر صہیبؓ نے کہا: لو جی، بسم اللہ کرتے ہیں، اندر ایک ساتھ ہی جاتے ہیں۔ صہیب بن سنان رومی اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما دونوں آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کی باتیں سنیں چنانچہ دونوں کے سینے ایمان کی روشنی سے چمک اُٹھے۔ دونوں نے آپ ﷺ کی طرف ہاتھ بڑھانے میں سبقت کی اور **لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کی گواہی دی۔ پورا دن آپ ﷺ کی صحبت سے فیض یاب اور رشد و ہدایت سے سیراب ہوتے رہے۔ جب رات ہوگئی اور لوگوں کا آنا جانا بند ہو گیا تو اپنے سینوں میں وہ روشنی لیکر آپ ﷺ کے پاس سے نکل گئے جو ساری دنیا کو روشن کرنے کیلئے کافی تھی۔

صہیبؓ نے بلال و عمار، سمیہ اور خباب رضی اللہ عنہم وغیرہ دسیوں مسلمانوں کے ساتھ قریش کی ایذا رسانیوں کا بھر پور حصہ پا کر برداشت کیا اور وہ سختیاں اور تکالیف جھیلیں جو اگر کسی پہاڑ پر کی جاتی تو ٹوٹ جاتا لیکن انھوں نے یہ سب کچھ پامردی اور خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جنت کا راستہ ناگواریوں سے گھرا ہوا ہے۔ اور جب آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو مدینہ ہجرت کرنے کی اجازت دی تو صہیبؓ نے حضور ﷺ اور ابوبکر صدیقؓ کی صحبت میں رہنے کا عزم کیا مگر قریش کو جب ان کی ہجرت کا پتہ چلا تو انہوں نے رکاوٹیں ڈالیں اور ان کی نگرانی کیلئے چند لوگوں کو مقرر کیا تا کہ وہ نکلنے نہ پائیں اور سونے اور چاندی کی کمائی اپنے ساتھ لے کر نہ جا سکیں۔

صہیبؓ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھی کی ہجرت کے بعد آپ ﷺ کے ساتھ جا ملنے کیلئے موقع کی تاک میں تھے مگر کامیابی نہ ملی کیونکہ قریش کے آدمی برابر ان پر پہرہ دے رہے تھے اس لئے انھوں نے مجبوراً کوئی حیلہ ڈھونڈنے کا سوچا۔ چنانچہ ایک رات جب کہ سخت ٹھنڈ پڑ رہی تھی، صہیبؓ بار بار باہر نکلتے تھے یہ دکھانے کیلئے کہ گویا وہ قضائے حاجت ارادے سے ایسا کرتے ہیں، وہ واپس آ کر فوراً دوبارہ چلے جاتے۔

پہرہ دینے والوں میں سے ایک نے کہا کہ بے فکر ہو جاؤ، لات وعزیٰ نے اسے پیٹ کی تکلیف میں مبتلا کر دیا ہے۔ پھر وہ سب اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے اور سو گئے تب صہیبؓ ان کے درمیان میں سے کھسک کر نکل پڑے اور مدینے کا رخ کیا۔ ابھی وہ چلے جا ہی رہے تھے کہ نگرانوں کو خبر ہوگئی اور فوراً نیند چھوڑ کر سراسیمگی (گھبراہٹ) کے عالم میں اپنے تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر ان کے پیچھا کرتے ہوئے ان کو خوب دوڑایا اور بالآخر ان کے پاس پہنچ گئے۔

جب صہیبؓ کو علم ہوا تو ایک اونچی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور اپنے ترکش سے تیر نکال کر اپنی کمان میں کستے ہوئے کہا: قریش والو! خدا کی قسم تمہیں معلوم ہے کہ میں تم میں سب سے زیادہ ماہر تیر انداز ہوں اور میرا نشانہ ٹھیک لگتا ہے۔ خدا کی قسم جب تک میں تم کو اپنے ترکش کے تمام تیروں سے نشانہ نہ بناؤ، مجھ تک نہیں پہنچ پاؤں گے، پھر (جب تیر ختم ہو جائیں) تو جب تک میرے ہاتھ میں تلوار رہی میں تم پر حملے کرتا رہوں گا چاہے اس کا ایک ٹکڑا ہی میرے ہاتھ میں باقی رہے۔ یہ سن کر ان میں سے ایک آدمی بولا، خدا کی قسم ہم تمہیں اپنی جان و مال نہیں بچانے دیں گے، تو جب مکہ میں آیا تھا تو تیرے پاس کچھ نہیں تھا اور اب تم اتنا مال لیکر مدینہ جا رہے ہو۔ صہیبؓ نے کہا اچھا یہ بتاؤ کہ اگر میں اپنا سارا مال تم لوگوں کیلئے چھوڑ دو تو کیا تم میرا رستہ چھوڑ دو گے۔ انہوں نے کہا، ہاں! پھر انھوں نے مکہ میں اپنے گھر میں وہ جگہ بتا دی جہاں انھوں نے وہ مال رکھا تھا، پھر وہ آئے اور وہ مال ان سے لے کر ان کو جانے دیا۔ صہیبؓ مدینہ کی طرف اپنے دین کو لے کر بھاگتے ہوئے گئے اور جس مال کو اکھٹا کرنے کیلئے انھوں نے اپنی عمر کا قیمتی وقت صرف کیا تھا اس کا کچھ افسوس نہیں کیا۔ اور جب بھی تھکاوٹ اور سستی چھا جاتی، تو رسول اللہ ﷺ کی دیدار کا شوق ان کو تازہ دم کر دیتا اور پھر ایک نئے ولولے کے ساتھ اپنے رفتار میں مگن ہو جاتے۔

جب قبا پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے آتے ہوئے دیکھا تو مسرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا "**ربح البیع یا ابا یحیٰ ....ربح البیع**" اے ابو یحیٰ تجارت نفع مند رہی، تجارت نفع مند رہی، تجارت نفع مند رہی، تین دفعہ یہ فرمایا اور صہیبؓ کا چہرہ خوشی سے کھلنے لگا، اور کہا، خدا کی قسم! مجھ سے پہلے تو کوئی آپ سے نہیں ملا ہے (جو آپ کو بتا دیتا) تو یہ جبرائیل ہی نے آپ ﷺ کو بتایا ہے۔ بلاشبہ یہ ایک سودمند تجارت تھی اور آسمانی وحی نے اس کی تصدیق کی اور جبرائیل اس کے گواہ بنے۔ جب صہیبؓ کے بارے اللہ کا یہ قول نازل ہوا ﴿**وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ رَؤُوفٌ بِالْعِبَادِ (207)**﴾ (ترجمہ) "اور بعض لوگ وہ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب میں اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں (۱) اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔"

صہیب بن سنان رومیؓ کیلئے خوشخبری اور بہترین ٹھکانہ ہے۔

خطبہ برائے جمعہ

الحمد لله والصلاة والسلام علی رسول الله وعلی آله وصحبه ومن والاه :اما بعد فاعوذبالله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وهو فی الآخرة من الخاسرینَ وقال رسول الله ﷺ الدین النصیحة قیل لمن یا رسول الله قال لله ولرسوله ولائمة المسلمین وعامتهم صدق الله العظیم وصدق رسول الکریم

میرے قابل احترام مسلمان بھائیو ،بزرگواور جوانوں، جب سے اللہ تعالی نے اس دنیا کوتخلیق کیا اس میں دو نظاموں کی کشمکش ہے،ایک نظام خالق کا ہے جبکہ دوسرا نظام انسان کا اپنا بنایا ہو ہے۔

میں پہلے انسان کے اپنے بنائے ہوئے نظام کے کچھ حقائق انتہائی سادہ انداز سے آپ حضرات کے سامنے رکھنے کی کوشش کروں گا ،انسان کے بنائے ہوئے نظام کو زمان اور مکان کے فرق سے کبھی بادشاہت کہا جاتا ہے کبھی اس کو شہنشاہیت کا نام دیا جاتا ہے کبھی اس کو آمریت سے تعبیر کیا جاتا ہے جبکہ ضرورت پڑنے پر اسی کو جمہوریت کے لقب سے نوازا جاتا ہے،

محترم مسلمان بھائیو!انسان کے بنائے ہوئے نظام کو آپ کوئی بھی نام دیں لیکن اس کی بنیاد ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان کسی اور ہستی کے قانون اور نظام کا پابند نہیں بلکہ وہ خود قانون ساز ہے!وہی حلال وحرام کے فیصلے کرتا ہے وہی اپنے لیے اور معاشرے کے لیے خیر وشر کا تعین کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے اس ملک میں بھی ایوان زرین اور ایوان بالا دو قانون ساز ادارے موجود ہیں جس میں اکثریت کی ووٹ دینے کی صورت میں قانون سازی ہوتی ہے، یہ صرف پاکستان میں نہیں ساری دنیا میں یہی ہو رہا ہے ۔ بس اتنا فرق ہے کہ ہندوستان میں اسی پارلیمنٹ کو لوگ سبھا کہا جاتا ہے،روس میں ڈوما،اسرائیل میں کنیسٹ اورامریکہ میں سینٹ ،پاکستان میں پارلیمنٹ ! ہرجگہ انسان ہی قانون سازی کرتا ہے اور اس کو جمہوریت کا نام دیا جاتا ہے،

محترم حاضرین جمہوریت کوئی نیا نظام نہیں بلکہ یہ ہزاروں سال سے ہے ،لیکن حالات کے ساتھ اس کو لوگوں کے لیے قابل قبول بنانے کے لیے اس کے ساتھ سابقے اور لاحقے لگائے گئے جیسے ہمارے ملک میں عوام اسی نظام میں پھنسا کر رکھنے کے لیے کبھی اصلی جمہورت شوشہ چھوڑا گیا ،کبھی حقیقی جمہوریت کی اصطلاح استعمال کی گئی اور کبھی اسلامی جمہوریت کا جھوٹ بولا گیا! نام کے بدلنے سے کسی چیز کی حقیقت نہیں بدلتی اگر آپ دن کو رات اور رات کو دن کہیں یا اللہ نہ کرے کوئی کفر کو اسلام کہے تو اس نام اس شے کی حقیقت پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ بہرحال جمہوریت انسانی ذہن کی تخلیق ہے اس کی بنیاد ہی یہ ہے کہ حاکمیت اعلی عوام کے پاس ہے عوام ہی طاقت کا سرچشمہ ہیں !جمہوریت میں آزادی کا تصور ہے کس چیز سے آزادی؟ غلامی سے آزادی نہیں! بلکہ اللہ کی بندگی سے آزادی۔ جمہوری عقیدے کے مطابق اللہ کا وجود ہے یا نہیں ہے اس سے کوئی بحث نہیں۔ ہاں اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ کا ہماری زندگی کی معاملات سے کوئی تعلق نہیں ،انسان کو عقیدے کی آزادی ہے،رائے کی آزادی ہے ،کمانے کی آزادی ہے جیسے چاہیے کمالے،قومی دولت یورپی بنکوں میں پہنچا دے! نجکاری کے ذریعے عوامی ملکیت کی اشیاء پر سانپ بن کر بیٹھ جائے! من مانی کرے کبھی لوڈ شیڈنگ اور کبھی قیمتیں بڑھا کر لوگوں کا جینا حرام کرے !اس جمہوریت میں شخصی آزادی بھی ہے جیسا چاہے کھائے پیئے ،جیسا چاہے زندگی گزارے۔

اے میرے مسلمان بھائیو آج جمہوریت کے موضوع پر خطبہ دینے کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ میں آپ کو اس تصور کے بارے میں بہت تفصیل سے بتاوں ،اس کی باریکیوں اور نقائص کو آپ کے سامنے رکھوں ،یہ موضوع بہت طویل ہے اس حوالے سے گفتگو کا سلسلہ ان شاءاللہ اس وقت تک جاری رہے گا ،جب تک اللہ کے اذن سے اس ناپاک جمہوریت کو جہاں سے یہ آئی ہے وہیں لے جا کر اس کی تمام آلائشوں کے ساتھ اس کو دفنا نہ دیا جائے اور اللہ کی رحمت سے وہ وقت زیادہ دور نہیں!

آج اس موضوع پر خطبہ دینے کا ایک خاص مقصد ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کفریہ عقیدے اور نظام کو عین اسلام یا کم از کم یہ ثابت کرنے کے لیے یہ اسلام سے متصادم نہیں مغرب کے پروردہ اور اس پر فریفتہ یا اس کے ایجنٹ اسلام کو ہی استعمال کر رہے ہیں! جن کی جال میں بعض سادہ لوح مسلمان اور اسلام پسند بھی پھنس جاتے ہیں!

مسلمان امت چونکہ اسلام کے علاوہ کوئی نظام قبول کرنے پر تیار نہیں اس لیے ان کو دھوکہ دینے کے لیے ایک خطرناک اصطلاح استعمال کی جاتی ہے اور وہ ہے اسلامی جمہوریت! میں آج کے اس خطبے میں اسی پر بات کروں گا کہ اسلامی جمہوریت کی یہ عجیب وغریب اصطلاح کیا ہے۔ معزز سامعین جمہوریت کا مطلب جیسا کہ میں نے آپ کو بتا دیا صرف ووٹ ڈالنا نہیں، ووٹ تو حقِ رائے دہی ہے !ووٹ آپ کا حق ہے،آپ کے پاس یہ اختیار ہوتا ہے کہ آپ ان دو امیدواروں میں سے کس کو بہتر یا اس منصب کا حقدار سمجھتے ہیں۔ اس قسم کا ووٹ اسلام میں بھی ہوسکتا ہے جیسا کہ علیؓ اور عثمانؓ کے درمیان خلیفہ بنے کے لیے ہوا ،جمہوریت کے ووٹ میں معاملہ ایسا نہیں بلکہ اس دونوں امیدواروں میں ے جو بھی جیت گیا ذاتی طور پر وہ کیسا بھی ہو یعنی مدرسے کا پڑھا ہوا ہو یا کسی

کالج یا پاکستانی وزرا کی طرح جعلی ڈگریوں سے Phd کیا ہو، بہرحال وہ جمہوریت کے عقیدے کا پابند رہے گا، اسی پہ عمل کرے گا جس کے عقیدے کی رو سے فیصلہ اکثریت کا ہو گا! کیونکہ عوام جمہوریت میں طاقت کا سرچشمہ ہیں، پارلیمنٹ میں جس کو دوتہائی اکثریت ملے گی وہی قانون سازی کرے گا، جولوگ اس جمہوری نظام میں اس بہانہ بازی سے شامل ہوتے ہیں کہ ہم تو اسلام نظام بلکہ آج کل تو اسلامی انقلاب اور ووٹ کے ذریعے انقلاب کے الفاظ بھی استعمال کرتے ہیں لیکن افسوس ایسا کرتے ہوئے یہ بالکل شرماتے بھی نہیں ہیں، نہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے اور نہ ہی مومنوں سے! میں تو یہی کہوں گا ﴿یَـــا أیُّھـــا الانسَان ما غرّک بِرَبِک الکریم﴾ ''اے انسان کس چیز نے تمہیں اپنے رب کے بارے میں دھوکے میں رکھا ہوا ہے'' اے مسلمانو! یہ میرا دعوی ہے میں اس منبر رسول پر کہتا ہوں کہ اس طرح کبھی اسلام نہیں آئے گا، اس راستے میں آگے جا کر وہ بھی کسی کا رحم وکرم ہو اور آپ کو اپنا کام نکلوانے کے لیے جتوایا جائے، تو اسلام آباد ضرور آئے گا جہاں سے ممبران اس دنیائے فانی کے لیے تھوڑا بہت مال ومتاع جمع کر لیں گے۔

اے جمہوری نظام کے ذریعے اسلام لانے کا دعوی کرنے والو! میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ پارلیمنٹ کے قراردادوں کے ذریعے اگر چند اسلامی احکامات نافذ کرنے میں کامیاب بھی ہو جاتے ہیں تو کیا یہ اکثریت کا فیصلہ ہونے کی وجہ سے قانون بنتا ہے یا اللہ کا حکم ہونے کی وجہ سے۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ یہ اللہ کا حکم ہے تو اس پر بحث کرنے کے لیے اس کو انسانوں کے سامنے کیونکہ پیش کرتے ہو! اللہ کے احکامات کو تختۂ مشق کیوں بناتے ہو؟ اللہ کا حکم سمجھ کر فوراً نافذ کیوں نہیں کرتے ہو؟ جی ہاں تم جس وقت اس کو پارلیمنٹ کے سامنے بحث کے لیے پیش کرتے ہو تمہارے ذہن میں اس بات کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی کہ یہ اللہ کا حکم ہے یہ قطعی ہے اس کو نافذ کرنے کے لیے کسی انسان سے اجازت لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اس کو نافذ کرنے کے حوالے سے بحث کرنے کا کوئی مطلب نہیں، اللہ تعالی کا فیصلہ ہے: ﴿وما کـان لـمـومـن ولا مـومنة اذا قضی الله ورسوله امـرا ان یـکـون لهـم الـخـیـرة مـن امـرهـم﴾ ''کسی مومن مرد یا عورت کو اس معاملے میں بات کرنے کا کوئی اختیار نہیں جس کا فیصلہ اللہ اور اس کا رسول کر چکے ہیں،، میں یہ سوال کرتا ہوں کہ تمہیں یہ اختیار کس نے دیا ہے؟ اللہ نے تو نہیں دیا ہے! اس کے رسول ﷺ نے نہیں دیا ہے! تمہاری اسلامی جمہوریت نے دیا ہے کہ اللہ جو بھی حکم دے پہلے اس پر بحث کرو دیکھو اس میں فائدہ ہو، امریکہ ناراض نہ ہوتا ہو، یورپ کے ویزے بند نہ ہوتے ہوں اور اکثریت اس کو پاس کرے تو یہ کہہ کر اس کا کریڈٹ لے لو کو دیکھو ہم نے تو اسلام نافذ کر دیا یا کرنے کی کوشش کی، لیکن کیا کریں اس دفعہ ہمیں اکثریت نہیں ملی اگلے الیکشن میں کلین سویپ کریں گے، اور جو حکم نافذ نہیں کرنا چاہتے اس کے لیے یہ کہو کہ بین الاقوامی حالات اس کے لیے سازگار نہیں، مغرب کے اشتعال انگیزی کا خطرہ ہے، حکمت سے کام لینا چاہیے، یہ کہتے ہوئے تم اللہ سے بھی زیادہ حکیم بننے کی کوشش کرتے ہو جس نے ایک حکم کو نافذ کرنے کا حکم دیا ہے اور تمہاری حکمت کا تقاضا ہوتا ہے کہ اللہ کا یہ حکم فی الحال قابل عمل نہیں مناسب حالات کا انتظار کرنا چاہیے، سبحان اللہ کیسی سوچ ہے!۔

اسلامی جمہوریت کے داعی جانتے ہوئے یا نہ جانتے ہوئے پارلیمنٹ کو شوری سے تشبیہ دیتے ہیں کہ اسلام میں بھی شوری ہے اللہ فرماتا ہے کہ ﴿ وامـرهـم شـوری بینهم﴾ ''اوران کے باہمی معاملات مشورے سے طے ہوتے ہیں،، یا اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ ﴿وشـاورهـم فـی الامـر﴾ ''اور معاملات میں ان سے مشورہ لیا کریں''۔ کیا ذہانت اور کیا حکمت ہے کہ پارلیمنٹ کو شوری پر قیاس کیا جائے! یہ اتنی سیدھی سادھی بات کو بھی سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے کہ اللہ کے حکم کو نافذ کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں کوئی مشورہ نہیں ہو سکتا مشورہ کسی مباح کام میں لیا جا سکتا ہے جس کو کرنا نہ کرنا برابر ہو، کافر حربی ممالک جیسے امریکہ سے تعلقات ہو سکتے ہیں یا نہیں، عوامی ملکیت کی اشیاء کو نجکاری کے ذریعے سیٹھوں کی جولی میں ڈالا جا سکتا ہے یا نہیں، یا مرتد کو سزا دی جائے یا نہیں اس کے بارے میں کوئی مشورہ یا شوری نہیں ہو سکتا کیونکہ ان چیزوں کے بارے اللہ تعالی کے واضح احکامات موجود ہیں۔ ہاں پارلیمنٹ میں اس پر بحث ہوتی ہے اور اکثریت اگر یہ فیصلہ دے کہ امریکہ سے دشمنی مشکل ہے اس لیے اس کے اڈے جاری رکھو، لاجسٹک سپورٹ برقرار رکھو، مطلوبہ افراد کو پکڑ کر اس کے حوالے کرو، تو یہ چونکہ اکثریت کا فیصلہ ہے اس پر عمل لازمی ہے یہ قانون ہے۔ وزیراعظم پارلیمنٹ کے فیصلوں کا پابند ہوتا ہے، اس کے برعکس خلیفہ اللہ کے احکامات کو من وعن نافذ کرنے کا پابند ہوتا ہے، اس کے لیے شریعت کے نفاذ میں کسی شوری یا کسی سے مشورہ لینے کی اس کو ضرورت نہیں۔

تو حضرات میں عرض کر رہا تھا اسلامی جمہوریت کے بارے میں کہ یہ اسلام سے بالکل متصادم ایک ایسے عقیدے سے پھوٹا ہوا نظام ہے جس کی رو سے انسان اللہ کی بندگی سے آزاد ہے، وہ قانون بنانے میں آزاد ہے، وہ خیر وشر اور حلال وحرام کے فیصلے کرنے میں آزاد ہے۔ جمہوری نظام میں اللہ کا حکم ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ قانون ہے یا اس پر عمل کرنا، اس کو نافذ کرنا لازمی ہے بلکہ وہ قانون بننے کے لیے دوتہائی اکثریت کا محتاج ہے، اگر دوتہائی اکثریت نے اللہ کے کسی حکم کو مسترد کر دیا تو وہ قانون نہیں بن سکتا جو کہ ہم اپنے ملک میں بار بار دیکھ چکے ہیں۔ عرض یہ ہے کہ اس کو شوری کہنا یا شورائی نظام سے اس کو تشبیہ دینا شاید اس صدی کا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ یہ پارلیمنٹ بھی میرے بھائیوں وہی دارالندوہ ہے جہاں اکٹھا ہو کر سرداران قریش فیصلے اور قانون سازی کیا کرتے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے

سامنے بھی اس اسلامی جمہوری سوچ کا اظہار کیا کہ چھ مہینے یا ایک سال تم ہمارے معبودوں کی عبادت کرو اور پھر چھ مہینے یا ایک سال ہم تمہارے معبود کی عبادت کریں گے پھر اس کے بعد اکثریت کی رائے کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا ،اس پر سورہ الکافرون نازل ہوئی ((**لکم دینکم ولی دین**)) تک ۔جس وقت قریش کے جمہوری سردار اپنے اس جمہوری مقصد میں نامراد ہوئے تو انہوں نے پینترا بدل کر کہا اچھا کم از کم ہمارے معبودوں کو برا بھلا مت کہو، تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی ﴿**انّکم وما تعبدون من دون الله حصب جهنم انتم لها واردون**﴾ ''تم اور تمہارے یہ معبود جہنم کے ایندھن ہیں''۔ اس کے بعد بھی قریش کے جمہوریت پسند لیڈر باز نہیں آئے بلکہ رسول اللہ کی جانب سے ان کے نظام میں شرکت سے انکار بلکہ اس کے بائیکاٹ کو ختم کرنے کے لیے ایک NRO کی پیش کش کی کہ آو کچھ لو اور کچھ دو کے جمہوری فارمولے پر عمل کرتے ہیں، اگر آپ ﷺ کو اقتدار کا شوق ہے تو ہم آپ کو اپنا بادشاہ بناتے ہیں، اگر آپ ﷺ کو دولت چاہیے تو اس قدر دولت جمع کر کے دے دیں گے کہ آپ ﷺ عرب کے امیر ترین آدمی بن جائیں گے اور اگر کسی خوبصورت خاتون سے شادی کرنے کا ارادہ ہے تو اس کا بھی ایک نہیں بلکہ دس دس کا بندوبست کریں گے۔ اس پیش کش کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میرے داہنے ہاتھ میں سورج اور بائیں میں چاند بھی رکھ دو تو تمہارے نظام کا حصہ نہیں بنوں گا، اپنے طریقے تو ترک نہیں کروں گا خواہ اس کے لیے میری جان چلی جائے یا اللہ اپنے وعدے کو پورا کرے گا۔ جب ہر طرح کی لالچ اور گٹھ جوڑ میں ناکام ہوگئے تو موجودہ جمہورت پسند حکمرانوں کی طرح ہی مکہ کے جمہوریت پسند ظلم اور بربریت پر اتر آئے، سوشل بائیکاٹ کر کے شعب ابی طالب میں بند کر دیا، سخت پابندیاں لگائیں، کہا کرتے تھے کہ ہمارے ساتھ رہنا ہے تو ہمارے نظام کے مطابق رہو ورنہ جینے نہیں دیں گے۔ لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے کسی قسم کی اعتدال پسندی کا مظاہر نہیں کیا، کوئی درمیانی حل نہیں ڈھونڈا اور ایک لمحے کے لیے بھی یہ نہیں سوچا کہ چلو بادشاہ بنا رہے ہیں تو بن جاؤ ایک بار اقتدار ہاتھ آئے تو سب صحیح کر دیں گے، نہیں ایسا نہیں کیا بلکہ اپنے رب کے بتائے ہوئے طریقے پر ہی کار بند رہ کر ایک زبردست سیاسی جدوجہد اور اہلِ قوت سے نصرہ لے کر اسلامی ریاست قائم کر دی اور فورا یکمشت اسلام کو نافذ کر دیا، کسی بین الاقوامی حالات کو خاطر میں نہیں لائے، کسی اکثریت کا انتظار نہیں کیا اور نہ اللہ کی طرف سے نازل ہونے والے احکامات کو انسانوں کے سامنے بحث لیے پیش کیا کہ دو تہائی اکثریت منظوری دے گی تب ان کو نافذ کریں گے۔ ہاں آپ ﷺ کو اللہ نے اس بات کا اختیار نہیں دیا تھا کہ اس کے بارے میں اپنی رائے، عقل اور صوبدید کو مدنظر رکھیں، یا لوگوں سے مشورے کریں، بلکہ یہ حکم تھا کہ ﴿**فا حکم بینهم بماانزل الله ولا تتبع اهواء هم عمّا جاءك من الحق**﴾ ''ان کے درمیان اللہ کے نازل کردہ کے مطابق حکومت کریں اور جو حق تمہارے پاس آیا ہے اس کے بارے میں ان کی خواہشات کی پیروی کبھی نہ کیجئے گا''۔

شروع میں میں نے عرض کیا تھا کہ روئے زمین پر دراصل دو ہی نظام ہیں ایک اس زمین کے مالک اور خالق کا نازل کیا ہوا جبکہ دوسرا انسان کا اپنا بنایا ہوا جس کے حوالے سے میں نے میں نے مختصر گفتگو کر دی اور خالق کا نظام جیسا کہ ہم سب کو علم ہے خلافت ہے، جو اس عقیدے سے پھوٹا ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اس کے علاوہ کسی کو قانون سازی کا اختیار نہیں، اکثریت کی بنیاد پر قانون بنانا انسان کو حاکم اعلیٰ کا درجہ دینا ہے، جبکہ اللہ کا ارشاد ہے ﴿**ان الحکم الا لله**﴾ ''حکمرانی تو صرف اللہ کی ہے''۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (**کانت بنوا اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلک نبیُ خلفه آخر وانه لا نبیَّ بعدی وستکون خلفاء فتکثر قالو فما تأمرنا یا رسول الله ﷺ قال فوا ببیعة الاول فالاول**) ''بنی اسرائیل کی سیاست ان کی انبیاء کیا کرتے تھے، جب بھی کسی نبی کا انتقال ہو جاتا کوئی اور نبی اس کی جگہ لیتا، چونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں بلکہ خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے، صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں فرمایا: ایک خلیفہ کے بعد آنے والے پہلے خلیفہ کی بیعت کرو''۔

برادران اسلام ایک بار پھر جمہوری نظام کے انتخابات کی آمد آمد ہے، قسم قسم کے نعرے اور دعوے سننے کو ملتے ہیں، اکثریت رائے عامہ کی وجہ سے بھی اسلام حتی کہ خلافت کا لفظ اپنے انتخابی مہم میں استعمال کر رہے ہیں، ایک بار پھر دھوکے کا بازار گرم ہے۔ اس دفعہ اس میں کچھ نئے چہروں کا بھی اضافہ ہوا ہے، جن کو ہم نئے دھوکہ باز کہہ سکتے ہیں، لیکن اب اللہ کے اذن سے یہ زیادہ دیر چلنے والی نہیں، کیونکہ مسلمان باشعور ہو رہے ہیں، حق اور باطل کو پہچان رہے ہیں۔ امت کے باشعور لوگ، ووٹوں اور لوٹوں کے ذریعے نہیں، بلکہ انتہائی پروقار انداز میں آج کے انصار سے کندھے سے کندھا ملائے خلیفہ راشد کی بیعت کے لیے تیاریوں میں مصروف ہیں،

انشاءاللہ صبح زیادہ دور نہیں ﴿**انَّ مَوعدکم الصبح الیس الصبح بقریب**﴾ ''تم سے صبح کے وقت کا وعدہ ہے اور صبح قریب ہی تو ہے''

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین۔

نیچے دیئے گئے اڈریس سے یہ کتاب Download کی جا سکتی ہے



عالمی اقتصادی بحران

کی حقیقت اور اسلام کے نقطہ نظر سے اِس کا حل

امیر حزب التحریر عطاء بن خلیل ابو الرَشتہ

PDF download: http://pk.tl/1bCn
https://www.facebook.com/Ata.abualrashtah?ref=hl
https://twitter.com/ataabualrashtah